شرح پیامِ مشرق

مع

گلشنِ راز | بندگی نامہ

(فارسی، اردو)

از

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مؤلف ومترجم کتب کثیرہ

پروفیسر مفتی محمد وسیم اکرمُ القادری (ایم فل)

(ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ: سپیریئر کالج سمبڑیال)

شارح

یوسف مثالی

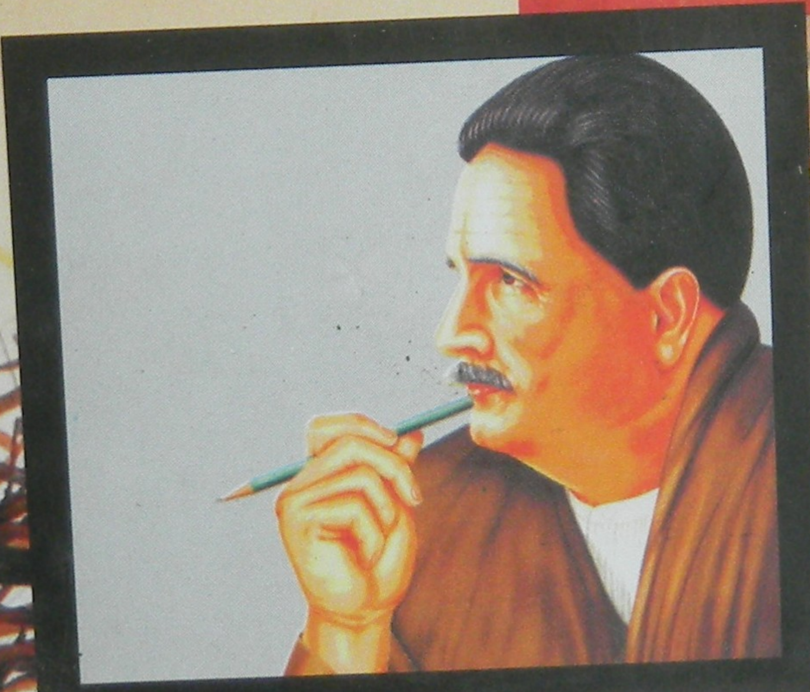

شرح

پیامِ مشرق

مع

گلشنِ راز | بندگی نامہ (فارسی، اردو)

از

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مؤلف ومترجم کتب کثیرہ

پروفیسر مفتی محمد وسیم اکرمُ القادری (ایم فل)

(ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ: سپیریر کالج سمڑیال)

شارح

یوسف مثالی

عبداللہ اکیڈمی

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	☆	شرح پیامِ مشرق (فارسی، اُردو)
از	☆	شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ
فارسی اشعار و ترجمہ	☆	پروفیسر مفتی محمد وسیم اکرم القادری (ایم فل)
		(ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ: سپیریئر کالج سمبڑیال)
شارح	☆	یوسف مثالی
ناشر	☆	مشاق احمد
اہتمام	☆	سلمان منیر
پروف ریڈنگ	☆	ارسلان عادل
کمپوزنگ تشریح	☆	گل گرافکس
سرورق	☆	عاطف بٹ
پرنٹرز	☆	ناصر شہزاد پریس، لاہور
اشاعت	☆	2018ء
قیمت	☆	-/400

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کردی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

تنبیہ

ہمارے ادارے کا نام بغیر ہماری تحریری اجازت بطور ملنے کا پتہ، ڈسٹری بیوٹر، ناشر یا تقسیم کنندگان وغیرہ میں نہ لکھا جائے۔ بصورت دیگر اس کی تمام تر ذمہ داری کتاب طبع کروانے والے پر ہوگی۔ ادارہ ہذا اس کا جواب دہ نہ ہوگا اور ایسا کرنے والے کے خلاف ادارہ قانونی کارروائی کا حق رکھتا ہے

فہرست عنوانات

پیامِ مشرق

☆ دیباچہ ---------- 7

☆ پیش کش ---------- 14

☆ بحضور اعلیٰحضرت امیر امان اللہ خان فرمانروائے دولت مستقلۂ افغانستان 14

☆ خلداللہ ملکہٗ واجلالہٗ ---------- 14

☆ لالۂ طور ---------- 34

☆ وادی طور کا گلِ لالہ ---------- 34

☆ رباعیات ---------- 34

☆ افکار (علامہ اقبال کی فکر و سوچ) ---------- 118

☆ (بہار کا پہلا پھول) ---------- 118

☆ دُعا ---------- 120

☆ اللہ تعالیٰ کے حضور التجا ---------- 120

☆ ہلالِ عید ---------- 121

☆ (عید کے پہلے دن کا چاند) ---------- 121

☆ تسخیرِ فطرت (فطرت کی تسخیر) ---------- 122

☆ (حضرت آدم کا میلاد) -- 122

☆ (سیدنا آدمؑ کو سجدہ کرنے سے شیطان کا انکار کرنا) ---------------- 123

☆ (حضرت آدمؑ جنت سے باہر آتے ہوئے کہتے ہیں) ------------------- 128

☆ ۵۔ صبحِ قیامت -- 130

☆ آدمؑ در حضور باری -- 130

☆ (قیامت کی صبح...... حضرت آدمؑ اللہ تعالیٰ کے حضور میں) --------------- 130

☆ بوئے گل -- 132

☆ (گلاب کے پھول کی خوشبو) -- 132

☆ نوائے وقت -- 134

☆ (وقت کی آواز) -- 134

☆ فصلِ بہار -- 137

☆ حیاتِ جاوید -- 143

☆ **بندگی نامہ** 145

☆ در بیانِ فنونِ لطیفہ غلاماں -- 155

☆ (غلاموں کے لطیف فنون کا بیان) -- 155

☆ موسیقی -- 155

☆ (غلاموں کے لطیف فنون میں سے موسیقی کا بیان) ------------------- 155

☆ مصوری -- 163

☆ (غلاموں کے لطیف فنون میں سے مصوری کا بیان) ------------------- 163

☆ مذہب غلاماں -- 176

☆ درفنِ تعمیرِ مردانِ آزاد ---------------------------------- 188
☆ (آزادمردوں کی "تعمیر" کے فن کا بیان) -------------------------- 188
☆ **گلشن راز جدید** 197
☆ ابتدائیہ -- 198
☆ گلشنِ راز، جدید ---------------------------------- 201
☆ تمہید -- 201
☆ غزل -- 280
☆ خاتمہ -- 286

maablib.org

دیباچہ

''پیام مشرق'' کی تصنیف کا محرک جرمن ''حکیم حیات'' گوئٹے کا ''مغربی دیوان'' ہے جس کی نسبت جرمنی کا اسرائیلی شاعر ہائنا لکھتا ہے:

''یہ ایک گلدستہ عقیدت ہے جو مغرب نے مشرق کو بھیجا ہے.........:

اِس دیوان سے اِس امر کی شہادت ملتی ہے کہ مغرب اپنی کمزور اور سرد روحانیت سے بیزار ہو کر مشرق کے سینے سے حرارت کا متلاشی ہے۔''

گوئٹے کا یہ مجموعہ اشعار جو اس کی بہترین تصانیف سے ہے اور جس کو اس نے خود ''دیوان'' کے نام سے موسوم کیا ہے کن اثرات کا نتیجہ تھا اور کن حالات میں لکھا گیا؟ اس سوال کا جواب دینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مختصر طور پر اس تحریک کا ذکر کیا جائے جس کو المانوی ادبیات کی تاریخ میں ''تحریک مشرق'' کے نام سے یاد کرتے ہیں' میرا قصد تھا کہ اس دیباچے میں تحریک مذکور پر کسی قدر تفصیل سے بحث کروں گا مگر افسوس ہے کہ بہت سا مواد جو اس کے لئے ضروری تھا ہندوستان میں دستیاب نہ ہو سکا۔ پال' پورن' تاریخ ادبیات ایران کے مصنف نے اپنے ایک مضمون میں اس امر پر بحث کی ہے کہ گوئٹے کس حد تک شعرائے فارس کا ممنون ہے۔ لیکن رسالہ نارواند سود کا وہ نمبر جس میں مضمون مذکور شائع ہوا تھا۔ نہ ہندوستان کے کسی کتب خانے سے مل سکا نہ جرمنی سے مجبوراً اس دیباچے کی تالیف میں کچھ تو گزشتہ مطالعہ کی یادداشت پر بھروسا کرتا ہوں اور کچھ مسٹر چارلس ریمی کے مختصر مگر نہایت مفید اور کارآمد رسالے پر جو انہوں نے اس موضوع پر لکھا ہے۔

ابتدائے شباب ہی سے گوئٹے کی ہمہ گیر طبیعت مشرقی تخیلات کی طرف مائل تھی۔ سٹراس برگ میں جہاں وہ قانون کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ اس کی ملاقات جرمن

لٹریچر کی مشہور اور قابل احترام شخصیت ہرڈر سے ہوئی جس کی صحبت کے اثرات کو گوئٹے نے خود اپنے سوانح میں تسلیم کیا ہے۔ ہرڈر فارسی نہ جانتا تھا لیکن چونکہ اخلاقی رنگ اس کی طبیعت پر غالب تھا اس لئے سعدی کی تصانیف سے اسے نہایت گہری دلچسپی تھی چنانچہ ''گلستاں'' کے بعض حصوں کا اس نے جرمن زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ خواجہ حافظ کے رنگ سے اسے چنداں لگاؤ نہ تھا۔ اپنے معاصرین کو سعدی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھتا ہے۔

''حافظ کے رنگ میں ہم بہت کچھ نغمہ سرائی کر چکے۔ اس وقت سعدی کے تلمذ کی ضرورت ہے۔''

لیکن باوجود اس دلچسپی کے جو ہرڈر کو مشرقی لٹریچر سے تھی اس کے اپنے اشعار اور دیگر تصانیف پر مشرقی لٹریچر کا کوئی اثر معلوم نہیں ہوتا۔ علیٰ ہذا القیاس گوئٹے کا دوسرا معاصر شلر بھی جو مشرقی تحریک کے آغاز سے پہلے ہی مر چکا تھا' مشرقی اثرات سے آزاد ہے۔ گو اس بات کو فراموش نہ کرنا چاہئے کہ اس کے ڈراما ''توران دخت'' کا پلاٹ مولانا نظامی کے افسانہ دختر پادشاہ اقلیم چہارم (ہفت پیکر) سے لیا گیا ہے۔ جس کا آغاز مولانا نے اس شعر سے کیا ہے

''گفت کز جملہ ولایت روس بود شہرے بہ نیکوئی چو عروس''

۱۸۱۲ء میں فان ہیمر نے خواجہ حافظ کے دیوان کا پورا ترجمہ شائع کیا اور اسی ترجمے کی اشاعت سے جرمن ادبیات میں مشرقی تحریک کا آغاز ہوا۔ گوئٹے کی عمر اس وقت 65 سال کی تھی اور یہ وہ زمانہ تھا جب کہ جرمن قوم کا انحطاط ہر پہلو سے انتہا تک پہنچ چکا تھا۔ ملک کی سیاسی تحریکوں میں عملی حصہ لینے کے لئے گوئٹے کی فطرت موزوں نہ تھی اور یورپ کی عام ہنگامہ آرائیوں سے بیزار ہو کر اس کی بے تاب اور بلند پرواز روح نے مشرقی فضا کے امن و سکون میں اپنے لئے ایک نشیمن تلاش کر لیا۔ حافظ کے ترنم نے اس کے تخیلات میں ایک ہیجان عظیم برپا کر دیا۔ جس نے آخر کار ''مغربی دیوان'' کی ایک پائیدار اور مستقل صورت اختیار کر لی مگر فان ہیمر کا ترجمہ گوئٹے کے لئے محض ایک محرک ہی نہ تھا بلکہ اس کے عجیب و غریب تخیلات

کا ماخذ بھی تھا۔ بعض بعض جگہ اس کی نظم خواجہ کے اشعار کا آزاد ترجمہ معلوم ہوتی ہے اور بعض جگہ اس کی قوت تخیل کسی خاص مصرع کے اثر سے ایک نئی شاہراہ پر پڑ کر زندگی کے نہایت دقیق اور گہرے مسائل پر روشنی ڈالتی ہے۔ گوئٹے کا مشہور سوانح نگار بیل سوشکی لکھتا ہے:

''بلبل شیراز کی نغمہ پردازیوں میں گوئٹے کو اپنی ہی تصویر نظر آتی تھی۔ اس کو کبھی کبھی یہ احساس بھی ہوتا تھا کہ شاید میری روح ہی حافظ کے پیکر میں رہ کر مشرق کی سرزمین میں زندگی بسر کر چکی ہے۔ وہی زمینی مسرت' وہی آسمانی محبت' وہی سادگی' وہی عمق' وہی جوش وحرارت' وہی وسعت مشرب' وہی کشادہ دلی اور وہی قیود و رسوم سے آزادی! غرض کہ ہر بات میں ہم اسے حافظ کا مثیل پاتے ہیں۔ جس طرح حافظ لسان الغیب وترجمان اسرار ہے اسی طرح گوئٹے بھی ہے اور جس طرح حافظ کے بظاہر سادہ الفاظ میں ایک جہان معنی آباد ہے اسی طرح گوئٹے کے بے ساختہ پن میں بھی حقائق واسرار جلوہ افروز ہیں۔ دونوں نے امیر وغریب سے خراج تحسین وصول کیا۔ دونوں نے اپنے اپنے وقت کے عظیم الشان فاتحوں کو اپنی شخصیت سے متاثر کیا (یعنی حافظ نے تیمور (۱) کو اور گوئٹے نے نپولین کو) اور دونوں عام تباہی اور بربادی کے زمانے میں طبیعت کے اندرونی اطمینان وسکون محفوظ رکھ کر اپنی قدیم ترنم ریزی جاری رکھنے میں کامیاب رہے۔''

(۱) خواجہ حافظ اور تیمور کی ملاقات کی روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ خواجہ کا انتقال تیموری فتح شیراز سے پہلے ہو چکا تھا۔

خواجہ حافظ کے علاوہ گوئٹے اپنے تخیلات میں شیخ عطار' سعدی' فردوسی اور عام اسلامی لٹریچر کا بھی ممنون احسان ہے۔ ایک آدھ جگہ ردیف وقافیہ سے غزل بھی لکھی ہے۔ اپنی زبان میں فارسی استعارات بھی (مثلاً ''گوہر اشعار'' ''تیر مژگاں'' ''زلف گرہ گیر'') بے تکلف استعمال کرتا ہے بلکہ فارسیت کے جوش میں امرد پرستی کی طرف اشارات کرنے سے بھی احتراز نہیں کرتا۔ دیوان کے مختلف حصوں کے نام بھی فارسی ہیں۔ مثلاً مغنی نامہ' ساقی نامہ' عشق نامہ' تیمور نامہ' حکمت نامہ وغیرہ۔ باوجود ان سب باتوں کے گوئٹے کسی فارسی شاعر کا مقلد نہیں اور اس کی شاعرانہ فطرت قطعاً آزاد ہے۔ مشرق کے لالہ زاروں میں

اس کی نوا پیرائی محض عارضی ہے۔ وہ اپنی مغربیت کو کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتا اور اس کی نگاہ صرف انہی مشرقی حقائق پر پڑتی ہے، جن کو اس کی مغربی فطرت جذب کر سکتی ہے۔ عجمی تصوف سے اسے مطلق دلچسپی نہ تھی اور گو اسے یہ بات معلوم تھی کہ مشرق میں خواجہ حافظ کے اشعار کی تفسیر تصوف کے نقطہ نگاہ سے کی جاتی ہے، وہ خود تغزل محض کا دلدادہ تھا اور کلام حافظ کی صوفی تعبیر سے اسے کوئی ہمدردی نہ تھی۔ مولانا روم فلسفیانہ حقائق و معارف اس کے نزدیک مبہم تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس نے رومی کے کلام پر غائر نگاہ نہیں ڈالی کیونکہ جو شخص سپونوزا (ہالینڈ کا ایک فلسفی جو مسئلہ وحدۃ الوجود کا قائل تھا) کا مداح ہو اور جس نے برونو (اٹلی کا ایک وجودی فلسفی) کی حمایت میں قلم اٹھایا ہو اس سے ممکن نہیں کہ رومی کا معترف نہ ہو۔

غرض کہ ''مغربی دیوان'' کی وساطت سے گوئٹے نے جرمن ادبیات میں عجمی روح پیدا کرنے کی کوشش کی۔ بعد کے شعرا پلاٹن، روکرٹ اور بوڈن سٹاٹ نے اس مشرقی تحریک کو جس کا آغاز گوئٹے کے دیوان سے ہوا، تکمیل تک پہنچایا۔ پلاٹن نے ادبی اغراض کے لئے فارسی زبان سیکھی۔ قافیہ ردیف بلکہ ایرانی عروض کے قواعد کی پابندی سے غزلیں لکھیں۔ رباعیاں لکھیں اور نپولین پر ایک قصیدہ بھی لکھا۔ گوئٹے کی طرح فارسی استعارات مثلاً ''عروس گل''، ''زلف مشکیں''، ''لالہ زار'' کو یہ بھی بے تکلف استعمال کرتا ہے۔ اور تغزل محض کا دلدادہ ہے۔ روکرٹ عربی، فارسی، سنسکرت تینوں زبانوں کا ماہر تھا۔ اس کی نگاہ میں فلسفہ رومی کی بڑی وقعت تھی اور اس کی ''غزلیات'' زیادہ تر مولانا روم ہی کی تقلید میں لکھی گئی ہیں۔ چونکہ السنہ مشرقیہ کا عالم تھا اس لئے اس کی مشرقی نظم کے مواخذ بھی وسیع تر تھے۔ مخزن الاسرار نظامی، بہارستان جامی، کلیات امیر خسرو، گلستان سعدی، مناقب العارفین، عیار دانش منطق الطیر، ہفت قلزم وغیرہ جہاں جہاں سے حکمت کے موتی ملتے ہیں، وہ لے لیتا ہے۔ بلکہ اسلام سے پہلے کی ایرانی روایات و حکایات سے بھی اپنے کلام کو زینت دیتا ہے۔ اسلامی تاریخ کے بعض واقعات بھی اس نے خوب نظم کئے ہیں۔ مثلاً محمود غزنوی کی موت، محمود کا حملہ سومنات، سلطانہ رضیہ وغیرہ۔ گوئٹے کے بعد مشرقی رنگ کا سب سے زیادہ مقبول شاعر بوڈن

سٹاٹ ہے۔ جس نے اپنی نظموں کو مرزا شفیع کے فرضی نام سے شائع کیا۔ یہ چھوٹا سا مجموعہ اس قدر مقبول ہوا کہ تھوڑی ہی مدت میں ۱۴۰ دفعہ شائع ہوا۔ اس شاعر نے عجمی روح کو اس خوبی سے جذب کیا ہے کہ جرمنی میں مرزا شفیع کے اشعار کو لوگ دیر تک فارسی نظم کا ترجمہ تصور کرتے رہے۔ بوڈن سٹاٹ نے امیر معزی اور انوری سے بھی استفادہ کیا ہے۔

اس سلسلے میں میں نے گوئٹے کے مشہور ہائنا کا ذکر ارادۃً نہیں کیا۔ اگرچہ اس کے مجموعہ اشعار موسوم بہ ''اشعار تازہ'' میں عجمی اثر نمایاں ہے اور محمود و فردوسی کے قصے کو بھی اس نے نہایت خوبی سے نظم کیا ہے۔ تاہم بحیثیت مجموعی مشرقی تحریک سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور اس کی رائے میں گوئٹے کے ''مغربی دیوان'' کے سوائے جرمن شعراء کا مشرقی کلام کوئی بڑی وقعت نہیں رکھتا۔ لیکن عجمی جادو کی گرفت سے جرمنی کے اس آزاد رو شاعر کا دل بھی بچ نہ سکا۔ چنانچہ ایک مقام پر اپنے آپ کو عالم خیال میں ایک ایرانی شاعر تصور کرتے ہوئے جس کو جرمنی میں جلاوطن کر دیا گیا ہو' لکھتا ہے۔

''اے فردوسی! اے جامی! اے سعدی! تمہارا بھائی زندان غم میں اسیر شیراز کے پھولوں کے لئے تڑپ رہا ہے۔''

کم درجے کے شعراء میں خواجہ حافظ کا مقلد ہومر' ہرمن سٹال' توسکے' سٹائک لٹز' لنٹ ہولڈ اور فان شاک بھی قابل ذکر ہیں۔ مؤخر الذکر علمی دنیا میں اونچا پایہ رکھتا تھا۔ اس کی نظمیں قصہ ہاروت و ماروت مشہور ہیں اور بحیثیت مجموعی اس کے کلام میں عمر خیام کا اثر زیادہ نمایاں ہے۔ لیکن مشرقی تحریک کی پوری تاریخ لکھنے اور جرمن اور ایرانی شعراء کا تفصیلی مقابلہ کر کے عجمی اثرات کی صحیح وسعت معلوم کرنے کے لئے ایک طویل مطالعہ کی ضرورت ہے جس کے لئے نہ وقت میسر ہے نہ سامان۔ ممکن ہے کہ یہ مختصر سا خاکہ کسی نوجوان کے دل میں تحقیق و تدقیق کا جوش پیدا کر دے۔

''پیام مشرق'' کے متعلق جو ''مغربی دیوان'' سے سو سال بعد لکھا گیا ہے مجھے کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ ناظرین خود اندازہ کر لیں گے کہ اس کا مدعا زیادہ تر ان

اخلاقی مذہبی اور ملی حقائق کو پیش نظر لانا ہے جن کا تعلق افراد و اقوام کی باطنی تربیت سے ہے۔ اس سے سو سال سے پیشتر کی جرمنی اور مشرق کی موجودہ حالت میں کچھ نہ کچھ مماثلت ضرور ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اقوام عالم کا باطنی اضطراب جس کی اہمیت کا صحیح اندازہ ہم محض اس لئے نہیں لگا سکتے کہ خود اس اضطراب سے متاثر ہیں ایک بہت بڑے روحانی اور تمدنی انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ یورپ کی جنگ عظیم ایک قیامت تھی جس نے پرانی دنیا کے نظام کو قریباً ہر پہلو سے فنا کر دیا ہے اور اب تہذیب و تمدن کی خاکستر سے فطرت زندگی کی گہرائیوں میں ایک نیا آدم اور اس کے رہنے کے لئے ایک نئی دنیا تعمیر کر رہی ہے جس کا ایک دھندلا سا خاکہ ہمیں حکیم آئن سٹائن اور برگسان کی تصانیف میں ملتا ہے۔ یورپ نے اپنے علمی اخلاقی اور اقتصادی نصب العین کے خوفناک نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے ہیں اور سائز نیٹی (سابق وزیراعظم اطالیہ) سے ''انحطاط فرنگ'' کی دلخراش داستاں بھی سن لی ہے لیکن افسوس ہے کہ اس کے نکتہ رس مگر قدامت پرست مدبرین اس حیرت انگیز انقلاب کا صحیح اندازہ نہیں کر سکے جو انسانی ضمیر میں اس وقت واقع ہو رہا ہے خالص ادبی اعتبار سے دیکھیں تو جنگ عظیم کی کوفت کے بعد یورپ کے قوائے حیات کا اضمحلال ایک صحیح اور پختہ ادبی نصب العین کی نشو ونما کے لئے نامساعد ہے بلکہ اندیشہ ہے کہ اقوام کی طبائع پر وہ فرسودہ ست رگ اور زندگی کی دشواریوں سے گریز کرنے والی عجمیت غالب نہ آ جائے جو جذبات قلب کو افکار دماغ سے متمیز نہیں کر سکتی۔ البتہ امریکہ مغربی تہذیب کے عناصر میں ایک صحیح عنصر معلوم ہوتا ہے اور اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ یہ ملک قدیم روایات کی زنجیروں سے آزاد ہے اور اس کا اجتماعی وجدان نئے اثرات و افکار کو آسانی سے قبول کر سکتا ہے۔ مشرق اور بالخصوص اسلامی مشرق نے صدیوں کی مسلسل نیند کے بعد آنکھ کھولی ہے مگر اقوام مشرق کو یہ محسوس کر لینا چاہئے کہ زندگی اپنے حوالی میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں کر سکتی جب تک کہ پہلے اس کی اندرونی گہرائیوں میں انقلاب نہ ہو۔ فطرت کا یہ اٹل قانون جس کو قرآن نے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم کے سادہ اور بلیغ الفاظ میں بیان کیا ہے۔ زندگی کے فردی اور اجتماعی

دونوں پہلوؤں پر حاوی ہے اور میں نے اپنی فارسی تصانیف میں اسی صداقت کو مدنظر رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اس وقت دنیا میں اور بالخصوص ممالک مشرق میں ہر ایسی کوشش جس کا مقصد افراد و اقوام کی نگاہ کو جغرافیائی حدود سے بالاتر کر کے ان میں ایک صحیح اور قوی انسانی سیرت کی تجدید یا تولید ہو قابل احترام ہے۔ اسی بناء پر میں نے ان چند اوراق کو اعلیٰ حضرت فرمان روائے افغانستان کے نام نامی سے منسوب کیا ہے کہ وہ اپنی فطری ذہانت و فطانت سے اس نکتے سے بخوبی آگاہ معلوم ہوتے ہیں اور افغانوں کی تربیت انہیں خاص طور پر مدنظر ہے۔ اس عظیم الشان کام میں خدا تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ آخر میں اپنے دوست چودھری محمد حسین صاحب ایم۔ اے کا سپاس گزار ہوں کہ انہوں نے ''پیامِ مشرق'' کے مسودات کو اشاعت کے لیے مرتب کیا۔ اگر وہ یہ زحمت گوارا نہ کرتے تو غالباً اس مجموعے کی اشاعت میں بہت تعویق ہوتی۔

اقبال

پیش کش

بحضور اعلیحضرت امیر امان اللہ خان فرمانروائے دولت مستقلۂ افغانستان

خلد اللہ ملکہٗ و اجلالہٗ

انتساب...... اعلیٰ حضرت امیر امان اللہ خان فرمان روائے دولت مستقلہ افغانستان کے حضور۔

اللہ اس کے ملک اور جلال کو ہمیشہ قائم رکھے۔ (آمین)

اے امیرِ کامگار اے شہریار نوجوان و مثلِ پیراں پختہ کار

ترجمہ:۔ اے کامیاب امیر! عادل بادشاہ! اے بوڑھوں کی طرح تجربہ کار نوجوان!

تشریح اے کامیاب، امیر اور انصاف کرنے والا بادشاہ اگرچہ تو نوجوان ہے مگر تیرے تجربات تجھے بوڑھوں کی طرح جہاں دیدہ، زیرک اور عقل و شعور کا مالک ثابت کرتے ہیں۔

چشمِ تو از پردگیہا محرم است دل میانِ سینہ ات جامِ جم است

ترجمہ:۔ تیری نظر چھپے ہوئے رازوں کی محرم ہے۔ تیرے سینے میں موجود دل جمشید کے پیالہ کی طرح (قیمتی) ہے۔

تشریح اور اپنے تجربات کی بنا پر تیری نظر کا مشاہدہ قابلِ اعتبار ہے اور تو چھپے ہوئے رازوں کو بھی جان لینے کی صلاحیت رکھتا ہے تیرے سینے میں جو دل موجود ہے اُس کی قدر و قیمت جمشید بادشاہ کے پیالے سے بھی زیادہ ہے جس میں دیکھ کر وہ دنیا کے حالات معلوم کر لیا کرتا تھا۔

عزمِ تو پایندہ چوں کہسارِ تو حزمِ تو آساں کند دُشوارِ تو

ترجمہ:۔ تیرا عزم تیرے ملک میں موجود پہاڑی سلسلوں کی طرح مستحکم ہے۔ تیری احتیاط تیری مشکل کو آسان کر دیتی ہے۔

تشریح. تیرا عزم وارادہ تیرے ملک میں موجود پہاڑی سلسلوں کی طرح مضبوط ہے اور جس طرح تو احتیاط اور سوجھ بوجھ سے کام لیتا ہے تیرے یہ وصف تیری مشکل کو آسان کر دیتے ہیں

ہمتِ تو چوں خیالِ من بلند ملّت صد پارہ را شیرازہ بند

ترجمہ:۔ تیری ہمت میرے خیال کی طرح بلند ہے۔ تو نے ٹکڑوں میں تقسیم ملت کی شیرازہ بندی کی ہے۔

تشریح تیری ہمت بھی میرے خیال کی طرح بلند ہے۔ کیونکہ جس طرح میں چاہتا تھا کہ قوم ایک ہو جائے تو نے وہ کر دکھایا اور ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ملت میں اتحاد پیدا کر کے اس کو یکجا اکٹھا کر دیا۔

ہدیہ از شاہنشہاں داری بسے لعل و یاقوتِ گراں داری بسے

ترجمہ:۔ تیرے پاس دنیا بھر کے شہنشاہوں کے بھیجے ہوئے بہت سے تحائف ہیں۔ تیرے پاس بہت سے لعل و یاقوت ہیں۔

تشریح تیری صلاحیتوں کے اطراف میں تیرے پاس دنیا بھر کے شہنشاہوں کے بھیجے ہوئے تحائف موجود ہیں۔ اور تیرے پاس نہایت قیمتی جواہر بھی ہیں۔

ے امیرٗ ابنِ امیرٗ ابنِ امیر ہدیۂ از بے نوائے ہم پذیر

ترجمہ:۔ اے امیر! امیر کے بیٹے! امیر کے پوتے!۔ بے سروسامان شخص کی طرف سے ایک تحفہ قبول کر لیجئے۔

تشریح اے امیر! اے امیر کے بیٹے اور اے امیر کے پوتے! میں جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور بے سروسامان شخص ہوں، میری طرف سے بھی ایک تحفہ قبول کر لیجئے!

تا مرا رمزِ حیات آموختند آتشے در پیکرم افروختند

ترجمہ:۔ کیونکہ مجھے رموزِ حیات سکھائے گئے ہیں اور میرے وجود میں ایک قسم کی آگ روشن کر دی گئی ہے۔

تشریح کیونکہ مجھے زندگی کے بھید سکھائے گئے ہیں اور میرے وجود میں ایک طرح کی آگ روشن کر دی گئی ہے۔ جو زندگی کے رازوں کو میرے سامنے نمایاں کرتی رہتی ہے۔

یک نوائے سینہ تاب آوردہ ام عشق را عہدِ شباب آوردہ ام

ترجمہ:۔ میں سینے کو روشن کرنے والا نغمہ لایا ہوں۔ میں عشق کے لئے ''جوانی کا زمانہ'' لایا ہوں۔

تشریح ۔۔سو میں سینے کو روشن کرنے والا وہ نغمہ بطور تحفہ لایا ہوں جو عشق کیلئے جوانی کے زمانے کی حیثیت رکھتا ہے۔یعنی جس وقتِ ہر جذبہ ذوق وشوق اپنے کمال پر ہوتا ہے۔

پیرِ مغرب شاعرِ المانوی آں قتیلِ شیوہ ہاے پہلوی

ترجمہ:۔مغرب (یورپ) کا بزرگ، المانوی شاعر، یعنی فارسی کلام کے اسلوب کا مقتول۔

تشریح یورپ کا بزرگ اُستاد جرمنی شاعر جو فارسی کلام کے اسلوب اور انداز چاشنی پر فریفتہ ہے۔ اُسے فارسی کلام بے حد پسند ہے۔

بست نقشِ شاہدانِ شوخ و شنگ داد مشرق را سلامے از فرنگ

ترجمہ:۔اس نے (اپنے کلام میں) حسینوں اور محبوبوں کی تصویر کشی کی ہے۔اس نے مشرق کو مغرب کا پیغام بھیجا ہے۔

تشریح اس نے اپنے کلام میں حسینوں اور محبوبوں کی خوبصورتی اور دلکش اداؤں کی تصویر کشی کی ہے اور مغرب سے مشرق کو سلام بھیجا ہے۔

در جوابش گفتہ ام پیغامِ شرق ماہ تابے ریختم بر شامِ شرق

ترجمہ:۔میں نے اس کی کتاب کے جواب میں پیام مشرق لکھا ہے۔یوں میں نے مشرق کی شام پر روشن چاند کی کرنیں بکھیری ہیں۔

تشریح ''پیام مشرق'' اُس کی کتاب کے جواب میں ہی لکھی گئی ہے اور اس طرح میں نے مشرق کی شام پر چمکتے ہوئے چاند کی کرنیں بکھیری ہیں۔یعنی مشرق شام کو خوبصورت اور سہانا بنایا ہے۔

تا شناساے خودم خود بیں نیم با تو گویم او کہ بود و من کیم

ترجمہ:۔کیونکہ میں خود شناس ہوں لیکن خود بین (متکبر) نہیں ہوں۔میں تجھے بتاتا ہوں کہ وہ (شاعر المانوی گوئٹے) کون تھا اور میں کون ہوں۔

تشریح میں چونکہ اپنے آپ کو جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ میں کسی طرح سے تکبر کا شکار ہوں دراصل میں تجھے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ جرمنی شاعر جس کا نام گوئٹے تھا وہ کون تھا اور میں کون ہوں۔

او از فرنگی جواناں مثلِ برق شعلۂ من از دمِ پیرانِ شرق

ترجمہ:۔وہ انگریز نوجوانوں میں بجلی کی مثل تھا۔میرا شعلہ مشرق کے بزرگوں (دانشوروں) کے فیض

سے روشن ہے۔

تشریح وہ انگریز نوجوان طبقے کیلئے بجلی کی طرح تھا یعنی اُسے پڑھ کر یورپی نوجوان کے جذبات بھڑک اُٹھتے تھے اور میں میرا شعلہ مشرق کے دانش وروں اور بزرگوں کے فیض سے روشن تھا۔ وہ بزرگ جو عرفان الٰہی سے فیض یاب تھے۔

او چمن زادے ، چمن پروردۂ من دمیدم از زمین مردۂ

ترجمہ:۔ وہ چمن زادہ تھا اور چمن میں ہی پلا بڑا، لیکن میں تو مردہ زمین سے اُگا ہوں (وہ خوشحال ملک کا رہائشی تھا اور میں ایک مغلوب ملک کا شہری ہوں۔)

تشریح وہ چمن کا بیٹا تھا اور چمن میں ہی پلا بڑا ہوا تھا یعنی اُسے شروع ہی سے شادابیاں میسر تھیں اُس کی زندگی اُن اُتار چڑھاؤ کا شکار نہیں رہی تھی جس میں ٹھوکریں لگنا، گرنا، سنبھلنا اور طرح طرح کی چوٹیں لگنا یہ سب نہیں تھا۔ لیکن اس کے برعکس میں مردہ اور بنجر زمین میں اُگا ہوں وہ زمین جو غیروں کے قبضے میں ہے، شادابی وخوشحالی اس سے کوسوں دور ہے یعنی میں جس ملک کا شہری ہوں وہ آزاد ملک نہیں۔

او چو بلبل در چمن ''فردوسِ گوش'' من بصحرا چوں جرس گرمِ خروش

ترجمہ:۔ وہ چمن میں کانوں کے لیے جنتی نغمے رکھنے والی بلبل کی طرح ہے۔ میں صحرا میں قافلے کے لیے شور مچاتی ہوئی گھنٹی (جرس: کوچ کے وقت بجنے والا گھڑیال) کی طرح ہوں۔

تشریح وہ اپنے چمن کی وہ بُلبُل ہے جو جنتی نغمے گاتی ہے۔ اور جس نے سدا بہار ہی دیکھی ہے لہذا آسودگی اُس کے احساسات میں رچی بسی ہے اور میں صحرا میں قافلے کو چلنے کی تیاری کا شور مچا مچا کر اعلان کرنے والی گھنٹی کی طرح ہوں۔

ہر دو دانائے ضمیرِ کائنات ہر دو پیغامِ حیات اندر ممات

ترجمہ:۔ ہم دونوں میں سے ہر ایک کائنات کے ضمیر کا راز دان ہے۔ ہم دونوں میں سے ہر ایک موت کے پسِ پردہ زندگی کا پیغام دینے والے ہیں۔

تشریح ہم دونوں میں سے ہر ایک یعنی وہ اپنی جگہ کائنات کے اندر کا راز دان ہے میں اپنی جگہ کائنات کے باطن کو جاننے والا ہوں لہذا وہ اپنے انداز میں موت کے پردے کے پیچھے زندگی کا پیغام دیتا ہے اور میں اپنے انداز میں زندگی کا پیغام دینے پر قادر ہوں۔

ہر دو خنجر صبح خند، آئینہ فام او برہنہ ' من ہنوز اندر نیام

ترجمہ:۔ ہم دونوں صبح کی طرح روشن اور آئینہ کی مانند چمک دار خنجر کی طرح ہیں۔ وہ بے نیام ہے، لیکن میں ابھی تک نیام سے باہر نہیں نکلا۔

تشریح ہم دونوں ہی صبح کی طرح روشن بھی ہیں اور آئینہ کی طرح چمک دار خنجر کی مانند بھی فرق صرف یہ ہے کہ وہ بے نیام ہے لیکن میں ابھی تک نیام میں ہوں۔

ہر دو گوہر ارجمند و تاب دار زادۂ دریائے ناپیدا کنار

ترجمہ:۔ ہم دونوں اس قیمتی اور چمک دار موتی کی طرح ہیں جو کہ ایسے دریا سے پیدا ہوا ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔

تشریح ہم دونوں ہی بے کنار دریا میں پیدا ہونے والے قیمتی اور چمک دار موتی ہیں لیکن دونوں الگ الگ اوصاف کے مالک ہیں۔

او ز شوخی در تہِ قلزم تپید تا گریبانِ صدف را بر درید

ترجمہ:۔ وہ (اس موتی کی طرح ہے جو) شوخی کے ساتھ سمندر کی تہہ میں تڑپا۔ حتیٰ کہ اس نے سیپ کے گریبان کو پھاڑ دیا۔

تشریح وہ سمند کی تہہ میں تڑپنے والا شوخ موتی ہے یہاں تک کہ اس نے اپنی شوخی سے سیپ کا گریبان تک پھاڑ دیا۔

من بہ آغوشِ صدف تابم ہنوز در ضمیرِ بحر نایابم ہنوز

ترجمہ:۔ میں (وہ موتی ہوں جو) ابھی تک سیپ کے اندر چمک رہا ہوں۔ وہ موتی جو ابھی تک سمندر کے ضمیر میں نایاب ہے۔

تشریح اور میں ابھی تک سیپ کے سینے میں ہی بے تاب ہوں اور وہیں پر اپنی چمک اور روشنی پھیلا رہا ہوں اور ابھی تک سمندر کے باطن میں چھپا ہوا ہوں یعنی ابھی تک مجھے کسی نے نہیں جانا اور میں ناشناسی کے دکھ میں مبتلا ہوں۔

زآشنائے من ز من بیگانہ رفت از خُمستانم تہی پیمانہ رفت

ترجمہ:۔ مجھے پہچاننے والے مجھ سے بیگانوں کی طرح چلے گئے (وہ میری شاعری کی اہمیت نہ جان سکے) وہ میرے لبالب بھرے ہوئے شرابی مٹکوں سے پیالے پُر کیے بغیر چلے گئے۔

تشریح مجھے پہچاننے والے میرے شعروں کی اہمیت کو نہ سمجھ سکے اور بیگانوں کی طرح مجھے چھوڑ کر چلے گئے افسوس کہ اُنہوں نے میرے لبالب بھرے ہوئے شراب کے مٹکوں سے اپنے پیالے نہ

بھرے اور تشنگی کو اپنا لیا جب کہ میں ان کی پیاس بجھانے والا تھا۔

من شکوہِ خسروی او را دہم! تختِ کسریٰ زیرِ پائے او نہم

ترجمہ:۔ میں اسے (اپنی قوم کے افراد کو) خسروی شان وشوکت دینا چاہتا ہوں۔ میں اس کے پاؤں تلے نوشیرواں کا تخت رکھنا چاہتا ہوں۔

تشریح میں اپنی قوم کے افراد کو خسروی (شاہانہ) شان وشوکت دینا چاہتا ہوں ان کو اصل زندگی سے آشنا کرنا چاہتا ہوں میں اپنی قوم کے پیروں تلے نوشیرواں (ایرانی بادشاہ) کا تخت بچھا دینا چاہتا ہوں۔

او حدیثِ دلبری خواہد ز من رنگ و آبِ شاعری خواہد زمن

ترجمہ:۔ لیکن وہ مجھ سے (حسینوں کی) دلبری سے لبریز شاعری کا خواہشمند ہے۔ وہ مجھ سے صرف رنگ وصورت کے اعتبار سے شاعری کہلانے والے کلام کا خواہش مند ہے۔

تشریح لیکن میری قوم کا فرد مجھ سے اُس شاعری کا آرزومند ہے جس میں حسینوں کی اداؤں اور دلبری کے قصے اور اُن کے حسن کے قصیدے لکھے ہوئے ہوں اور میری شاعری حسینوں کے سفید رنگ اور شکل وصورت کے حلقوں میں جکڑی ہوئی ہو۔

کم نظر بیتابیِ جانم ندید آشکارم دید و پنہانم ندید

ترجمہ:۔ یہ کم نظر میرے وجود کی بے تابی کو نہیں دیکھ پایا۔ اس نے میرا ظاہر تو دیکھا لیکن میرا باطن نہیں دیکھ پایا۔

تشریح افسوس کہ یہ کم نظر (قوم کا فرد جو قوم کا نمائندہ ہے) میرے وجود کی بے تابی نہیں دیکھ پایا جو میرے باطن میں ہنگامے پیدا کئے ہوئے ہے اس نے صرف میرا ظاہر دیکھا ہے میرے اندر نہیں جھانکا۔

فطرتِ من عشق را در بر گرفت صحبتِ خاشاک و آتش در گرفت

ترجمہ:۔ میری فطرت نے عشق کو اپنے پہلو میں سمولیا ہے۔ گھاس کے خشک تنکوں اور آگ کی صحبت اسے موافق آئی ہے۔

تشریح میری فطرت نے عشق کو اپنے اندر سمولیا ہے اس طرح میں نے سوکھی ہوئی گھاس کے تنکوں اور آگ دونوں کو اپنے اندر اکٹھا کرلیا ہے۔

حق رموزِ ملک و دیں برمن کشود نقشِ غیر از پردۂ چشمم ربود

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کے رموز مجھ پر آشکار کر دیئے ہیں اور غیر اللہ کا ہر نقش میری آنکھ کے پردہ سے مٹادیا ہے۔

تشریح اور میرے رب نے مجھ پر احسان فرمایا ہے کہ مجھ پر دین اور دنیا کے رازوں کو ظاہر فرما دیا ہے۔جس سے میں اپنے اللہ کے ایک ہونے پر مکمل یقین رکھنے والوں میں سے ہو گیا ہوں اور اللہ نے اپنے سوا ہر نقش کو میری آنکھ کے پردے سے مٹا دیا ہے۔ مجھے اب سوائے اللہ کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

برگِ گل رنگین ز مضمونِ من است مصرعِ من قطرۂ خونِ من است

ترجمہ:۔پھول کی پتیاں میرے مضامین کے سبب رنگین ہیں۔میرا مصرعہ گویا میرے خون ہی کا ایک قطرہ ہے۔

تشریح میری شاعری کا ہر مصرعہ میرے ہی خون کا ایک قطرہ ہے اسی لئے گلاب کے پھول کی پتیاں میرے ہی مضامین جو میں نے شعروں میں باندھے اُنہیں کے سبب سے رنگین ہیں ۔یعنی میرے لہو کے رنگ سے گلاب کی سرخی برقرار ہے۔

تا نہ پنداری سخن دیوانگیست در کمالِ ایں جنوں فرزانگیست

ترجمہ:۔جب تک تو یہ نہ سمجھ سکے گا کہ شاعری دیوانگی ہی ہے، حالانکہ اس جنون کے کمال میں عقل مندی پوشیدہ ہے۔

تشریح جتنی دیر تک تو یہ نہ سمجھ سکے گا کہ شاعری واقعی دیوانگی ہی ہے ایسی دیوانگی جس کے عروج وکمال میں عقل مندی چھپی ہوئی ہے۔

از ہنر سرمایہ دارم کردہ اند در دیارِ ہند خوارم کردہ اند

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ نے مجھے ہنر سے مالا مال کیا ہے، لیکن میں ہندوستان کے شہروں میں خوار ہو رہا ہوں۔

تشریح اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے ہنر کی دولت سے مالا مال کیا ہے لیکن افسوس کہ میں ہندوستان کے شہروں میں خوار ہو رہا ہوں کہ یہاں مجھے سمجھنے والا ہی کوئی نہیں حالانکہ میں ان کی بہتری اور آزادی کیلئے اپنے فن کو وقف کئے ہوئے ہوں۔

لالہ و گل از نوایم بے نصیب طائرم در گلستانِ خود غریب!

ترجمہ:۔گلِ لالہ اور گلاب دونوں میرے نغمہ سے محروم ہیں۔ میں وہ پرندہ ہوں جو خود کے گلستان میں

اجنبی ہے۔

تشریح میں وہ پرندہ ہوں جو اپنے ہی گلستان میں اجنبی ہے جس کی وجہ سے لالے کے پھول اور گلاب کے پھول دونوں ہی میرے نغموں سے محروم ہیں کہ دونوں ہی میری شاعری اور میرے مقاصد سے مستفید نہیں ہوئے۔ جبکہ میری شاعری اس چمن کی رونق کو حقیقی طور پر بڑھانے کیلئے ہے۔

بسکہ گردوں سفلہ و دوں پرور است وائے بر مردے کہ صاحب جوہر است

ترجمہ:۔ کمینہ آسمان (کمینہ جہان) کمینوں کی پرورش کرتا ہے۔ اس مرد پر افسوس جو صاحب جوہر ہے۔

تشریح کمینوں کا جہان کمینوں کی ہی پرورش کیا کرتا ہے اور وہی ہو رہا ہے اور اُس مرد پر افسوس ہے جس کے پاس کوئی جوہر موجود ہو اور وہ اُسے کام میں نہ لائے۔

دیدۂ اے خسروِ کیواں جناب آفتابِ ما توارت بالحجاب!

ترجمہ:۔ اے ساتویں آسمان کے ستاروں کی طرح بلند مرتبہ والے بادشاہ! کیا تو نے دیکھا ہے کہ ہمارا (مسلمانوں کا) سورج (خلافت وعروج) غروب ہو چکا ہے۔ (اس میں قرآن کریم (33:8) کی آیت ''حتیٰ توارت بالحجاب'' کے مضمون کی طرف اشارہ ہے جس کے معنی ہیں: یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔)

تشریح اے بلند مرتبت بادشاہ! کیا تو نے دیکھا ہے کہ ہم مسلمانوں کی خلافت کا سورج غروب ہو چکا ہے ملت اسلامیہ زوال کا شکار ہے۔

بطحی در دشتِ خویش از راہ رفت از دمِ او سوزِ اِلَّا اللہ رفت

ترجمہ:۔ وادی بطحا کا رہنے والا اپنے ہی بیابان میں راہ کھو بیٹھا ہے۔ اس کے سانس سے لا الہ الا اللہ (کلمہ طیبہ) کا سوز جاتا رہا ہے۔

تشریح اور بطحا کا رہنے والا جو وہاں کے چپے چپے سے واقف تھا یعنی دین اسلام کی تعلیمات سے شناسا تھا۔ وہ اپنے ہی بیابان میں راستہ کھو بیٹھا ہے اور وہ کلمہ طیبہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے کی حرارت اور سوز سے بیگانہ ہو گیا ہے۔

مصریاں افتادہ در گردابِ نیل سست رگ تورانیانِ ژندہ پیل

ترجمہ:۔ مصری دریائے نیل کی گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہاتھیوں کی طرح طاقتور تورانی (وسط

ایشیا کے مسلمان باشندے) آج کمزور اور ست ہو چکے ہیں۔

تشریح مصر مسلمان دریائے نیل کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں اور تورانی جو ہاتھیوں کی طرح طاقت ور تھے آج کمزور اور ست ہو چکے ہیں یعنی ملت اسلامیہ کی طاقت کمزور پڑ چکی ہے۔ اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی اقدار اور اصل کو کھو چکے ہیں۔

آلِ عثماں در شکنجِ روزگار مشرق و مغرب ز خونش لالہ زار

ترجمہ:۔ آلِ عثمان زمانہ کے شکنجے میں گرفتار ہیں۔ مشرق و مغرب ان کے خون سے لالہ زار ہیں۔

تشریح اور ترکی زمانے شکنجے میں قید ہیں جس کی وجہ سے مشرق اور مغرب دونوں اس کے خون سے سُرخ ہو گئے ہیں علاقائی حدود اور اقوام عالم کے لحاظ سے ترکی مشرق و مغرب کے سنگم پر واقع ہے۔

عشق را آئینِ سلمانی نماند خاکِ ایراں ماند و ایرانی نماند

ترجمہ:۔ آج عشق کے لیے آئینِ سلیمانی (حضرت سلمانؓ فارسی کا طریقہ) نہیں رہا۔ ایران کی مٹی تو وہی ہے لیکن اصل (سیدنا سلمان فارسیؓ جیسے) ایرانی نہیں رہے۔

تشریح آج عشق حضرت سلمانؓ فارسی کے طریقہ سے محروم ہو گیا اگرچہ ایران کی مٹی وہی ہے جو پہلے تھی لیکن اس مٹی پر بسنے والے ایرانی اب وہ نہیں رہے انہوں نے اپنی اقدار سے منہ پھیر لیا ہے اور اپنے اصل کو بھول کر باطل قوتوں کے زیر اثر آ گئے ہیں۔

سوز و سازِ زندگی رفت از گِلش آں کہن آتش فسرد اندر دِلش

ترجمہ:۔ اس کی مٹی سے زندگی کا سوز و ساز (جلن اور حرارت کا عنصر) جاتا رہا۔ اس کے دل میں جو پرانی آگ تھی وہ بجھ گئی۔

تشریح اس کے دل میں جو پرانی آگ تھی یعنی دین اسلام کی اقدار، اخوت اتحاد، یقین اور ایک اللہ پر مکمل یقین وہ آگ بجھ گئی جس کی وجہ سے اس کی مٹی سے زندگی کا سوز و ساز چلا گیا اور یہ دوسروں کا محتاج ہو کر رہ گیا اس کی اپنی جد و جہد ختم ہو کر رہ گئی۔

مسلمِ ہندی شکم را بندۂ خود فروشے' دل ز دیں برکندۂ

ترجمہ:۔ ہندوستان کا مسلمان پیٹ کا غلام ہے۔ وہ خود فروش ہے، دل کو اُکھاڑنے والا ہے اور (اپنی بدبختی کے سبب) دین سے بیزار ہے۔

تشریح ہندوستان کے مسلمان کا اللہ پر سے تقویٰ اُٹھ گیا حرص ہوس بڑھ گئی اور پیٹ کی غلامی اختیار کر

لی اُس کی یہی دین سے بے زاری اُس کی بدبختی ہے جس کی وجہ سے وہ روٹی کیلئے اپنے آپ کو بیچنے کیلئے بھی تیار ہے کہ اب اُس کا دل ایک جگہ پر قائم نہیں رہتا۔

در مسلماں شانِ محبوبی نماند خالدؓ و فاروقؓ و ایوبیؓ نماند

ترجمہ:۔ مسلمان میں شانِ محبوبی کا نام ونشان تک نہیں رہا۔ ان میں حضرت خالد بن ولیدؓ (کی شجاعت)، فاروق اعظمؓ (کی عدالت) اور ابوایوب انصاریؓ (جیسا تقوی و درویشی) نہیں رہے۔

تشریح آج کے مسلمان میں اُس شان محبوبی کا نام ونشان تک نہیں رہا جس کی وجہ سے یہ ممتاز اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا افسوس کہ اب ان میں حضرت خالد بن ولیدؓ جن کی شجاعت کا عالم میں چرچا تھا، حضرت فاروق اعظمؓ جن کا عدل اور امور سلطنت اپنی مثال آپ تھے اور حضرتِ ابوایوب انصاریؓ جن کی درویشی اور تقویٰ پر مسلمانوں کو ناز تھا، ان میں کہیں دکھائی نہیں دیتا۔

اے ترا فطرت ضمیرِ پاک داد از غمِ دیں سینۂ صد چاک داد

ترجمہ:۔ (اے امیرِ افغانستان!) قدرت نے تجھے پاک ضمیر عطا کیا ہے۔ دین کے غم کی وجہ سے تجھے ایسا سینہ دیا ہے جس میں سینکڑوں چاک ہیں۔

تشریح اے افغانستان کے امیر! اللہ تعالیٰ نے تجھے پاک ضمیر سے نواز رکھا ہے اور دین کے غم کے سبب تجھے ایسا سینہ عطا کیا ہے جس میں سینکڑوں چاک ہیں یعنی تو دین دار ہے اور مسلمانوں کی اس حالت سے پریشان اور دُکھی ہے۔

تازہ کن آئینِ صدیقؓ و عمرؓ چوں صبا بر لالۂ صحرا گذر

ترجمہ:۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے آئین کو تازہ کر۔ صبح کی ٹھنڈی ہوا کی طرح گلِ لالہ پر سے گزر۔

تشریح تُو اللہ تعالیٰ کی عطا اور نوازشوں کو جو تجھ پر ہیں اُن کے وسیلے سے حضرتِ ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے آئین و دستور کو پھر سے تازہ کرتا کہ مسلمان اپنی کھوئی ہوئی شان وشوکت کیلئے پھر سے ایک ہو جائیں اور اپنے وقار کو بحال کر لیں، تُو صبح کی ٹھنڈی ہوا کا روپ دھار کر گل و لالہ کو تازگی اور شادابیوں سے ہمکنار کر دے۔

ملّتِ آوارۂ کوہ و دمن در رگِ او خونِ شیراں موجزن

ترجمہ:۔ وہ ملت (افغانی مسلمان) جو پہاڑوں اور گھاٹیوں کی رہائشی ہے، ان کی رگوں میں شیروں کا

خون دوڑتا ہے۔

تشریح وہ ملت اسلامی جو پہاڑوں اور گھاٹیوں میں رہ رہی ہے یعنی افغانستان کے مسلمان' یہ بہت جفاکش، محنتی، اور بہادر ہیں ان کی رگوں میں شیروں کا خون ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

زیرک و روئیں تن و روشن جبیں چشمِ او چوں جرہ بازاں تیز بیں

ترجمہ:۔(وہ افغانی مسلمان) صاحبِ عقل ہے، پیتل کی طرح مضبوط جسم والا ہے اور روشن جبین کا مالک ہے۔اس کی آنکھیں دلیر بازوں کی طرح تیز بین ہیں۔

تشریح اور اس میں شک نہیں کہ افغانی مسلمان، عقل مند ہے، اور پیتل کی طرح مضبوط جسم کا مالک ہے اس کا ماتھا روشن ہے اور اس کی آنکھیں بہادر اور دلیر بازوں کی طرح تیز اور دور تک دیکھنے والی ہیں یعنی اسے قدرت نے بہت سی خوبیوں سے نواز رکھا ہے۔

قسمتِ خود از جہاں نایافتہ کوکبِ تقدیرِ او نا تافتہ

ترجمہ:۔اس نے اپنی قسمت جہان سے حاصل نہیں کی۔اس کی قسمت کا ستارہ روشن نہیں ہے (اس ملک کی معیشت ترقی یافتہ نہیں ہے)

تشریح لیکن اس نے دنیا سے اپنا حصہ حاصل نہیں کیا، اس کی قسمت کا ستارہ روشن نہیں کیونکہ علاقائی طور پر افغانستان پہاڑی سلسلوں میں پھیلا ہوا ہے جس کی وجہ سے صنعت وحرفت اور دیگر ترقیاتی مواقع اور قدرتی وسائل کی کمی کا شکار ہے۔

در قہستاں خلوتے ورزیدۂ رستخیزِ زندگی نادیدۂ

ترجمہ:۔اس نے کہساروں میں خلوت اختیار کر رکھی ہے۔ یہ زندگی کی جنگ (کش مکش) سے ناواقف ہے۔

تشریح یہاں کے مسلمان زندگی کی کش مکش اور ہنگاموں سے واقف نہیں اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے پہاڑوں میں ڈیرے جمائے رکھے اور آپسی میل جول کو فروغ دینے سے دُور رہا۔

جانِ تو بر محنتِ پیہم صبور کوش در تہذیبِ افغانِ غیور

ترجمہ:۔(اے امیر افغانستان!) تیری جان ہردم محنت پر صبر کرتی ہے۔تو غیرت مند افغانی تہذیب (کی ترقی) کے لیے کوشش کر۔

تشریح اے افغانستان کے امیر تو محنتی بھی ہے اور صبر کرنے والا بھی۔افغانی مسلمان غیرت مند

اور مضبوط ہے تجھے چاہیے کہ تو افغانی تہذیب کی ترقی کیلئے کوشش کرے تا کہ ان کی صلاحیتیں جوان کے اندر چھپی ہوئی ہیں وہ ظاہر ہوں اور افغانی مسلمان دوسرے کے ساتھ ملکر اپنی طاقت کو بڑھائیں۔

تا ز صدّیقانِ ایں اُمّت شوی بہرِ دیں سرمایۂ قوّت شوی

ترجمہ:۔تا کہ تمہارا شمار بھی اس امت کے صدیقوں میں ہو۔تو دینِ اسلام کے لئے قوت کا سرمایہ بن جا۔

تشریح اور تمہارا شمار بھی امت مسلمہ کے صدیقوں میں ہو اور تو دین اسلام کیلئے قوت کا سرمایہ بن جائے۔اس لئے اپنی خوبیوں کو بروئے کار لا کر یہاں کے مسلمانوں کی حالت بدلنے کی کوشش کر۔

زندگی جہد است و استحقاق نیست جز بعلمِ انفس و آفاق نیست

ترجمہ:۔زندگی مسلسل جہد ہی تو ہے۔یہ کسی کا استحقاق نہیں ہے۔زندگی نفوں (دین و فلسفہ) اور آفاق (سائنس و دنیا) کے علم کے سوا کچھ نہیں ہے۔

تشریح زندگی مسلسل کوشش کا نام ہے۔کیونکہ یہ دین،فلسفہ،سائنس اور دنیا کے علم کا مجموعہ ہے کوئی اس پر زبردستی اپنا حق نہیں جتا سکتا۔لہذا جو قوم بھی جہدِ مسلسل کو اپنا شعار بنالے گی وہ اسے پالے گی اور اپنے اصولوں اور قوانین کے مطابق ڈھال لے گی۔

گفت حکمت را خدا خیرِ کثیر ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ نے حکمت کو خیرِ کثیر (''بہت بڑی بھلائی'') فرمایا ہے۔جہاں بھی اس خیر کو دیکھو حاصل کرلو۔

تشریح خالقِ کائنات نے حکمت کو بہت بڑی بھلائی فرمایا ہے۔اور انسانوں کو اس شعور سے نوازا ہے کہ جہاں بھی اس خیر کو دیکھے حاصل کرلے۔

سیّدِ کُل ، صاحبِ اُمّ الکتاب پردگیہا بر ضمیرش بے حجاب

ترجمہ:۔سیدِ کل اور صاحب اُمّ الکتاب (صاحبِ قرآن مجید) جن کے ضمیر پر پوشیدہ باتیں ظاہر ہیں۔

تشریح ۔۔آپ ﷺ موجودات کے سردار اور صاحب قرآن حکیم ہیں آپ ﷺ کے ضمیر پر کائنات کے پوشیدہ راز آشکار ہیں۔

گرچہ عینِ ذات را بے پردہ دید رِبِّ زِدْنِی از زبانِ او چکید

ترجمہ:۔اگرچہ انہوں نے عین ذات (اللہ تعالیٰ) کو بلا حجاب دیکھا، لیکن پھر بھی ان کی زبان پر رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرمایا) جاری تھا۔

تشریح حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو بغیر حجاب دیکھا لیکن اس کے باوجود اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما کے الفاظ آپ ﷺ کی زبان پر جاری رہتے تھے۔

علمِ اشیا علّم الاسماستے ہم عصا و ہم یدِ بیضا ستے

ترجمہ:۔اشیاء کا علم اور اسماء کا علم، عصا بھی ہے اور ید بیضا بھی۔

تشریح چیزوں کو جان لینے کا علم علم الاسما ہے یہی عصا (حضرت موسیٰ کی لاٹھی جو باطل قوتوں کے مقابلے میں مختلف کرشمے دکھایا کرتی تھی) ہے اور یہی ید بیضا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ جلا ہوا ہاتھ جسے آپ بطور معجزہ بغل میں لے جا کر نکالتے تھے تو آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا تھا اور آنکھوں میں چکا چوند آنے لگتی تھی)

علمِ اشیا داد مغرب را فروغ حکمتِ او ماست می بندد ز دوغ

ترجمہ:۔علمِ اشیاء نے ہی تو مغرب کو فروغ (ترقی) دیا ہے۔اس کی حکمت چھاچھ کو دودھ بنا دیتی ہے۔

تشریح چیزوں کے علم نے ہی مغرب والوں کو ترقی سے ہمکنار کیا ہے اس علم کی حکمت سے وہ چھاچھ کو گھی نکلا ہوا دودھ بنا لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔یعنی اُنہوں نے دنیاوی علم سے فائدے اُٹھانے میں سُستی نہیں برتی۔

جانِ ما را لذتِ احساس نیست خاکِ راہ جُز ریزۂ الماس نیست

ترجمہ:۔ہماری جان کو احساس کی لذت معلوم نہیں۔راستے کی خاک الماس (سونے) کے ذرّوں کے سوا کچھ نہیں۔

تشریح ہمیں احساس کی لذت سے شناسائی نہیں جس کی وجہ سے ہم یہ نہیں سمجھتے کہ راستے کی خاک کا ہر ذرہ سونے کے ٹکڑے کی طرح قیمتی ہے۔اور ہم اُس سے فائدہ حاصل نہیں کرتے۔

علم و دولت نظمِ کارِ ملّت است علم و دولت اعتبارِ ملّت است

ترجمہ:۔علم و دولت کے سبب سے ہی تو ملت کے کاموں کا انتظام ممکن ہے۔علم اور دولت کے سبب

سے ہی تو ملت کا اعتبار قائم ہے۔

تشریح بے شک علم اور دولت پر ہی ملت کے کاروبار کا انحصار ہے۔ اور اس کا نظام چلتا ہے۔ اور اسی علم اور دولت کی وجہ سے ملت معتبر ہوتی ہے اور اس کا اعتبار قائم ہوتا ہے اور ترقی کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

آں یکے از سینۂ احرار گیر واں دگر از سینۂ کہسار گیر

ترجمہ:۔ ان میں سے ایک (یعنی علم) کو احرار (آزاد لوگوں) کے سینوں سے حاصل کر۔ اور دوسرے (یعنی دولت) کو کہسار (پہاڑی سلسلوں) کے سینہ سے حاصل کر۔

تشریح ان میں سے ایک یعنی علم کو آزاد لوگوں کے سینے سے حاصل کر اور دوسرے یعنی دولت پہاڑوں کے سلسلوں کے سینوں سے نکال۔

دشنہ زن در پیکرِ ایں کائنات در شکم دارد گہر چوں سومنات

ترجمہ:۔ اس کائنات کے سینے میں خنجر مار۔ یہ اپنے پیٹ میں سومنات (ہندوؤں کا قیمتی بت) کی مانند بہت موتی رکھتی ہے۔

تشریح اس کائنات کے سینے میں خنجر مار کر اسے چاک کر ڈال اور اس کے پیٹ میں سے چھپے ہوئے خزانوں کو نکال لے۔ یہ سمجھ لے کہ جیسے سومنات جو ہندوؤں کا قیمتی بت تھا اور جس کے اندر قیمتی جواہرات اور موتی بھرے ہوئے تھے اسے اپنی طاقت اور ہمت سے حاصل کر لے۔

لعلِ ناب اندر بدخشانِ تو ہست برقِ سینا در قہستانِ تو ہست

ترجمہ:۔ تیرے روشن علاقہ میں خالص لعل موجود ہیں۔ تیرے پہاڑوں میں وادی سینا کی بجلی موجود ہے۔

تشریح تیرے روشن علاقے یعنی افغانستان کے ان پہاڑوں میں خالص لعل (قیمتی ترین خالص موتی) چھپے ہوئے ہیں بس تجھے جدوجہد اور ان تھک کوشش سے اُنہیں تلاش کرنا ہے بے شک تیرے پہاڑوں میں وادی سینا کی بجلی موجود ہے جو تیرے جذبوں کو حرارت دینے والی ہے۔

کشورِ محکم اساسے بایدت؟ دیدۂ مردم شناسے بایدت

ترجمہ:۔ (اے امیر افغانستان!) تجھے خلافت کی بنیادوں کو مضبوط کرنا چاہیے۔ تیرے پاس مردم

شناس آنکھ کا ہونا ضروری ہے۔

تشریح افغانستان کے امیر! خلافت کے دور کی تمام روشن مثالیں تیرے سامنے موجود ہیں تجھے بھی چاہیے کہ تو ہر اچھے بُرے کو جاننے کی صلاحیت سے کام لے اور اپنوں کو پہچان کر خلافت کی بنیادوں کو مضبوط بنانے کی کوشش کر۔

اے بسا آدم کہ ابلیسی کند اے بسا شیطاں کہ ادریسی کند

ترجمہ:۔(تیرے پاس مردم شناس آنکھ ہونی چاہیئے کیونکہ) بہت سے ایسے آدمی بھی ہیں جو کہ حقیقت میں شیطان ہیں۔ اور بہت سے ایسے شیطان ہیں جو کہ حضرت ادریس کی طرح (نظر) آتے ہیں۔

تشریح تیری مردم شناس یعنی لوگوں کو پہچاننے والی آنکھ ہی تجھ کو بتائے گی کہ کون آدمی کیا ہے کیونکہ بہت سے آدمی ایسے بھی ہیں جن کی خصلت شیطان کی ہے اور بہت سے ایسے شیطان بھی ہیں جو حضرت ادریس کے لباس میں نظر آتے ہیں۔

رنگ او نیرنگ و بودِ او نمود اندرونِ او چو داغِ لالہ دود

ترجمہ:۔عیاری اس کا رنگ اور نمود و نمائش اس کی ہستی ہوتی ہے۔ اس کے باطن میں لالہ کے داغ کی طرح سیاہی ہوتی ہے۔

تشریح ایسے آدمی کا رنگ عیاری اور مکاری ہے اور اس کی زندگی کا مقصد نمود و نمائش ہوتا ہے۔ اس کا ہونا نہ ہونا ہوتا ہے اور اس کے باطن میں گلِ لالہ کا داغ نہیں ہوتا بلکہ دشمنی اور کینے کا دھواں ہوتا ہے۔

پاکباز و کعبتینِ او دغل ریمن و غدر و نفاق اندر بغل

ترجمہ:۔وہ پاکباز ہوتا ہے، جوے کے خفیہ نشان والے پانسے کی طرح فریب دینے والا ہوتا ہے۔ وہ سرکشی، بغاوت اور نفاق کو اپنی بغل میں چھپائے پھرتا ہے۔

تشریح دیکھنے میں پاک باز ہوتا ہے لیکن جوے کے خفیہ نشان، جو جوا نے کی ہوس کو بنائے رکھتا ہے کی طرح دھوکا دینے والا ہوتا ہے اور اس کی بغل میں سرکشی، بغاوت اور نفاق جیسے شر چھپے ہوتے ہیں یعنی یہ کسی بھی طرح خیر خواہ نہیں ہوتا۔

در نگر اے خسروِ صاحب نظر نیست ہر سنگے کہ می تابد گہر

ترجمہ:۔اے صاحب نظر بادشاہ! خوب غور و فکر سے کام لے۔ ہر چمکنے والا پتھر گوہر نہیں ہوا کرتا۔

تشریح اس لئے اے بادشاہ اے صاحبِ نظر! اچھی طرح غور وفکر سے کام لے تاکہ تو ان کے دھوکوں میں نہ آجائے اور ان کی مکارانہ چالوں میں نہ پھنس جائے کیونکہ ہر چمکنے والا پتھر موتی نہیں ہوتا۔

مرشدِ رومی حکیمِ پاک زاد سِرِّ مرگ و زندگی برما کشاد

ترجمہ:۔ مرشدِ رومیؒ جو کہ نیک طینت حکیم ہیں، نے ہم پر زندگی اور موت کا بھید کھولا ہے۔

تشریح مرشد رُومیؒ جو ایک نیک سیرت اور حکمت والے تھے اُنہوں نے ہم پر زندگی اور موت کے بھید کو کھولا یعنی اُنہوں نے ہمیں زندگی اور موت کا شعور بخشا۔ اور بتایا کہ زندگی اصل میں ہے کیا اور موت کس چیز کا نام ہے۔

"ہر ہلاکِ امتِ پیشیں کہ بود زانکہ بر جندل گماں بردند عود"

ترجمہ:۔ (رومیؒ فرماتے ہیں کہ) اس سے پہلے ہلاک ہونے والی ہر امت کی ہلاکت کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے پتھر کو عود (باطل کو حق اور حق کو باطل) سمجھا۔

تشریح وہ اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے ہلاک ہونے والی ہر اُمت کی ہلاکت کی وجہ یہ تھی کہ اُس نے حق کو باطل سمجھا اور باطل کو حق۔ لہٰذا اُنہوں نے اپنی ہلاکت کیلئے خود ہی سامان پیدا کیا۔

سروری در دینِ ما خدمت گری است عدلِ فاروقیؓ و فقرِ حیدریؓ است

ترجمہ:۔ ہمارے دین میں سروری اصل میں خدمت گری کا نام ہے۔ یعنی حضرت عمر فاروقؓ کے عدل اور حضرت علیؓ کے فقر کا نام ہے۔

تشریح جبکہ ہمارے دین میں یعنی دینِ اسلام میں بادشاہت خدمت کرنے کا نام ہے جس کی عمدہ ترین مثالیں حضرت عمر فاروقؓ کا عدل وانصاف دین کی خدمت اور حضرت علیؓ کا فقر جو دین محمدی ﷺ کی روشن علامت ہے۔

در ہجومِ کارہائے ملک و دیں بادلِ خود یک نفس خَلوت گزیں

ترجمہ:۔ ملک اور دین کے کاموں کے ہجوم کے وقت اپنے دل کے ساتھ ایک لمحہ خلوت میں ضرور گزارنا۔

تشریح ملک اور دین کے کاموں میں مصروف اپنی جگہ لیکن ایک پل تنہائی میں اپنے دل کے ساتھ بھی ضرور گزارنا۔

ہر کہ یک دم در کمینِ خود نشست ہیچ نخچیر از کمندِ او نجست

ترجمہ:۔ ہر وہ آدمی جو کہ کچھ دیر اپنی کمین گاہ (گھات کی جگہ) میں بیٹھتا ہے، اس کی بدولت کوئی بھی شکار اس کی کمند سے نکل نہیں پاتا۔ (خلوت میں وقت گزارنے کی بدولت بادشاہ مخلص اور عیار کو پہچان لیتا ہے۔)

تشریح یہ اس لئے کہ ہر وہ آدمی جو کچھ دیر کیلئے اپنی گھات کی جگہ میں بیٹھتا ہے اس کے اس بیٹھنے کی وجہ سے کوئی بھی شکار اس کے جال سے نکل نہیں سکتا۔ یعنی اپنے دل کے ساتھ تنہائی میں وقت گزارنے سے اچھے بُرے کی پہچان کے مواقع ملتے ہیں۔

در قبائے خسروی درویش زی دیده بیدار و خدا اندیش زی

ترجمہ:۔ بادشاہ والی قبا میں درویش بن کر زندگی گزار۔ بیدار آنکھوں والا اور صاحبِ خوف خدا بن کر زندگی گزار۔

تشریح بادشاہ کی پوشاک میں درویش کی طرح زندگی گزار اور درویش کا شیوہ یہی ہے کہ وہ اپنی آنکھیں کھلی رکھے اور اپنے دل میں ہمیشہ اللہ کا خوف رکھے اور اُسی کے قانون کے مطابق اپنی زندگی گزارے۔

قائدِ ملّت شہنشاہِ مرؔاد تیغِ او را برق و تندر خانہ زاد

ترجمہ:۔ (عثمانی خلیفہ) شاہ مراد کو دیکھو، بجلی اس کی تلوار اور کڑک اس کی لونڈی تھی۔

تشریح عثمانی خلیفہ شاہ مراد کو دیکھو کہ بجلی اُس کی تلوار تھی اور بجلی کی کڑک اس کی غلام تھی یعنی دین اسلام میں خلافت کا جو معیار قائم کیا شاہ مراد نے اپنے دور خلافت میں اُس معیار کو قائم رکھا۔

ہم فقیرے، ہم شہِ گردوں فرے اردؔ شیرے باروانِ بوذؔرے

ترجمہ:۔ وہ (شاہ مراد) درویش بھی ہے اور آسمان جیسی بلندی والا بادشاہ بھی۔ وہ (شاہ مراد) اردشیر (کی خوبیاں رکھنے والا) بھی تھا اور حضرت ابوذر غفاریؓ (جیسا فقر و تقوی رکھنے والا) بھی۔

تشریح وہ درویش بھی ہے اور آسمان کی طرح بلند مرتبت بھی اُس میں شیر کی طرح غصہ بھی موجود ہے یعنی اُس میں شیر جیسی خوبیاں بھی موجود ہیں اور وہ حضرت ابوذر غفاریؓ جیسا فقر اور تقویٰ رکھنے والا بھی ہے۔

غرق بودش در زرہ بالاؤ دوش درمیانِ سینہ دل موئینہ پوش

ترجمہ:۔وہ سر سے کمر تک جنگی لباس میں غرق رہتا،لیکن اس کے سینے میں دھڑ کنے والا دل تھا،موئینہ پوش (درویشانہ لباس والا) تھا۔

تشریح وہ باطل قوتوں کے خلاف سر سے لیکر کمر تک جنگی لباس میں ملبوس رہتا یعنی زرہ پہنے رکھتا مگر اس کے سینے میں جو دل دھڑ کتا تھا وہ درویشانہ لباس والا تھا۔یعنی وہ دل سے درویش اور حق کی طرف سے باطل قوتوں کیلئے خوف اور ہیبت کی علامت تھا۔

آں مسلمانان کہ میری کردہ اند! در شہنشاہی فقیری کردہ اند

ترجمہ:۔وہ مسلمان جنہوں نے امیری کی ہے،دراصل انہوں نے شہنشاہی میں فقیری کی ہے۔

تشریح وہ مسلمان جن کو بادشاہت نصیب ہوئی ہے دراصل اُنہوں نے شہنشاہی میں فقیری کی ہے کیونکہ وہ دین کے دستور اور قوانین کے پابند ہی نہیں تھے بلکہ اپنے عمل سے ثابت کرتے تھے۔

در امارت فقر را افزودہ اند مثلِ سلمانؓ در مدائن بودہ اند

ترجمہ:۔انہوں نے سرداری میں فقر کو بڑھایا ہے۔وہ اپنی سلطنت میں ایسے رہے جیسے مدائن میں حضرت سلمان فارسیؓ۔

تشریح لہذا اُنہوں نے سرداری (بادشاہت) کے ادوار میں فقر یعنی درویشی کو فروغ دیا اور آنے والی نسلوں کیلئے اعلیٰ قدروں کو مضبوط کیا یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی سلطنت میں ایسے رہے جیسے مدائن (ایک شہر کا نام جو عراق میں نوشیرواں بادشاہ کی تخت گاہ تھا) میں حضرت سلمان فارسیؓ رہتے تھے یعنی حضرت سلمان فارسیؓ کے نقش قدم پر چلے۔

حکمرانے بود و سامانے نداشت دستِ او جز تیغ و قرآنے نداشت

ترجمہ:۔اگرچہ حضرت سلمان فارسی حکمران تھے،لیکن کوئی ساز وسامان نہیں رکھتے تھے۔ان کے ہاتھ (ملکیت) میں تلوار اور قرآن کے سوا کچھ نہ تھا۔

تشریح اگر چہ حضرت فارسیؓ حکمران تھے لیکن وہ اپنے پاس کسی قسم کا کوئی ساز وسامان نہیں رکھتے تھے بس ان کے ہاتھ میں قرآن اور تلوار کے سوا کچھ نہ تھا۔

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوس بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست

ترجمہ:۔ہر وہ آدمی کہ عشق مصطفیٰ ﷺ جس کا کل سرمایہ ہے،وہ خشکی اور تری دونوں اس کے دامن کی

لونڈیاں ہیں۔

تشریح ہر وہ مسلمان کہ جس کا کل سرمایہ محمد ﷺ کا عشق ہے، خشکی اور تری دونوں ہی اُس کے تابع ہیں یعنی آپ ﷺ کے عشق کی بدولت بحر و بر میں بسنے والی ہر شے اُس کی قدر دان اور عقیدت مند ہے۔

سوزِ صدیقؓ و علیؓ از حق طلب ذرّہَ عشقِ نبیؐ از حق طلب

ترجمہ:۔(اے امیر افغانستان!) اللہ تعالیٰ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت علیؓ کا سوز طلب کر! اللہ تعالیٰ سے نبی کریم ﷺ کے عشق کا ذرّہ طلب کر۔!

تشریح اے افغانستان کے بادشاہ! اللہ تبارک وتعالیٰ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ کا جذبہ اور دین سے محبت کا ذوق مانگ، اور اللہ تعالیٰ سے نبی کریم ﷺ کے عشق کا ذرّہ مانگ لے کہ بحر و بر تیرے پاؤں چومنے شروع کر دیں۔

زانکہ ملّت را حیات از عشقِ اوست برگ سازِ کائنات از عشقِ اوست

ترجمہ:۔کیونکہ ملت کی زندگی ان کے عشق کی بدولت ہے۔کائنات کا ساز و سامان ان کے عشق کی بدولت ہے۔

تشریح اس لئے کہ ملت کی زندگی آپ ﷺ کے عشق کی بدولت ہے اور تمام کائنات میں جو کچھ بھی ہے اور جہاں بھی ہے وہ صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کے عشق ہی کی وجہ سے ہے

جلوہَ بے پردہَ او وا نمود جوہرِ پنہاں کہ بود اندر وجود

ترجمہ:۔(اللہ نے) ان کے بے پردہ جلوہ کو نمایاں کیا۔ان کے پوشیدہ جوہر کو نمایاں کیا جو کہ وجود کے اندر چھپا ہوا تھا۔

تشریح رب کائنات نے اُن ﷺ کے جلوہ کو نمایاں فرمایا اور آپ ﷺ میں چھپے ہوئے جواہر کو ظاہر فرمایا۔

روح را جز عشق او آرام نیست عشقِ او روزیست کو را شام نیست

ترجمہ:۔ان کے عشق کے بغیر روح کو چین نصیب نہیں ہوتا۔ان کا عشق ایسے دن کی طرح ہے جس کی شام نہ ہو۔

تشریح بے شک اُن کے عشق کے بغیر روح کو چین نصیب نہیں ہوتا اور اُن کا عشق ہمیشہ رہنے والا ہے اور ایسے دن کی طرح ہے جس کی شام نہ ہو۔

خیز و اندر گردش آور جامِ عشق　　در قہستان تازہ کن پیامِ عشق!

اقبال

ترجمہ:۔ اٹھیے! اور عشق کے جام کو گردش دیجئے! پہاڑوں کی سرزمین پر عشق کے پیغام کو تازہ کیجئے۔!

تشریح اے افغانستان کے بادشاہ! اُٹھیے اور عشق کے جام کو گردش دیجئے اور پہاڑوں میں بسنے والے تمام مسلمانوں کو آپ ﷺ کے عشق کی شراب کے نشے میں مست کر دیجئے اور ان پہاڑوں کی سرزمین میں بھی عشق کے پیغام کو تازہ کیجئے۔ تا کہ یہاں کے مسلمان بھی دینِ الٰہی سے اپنا حصہ وصول کر سکیں۔

✪✪✪

لونڈیاں ہیں۔

تشریح ہر وہ مسلمان کہ جس کا کل سرمایہ محمد ﷺ کا عشق ہے، خشکی اور تری دونوں ہی اُس کے تابع ہیں یعنی آپ ﷺ کے عشق کی بدولت بحر و بر میں بسنے والی ہر شے اُس کی قدردان اور عقیدت مند ہے۔

سوزِ صدیقؓ و علیؓ از حق طلب ذرّۂ عشقِ نبیؐ از حق طلب

ترجمہ:۔(اے امیر افغانستان!) اللہ تعالیٰ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت علیؓ کا سوز طلب کر! اللہ تعالیٰ سے نبی کریم ﷺ کے عشق کا ذرّہ طلب کر۔!

تشریح اے افغانستان کے بادشاہ! اللہ تبارک و تعالیٰ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ کا جذبہ اور دین سے محبت کا ذوق مانگ، اور اللہ تعالیٰ سے نبی کریم ﷺ کے عشق کا ذرّہ مانگ لے کہ بحروبر تیرے پاؤں چومنے شروع کر دیں۔

زانکہ ملّت را حیات از عشق اوست برگ سازِ کائنات از عشقِ اوست

ترجمہ:۔کیونکہ ملت کی زندگی ان کے عشق کی بدولت ہے۔کائنات کا ساز و سامان ان کے عشق کی بدولت ہے۔

تشریح اس لئے کہ ملت کی زندگی آپ ﷺ کے عشق کی بدولت ہے اور تمام کائنات میں جو کچھ بھی ہے اور جہاں بھی ہے وہ صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کے عشق ہی کی وجہ سے ہے

جلوۂ بے پردۂ او وا نمود جوہرِ پنہاں کہ بود اندر وجود

ترجمہ:۔(اللہ نے) ان کے بے پردہ جلوہ کو نمایاں کیا۔ان کے پوشیدہ جوہر کو نمایاں کیا جو کہ وجود کے اندر چھپا ہوا تھا۔

تشریح رب کائنات نے اُن ﷺ کے جلوہ کو نمایاں فرمایا اور آپ ﷺ میں چھپے ہوئے جواہر کو ظاہر فرمایا۔

روح را جز عشق او آرام نیست عشقِ او روزیست کو را شام نیست

ترجمہ:۔ان کے عشق کے بغیر روح کو چین نصیب نہیں ہوتا۔ان کا عشق ایسے دن کی طرح ہے جس کی شام نہ ہو۔

تشریح بے شک اُن کے عشق کے بغیر روح کو چین نصیب نہیں ہوتا اور اُن کا عشق ہمیشہ رہنے والا ہے اور ایسے دن کی طرح ہے جس کی شام نہ ہو۔

خیز و اندر گردش آور جامِ عشق در قہستان تازہ کن پیامِ عشق!

اقبال

ترجمہ:۔ اٹھیے! اور عشق کے جام کو گردش دیجئے! پہاڑوں کی سرزمین پر عشق کے پیغام کو تازہ کیجئے۔!

تشریح اے افغانستان کے بادشاہ! اُٹھیے اور عشق کے جام کو گردش دیجئے اور پہاڑوں میں بسنے والے تمام مسلمانوں کو آپ ﷺ کے عشق کی شراب کے نشے میں مست کر دیجئے اور ان پہاڑوں کی سرزمین میں بھی عشق کے پیغام کو تازہ کیجئے۔ تاکہ یہاں کے مسلمان بھی دینِ الٰہی سے اپنا حصہ وصول کر سکیں۔

maablib.org

لالۂ طور

لالۂ طور

وادی طور کا گلِ لالہ

﴿رباعیات﴾

﴿1﴾

شہیدِ ناز او بزمِ وجود است نیاز اندر نہاد ہست و بود است
نمی بینی کہ از مہرِ فلک تاب بسیمائے سحر داغِ سجود است

ترجمہ:۔ا۔ بزم وجود (کائنات) اس (خالقِ کائنات) کے ناز کی گواہ ہے۔ ہست وبود (تمام موجودات) اپنی سرشت میں نیاز رکھتی ہیں۔

ترجمہ:۔۲۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ آسمان پر چمکنے والے سورج کی وجہ سے سحر کی پیشانی پر سجدے کا داغ ہے۔

تشریح کائنات کی بزم خالقِ کائنات کے ناز کی گواہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز تخلیق کی وہ اُس کی شان اور اُس کے فن کی داد ہے اُس پر شاہد ہے اور اُس پر مر مٹنے کیلئے تیار ہے کائنات کی روش اور عادت میں نیاز مندی ہے جبھی تو جہان کو روشن کرنے والا سورج صبح ماتھے پر سجدے کا نشان ہے

﴿2﴾

دلِ من روشن از سوزِ درون است جہاں بیں چشمِ من از اشکِ خون است
ز رمزِ زندگی بیگانہ تر باد کسے کو عشق را گوید جنون است

ترجمہ:۔ا۔میرا دل میرے باطل کی جلن (سوز) کی وجہ سے روشن ہے۔ میری آنکھ میرے خون کے آنسوؤں کے سبب جہان کو دیکھنے والی ہے۔

ترجمہ:۔۲۔وہ زندگی کے رموز سے بہت زیادہ ناواقف ہو جائے، جو کہ عشق کو جنون کہتا ہے۔

تشریح میرا دل میرے باطن کی جلن کی وجہ سے روشن ہے اور میری آنکھ میرے خون کے آنسوؤں کی وجہ سے دیکھتی ہے جو شخص عشق کو پاگل پن کہتا ہے دراصل وہ زندگی کے راز سے واقف ہی نہیں لہذا اُس کا باطن سوز سے خالی ہے اور آنکھ دیکھنے سے قاصر۔

﴿3﴾

باغان بادِ فرور دیں دہد عشق براغاں غنچہ چوں پرویں دہد عشق

شعاعِ مہرِ او قلزم شگاف است بماہی دیدۂ رہ بیں دہد عشق

ترجمہ:۔ا۔عشق باغوں (دلوں) کو موسمِ بہار عطا کرتا ہے، عشق سبزہ زاروں کو پروین ستارے جیسے روشن غنچے عنایت کرتا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔اس کے سورج کی کرن سمندر میں شگاف پیدا کر دیتی ہے۔ عشق مچھلی کو راستہ دکھانے والی آنکھ عطا کرتا ہے۔

تشریح عشق باغوں کو بہار کا موسم عطا کرتا ہے اور وہ سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں اور سبزہ زاروں کو ستاروں کی طرح روشن سفید رنگ کے غنچے عنایت کرتا ہے۔ عشق کے سورج کی کرن سمندر کو چیر دیتی ہے اور سمندر میں رہنے والی مچھلی کو راستہ دکھانے والی آنکھ بھی عشق ہی عطا کرتا ہے۔

﴿4﴾

عقاباں را بہائے کم نہد عشق تدرواں را بباز اں سر دہد عش

نگہ دارد دلِ ما خویشتن را ولیکن از کمینش بر جہد عشق

ترجمہ:۔ا۔عشق عقابوں کو کم قیمت سمجھتا ہے۔ عشق چکوروں کو بازوں کے ساتھ لڑا دیتا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔میرا دل خود پر مسلسل نگاہ رکھتا ہے، لیکن اس کی کمین گاہ (گھات) سے پھر بھی عشق باہر نکل آتا ہے۔

تشریح عشق عقابوں کو بہت ساری خوبیاں رکھنے کے باوجود کم قیمت سمجھتا ہے یہاں تک کہ چکووں میں اتنی ہمت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ بازوں کے مقابلے میں آجاتے ہیں اگرچہ میرا دل مسلسل اپنے آپ پر نگاہ رکھے ہوئے ہے لیکن پھر بھی عشق اس کی کمین گاہ سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوجاتا ہے یعنی عشق کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ٹھہر سکتی اور نہ ہی عشق کسی رکاوٹ کو تسلیم کرتا ہے۔

﴿5﴾

بہ برگِ لالہ رنگ آمیزیٔ عشق بجانِ ما بلا انگیزیٔ عشق

اگر ایں خاکداں را وا شگافی درونش بنگری خونریزیٔ عشق

ترجمہ:۔۱۔گلِ لالہ کی پتیوں میں عشق کے رنگ کی آمیزش ہے۔میری جان میں جو بلا انگیزی ہے وہ عشق کے سبب سے ہے۔

ترجمہ:۔۲۔اگر تو اس خاکدان (وجود) میں شگاف کرلے تو اس کے اندر تجھے عشق کی خونریزی ہی نظر آئے گی۔

تشریح لالے کے پھول کی پتیوں کے رنگ میں عشق کا رنگ ملا ہوا ہے میری جان میں جو مصیبتیں برداشت کرنے کی قوت ہے وہ عشق ہی کے سبب سے ہے اگر تو میرے وجود میں شگاف کرکے دیکھے تو اس کے اندر تجھے جتنی بھی خونریزی ہے وہ سب عشق ہی کی ہے۔

﴿6﴾

نہ ہر کس از محبت مایہ دار است نہ باہر کس محبت سازگار است

بروید لالہ با داغِ جگر تاب دلِ لعلِ بدخشاں بے شرار است

ترجمہ:۔۱۔نہ تو ہر کسی کے پاس محبت کا سرمایہ ہے، اور نہ ہر کسی کو محبت موافق آتی ہے۔

ترجمہ:۔۲۔کیونکہ گلِ لالہ جگر کو گرما دینے والے داغ کو لیے ہوئے اُگتا ہے، جبکہ ملک

بدخشاں کا لعل بے سوز ہوتا ہے۔

تشریح محبت وہ سرمایہ ہے جو ہر کسی کے پاس نہیں ہوتا اور نہ محبت ہر کسی کو راس آتی ہے اس کی مثال یوں ہے کہ لالے کا پھول جگر کو گرمانے والے داغ (جو لالے کے سرخ پھول میں سیہ رنگ کا ہوتا ہے) کو اپنے ساتھ لئے ہوئے اُگتا ہے یعنی یہ داغ اس کو پیدائشی طور پر عطا ہوا ہے جبکہ بدخشاں (ہندوستان اور خراسان کے علاقے کے درمیان ایک صوبہ جو کسی زمانے میں لعل اور یاقوت کیلئے بہت مشہور ہوا کرتا تھا) کا لعل سوز سے خالی ہوتا ہے یعنی اُسے گرما دینے والا داغ (محبت) نصیب نہیں۔

﴿7﴾

دریں گلشن پریشاں مثلِ بویم نمی دانم چہ می خواہم چہ جویم

بر آید آرزو یا بر نیاید شہیدِ سوز و ساز آرزویم

ترجمہ:۔ا۔میں اس گلشن میں خوشبو کی طرح پریشان ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کیا چاہتا ہوں اور کیا تلاش کرتا ہوں۔

ترجمہ:۔۲۔(مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ) میری آرزو پوری ہوگی یا نہیں۔ میں تو اپنی آرزو کے سوز و ساز کا مقتول ہوں۔

تشریح میں اس باغ میں خوشبو کی طرح پریشان ہوا ہوں اور میری یہ پریشانی کس وجہ سے ہے مجھے نہیں معلوم اور نہ ہی جانتا ہوں کہ میری آرزو کیا ہے اور مجھے کس شے کی جستجو ہے اول تو میری کوئی آرزو ہی نہیں ہو بھی تو مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ وہ پوری بھی ہوگی یا نہیں مجھے تو بس یہ پتا ہے کہ میری اپنی آرزو کے سوز و ساز نے مجھے قتل کیا ہے۔

﴿8﴾

جہاں مشتِ گل و دل حاصلِ اوست ہمیں یک قطرۂ خون مشکلِ اوست

نگاہِ ما دو بین افتاد ، ورنہ جہانِ ہر کسے اندر دلِ اوست

ترجمہ:۔ا۔دنیا حقیقت میں مٹی کی ایک مٹھی ہے اور دل اس کا حاصل (پھل، پیداوار) ہیں۔

یہی (دل) خون کا ایک قطرہ ہے جس کی وجہ سے وہ مشکل میں مبتلا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ ہماری نظر دو (جہانوں) کو دیکھ رہی ہے۔ ورنہ ہر کسی کا جہان اس کے دل میں ہے۔

تشریح دنیا کی اصل حقیقت صرف مٹی کی ایک مُٹھی ہے جس کا حاصل دل ہے جو خون کا ایک قطرہ ہے جسے یہ مٹی سنبھال نہیں پاتی اور یوں مشکلوں اور اذیتوں میں گرفتار رہے ہماری نگاہ دو جہانوں کو دیکھنے میں مصروف ہے جس کی وجہ سے ہم اپنے دل میں نہیں جھانکتے حالانکہ ہمارا اپنا جہان ہمارے دل میں آباد ہے جس میں ہم غافل ہیں۔

﴿9﴾

سحر می گفت بلبل باغبان را دریں گِل جز نہالِ غم نگیرد

بہ پیری می رسد خارِ بیابان ولے گُل چوں جواں گردد بمیرد

ترجمہ:۔ا۔صبح سویرے ایک بلبل نے باغباں سے کہا: یہ مٹی غم کے پودے کے سوا اور کچھ نہیں اُگاتی۔

ترجمہ:۔۲۔صحرا کا کانٹا تو بڑھاپے کو پہنچ جاتا ہے، لیکن گلاب کا پھول جب بھی جوان ہوتا ہے تو مر جاتا ہے۔

تشریح صبح سویرے ایک بلبل نے باغ کے رکھوالے سے کہا کہ یہ مٹی غم کے پودوں کے سوا کچھ نہیں اُگاتی جس کی مثال یہ ہے کہ گلاب کا پھول (جو بلبل کا محبوب ہے) جب بھی جوان ہوتا ہے تو مر جاتا ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں ریگستان کے کانٹے کی عمر بڑھاپے تک اُس کا ساتھ دیتی ہے۔ مراد یہ کہ پھول کھلتے ہی مرجھا جاتی ہے اور کانٹا قائم رہتا ہے ایک مٹی کی پیداوار ہے اور ایک صحرا کی۔

﴿10﴾

جہانِ ما کہ نابود است بودش زیاں توام ہمی زاید بسودش

کہن را نو کن و طرحِ دگر ریز دلِ ما برنتابد دیر و زودش

ترجمہ:۔ا۔ ہمارا جہان کہ جس کا بود (ہونا) اس کا نابود (نہ ہونا) ہے۔ اس کا نقصان اس کے فائدہ کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ کہن (پرانی) کو نَو (نئی) کر اور ایک دوسری طرح کی بنیاد ڈال۔ میرا دل اس کے دیر وزود (نقصان و فائدہ) کو برداشت نہیں کرتا۔

تشریح ہمارے جہان کا ہونا بھی نہ ہونے کے برابر ہے اوراس کا نقصان اس کے فائدے کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔یعنی جتنا فائدہ ہوتا ہے اُسی قدر نقصان بھی اُٹھانا پڑتا ہے کیونکہ پرانی کوئی کرنے کے لئے جس قدر نیا کیا جائے گا جو فائدے کے ضمن میں آتا ہے اُسی قدر پر انا ختم ہوجائے گا جو نقصان کے زمرے میں آتا ہے لہذا ہمارا دل اس نفع نقصان کو برداشت نہیں کرتا۔اس کیلئے کوئی اور طریقہ کار ایجاد کر۔

﴿11﴾

نوائے عشق را ساز است آدم کشاید راز و خود راز است آدم

جہاں او آفرید' ایں خوب تر ساخت مگر با ایزد انباز است آدم

ترجمہ:۔ا۔نوائے عشق کا حقیقی ساز آدمی ہے۔آدمی راز کشائی کرتا ہے لیکن یہ خود ایک راز ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ جہان بنانے والے نے اس کو خوبصورت شکل میں پیدا فرمایا۔مگر (کیا) یہ اللہ کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔؟

تشریح عشق کی آواز کا اصل ساز آدمی ہے یعنی عشق آدمی ہی کیلئے ہے۔اگرچہ آدمی راز کھولنے کی صلاحیت رکھتا ہے جبکہ خود بھی ایک راز ہے مالک کائنات نے جہان پیدا کیا یہ اُس کو خوبصورت بنانے پر مامور ہے اس حوالے سے اللہ تعالٰی نے اسے اپنے کام میں شریک رکھا۔

﴿12﴾

نہ من انجام و نے آغاز جویم ہمہ رازم ' جہانِ راز جویم

گر از روے حقیقت پردہ گیرند ہماں بوک و مگر را باز جویم

ترجمہ:۔ا۔ میں نہ اپنا انجام تلاش کرتا ہوں اور نہ اپنا آغاز۔ میں خود ایک راز ہوں، اور اپنے راز کے جہان کی تلاش میں ہوں۔

ترجمہ:۔۲۔ اگر حقیقت سے پردہ اٹھایا جائے تو (معلوم ہوگا کہ) میں صرف اور صرف شک و شبہ ہی کو تلاش کر رہا ہوں۔

تشریح میں اپنے آغاز اور انجام کو تلاش کرنے کی کوشش نہیں کرتا اور نہ ہی مجھے اس کی تلاش ہے۔ کیونکہ میں خود ایک راز ہا ہوں اس لئے مجھے اپنے راز کے جہان کی تلاش ہے۔ اگر حقیقت کو آشکار کر بھی کر دیا جائے یعنی حقیقت کھل کر بھی سامنے آجائے تو میں تب بھی شک و شبہ ہی کو تلاش کرنے میں بھٹکتا رہوں گا۔ یعنی میرا یقین مستحکم نہیں!

﴿13﴾

دلا نارائی پروانہ تا کے نگیری شیوۂ مردانہ تا کے

یکے خود را بسوزِ خویشتن سوز طوافِ آتشِ بیگانہ تا کے

ترجمہ:۔ا۔ اے دل! تو اپنی آگ سے کب تک پروانے کی طرح بیگانہ رہے گا۔ اے دل! تو کب تک مردانہ روش اختیار نہیں کرے گا؟

ترجمہ:۔۲۔ ایک بار تُو خود کو اپنے سوز سے جلا۔ تو کب تک غیروں کی آگ کا طواف کرتا رہے گا۔؟

تشریح اے دل تیرے اند جو سوز ہے جو آگ بھڑک رہی ہے تو ایک پروانے کی طرح اُس سے کب تک نا آشنا رہے گا کب تک جرأت مندانہ اقدام نہیں کرے گا۔ تجھے چاہیے کہ اپنی اس آگ میں اپنے آپ کو جلا اور یہی تیرے حوصلے اور عزم کا امتحان ہے تا کہ تو دوسروں کی آگ کے گرد چکر لگا تا پھرے۔ جیسے پروانہ شمع کے شعلے کا طواف کرتا ہے اور اُس میں خود کو جلاتا ہے۔ پروانہ نہ بن اور، اپنے اندر کی آگ میں جل!

﴿14﴾

تنے پیدا کن از مشتِ غبارے　　تنے محکم تر از سنگیں حصارے

درونِ او دلِ درد آشنائے　　چو جوئے درکنارِ کوہسارے

ترجمہ:۔ا۔اس ایک مٹھی مٹی سے ایک جسم پیدا کر۔وہ جسم جو کہ پتھروں کے قلعوں سے زیادہ مضبوط ہو۔

ترجمہ:۔۲۔پھر اس جسم میں درد سے آشنا دل پیدا کر۔اس ندی کی طرح جو کوہسار کے دامن سے بہہ رہی ہو۔

تشریح　اپنی مٹھی بھر مٹی سے ایک مضبوط اور طاقت ور جسم پیدا کر ایسا جسم کہ جو پتھروں کے قلعوں سے بھی زیادہ مضبوط ہو اور پھر اس جسم میں ایک ایسا دل پیدا کر جو درد سے واقف ہو بالکل اُسی ندی کی طرح جو پہاڑ کے دامن سے بہہ رہی ہو۔اور جہاں سے بھی گزرے ہر یالیاں بچھاتی ہوئی گزرے۔

﴿15﴾

ز آب و گِل خدا خوش پیکرے ساخت　　جہانے از ارم زیبا ترے ساخت

ولے ساقی بآں آتش کہ دارد　　ز خاکِ من جہانِ دیگرے ساخت

ترجمہ:۔ا۔پانی اور مٹی سے اللہ نے ایک خوشنما پیکر بنایا۔باغِ ارم سے زیادہ مزین جہان بنایا۔

ترجمہ:۔۲۔لیکن ساقی نے اپنے پاس موجود آگ کے ذریعے میری مٹی سے ایک نیا ہی جہان بنایا۔

تشریح　اللہ تعالیٰ نے پانی اور مٹی سے ایک خوبصورت پیکر بنایا۔اور وہ ہے انسان اور اس کے لئے جنت کے باغ سے زیادہ سجا ہوا جہان پیدا کیا۔لیکن آپ ﷺ نے اپنے پاس موجود آپ یعنی عشق کے ذریعے میری خاک میں ایک نیا جہان پیدا فرما دیا۔یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے مٹی سے بنایا اور اللہ کے محبوب جناب رسول ﷺ نے مجھے اپنے عشق سے بنا

سنوار دیا۔

﴿16﴾

بہ یزداں روزِ محشر برہمن گفت فروغِ زندگی تابِ شرر بود
ولیکن گر نرنجی با تو گویم صنم از آدمی پاینده تر بود

ترجمہ:۔ا۔روزِ محشر برہمن اللہ سے کہے گا: زندگی کا فروغ شرارے کی چمک کی طرح تھا۔
ترجمہ:۔۲۔لیکن اگر تو ناراض نہ ہو تو میں تجھ سے کہتا ہوں کہ بت آدمی سے زیادہ پائیدار ہے (انسان کا پجاری بت کے بجاری سے بھی برا ہے۔)

تشریح قیامت کے روز برہمن، ہندو جو بتوں کی پوجا کرتا ہے۔ اللہ سے عرض کرے گا۔ انسان کی زندگی کی چمک ایک شرارے کی طرح ہے یعنی لحہ بھر لہذا یہ ناپائیدار ہے۔ لیکن اگر تو ناراض نہ ہو تو میرا کہنا یہ ہے کہ بُت آدمی سے زیادہ پائیدار ہے۔

﴿17﴾

گذشتی تیز گام اے اخترِ صبح مگر از خوابِ ما بیزار رفتی
من از نا آگہی گم کردہ راہم تو بیدار آمدی ' بیدار رفتی

ترجمہ:۔ا۔اے صبح کے ستارے! تو بڑی تیزی سے گزر گیا۔ لگتا ہے کہ تو میری نیند سے بیزار ہو کر گزر گیا ہے۔
ترجمہ:۔۲۔میں اپنی راہ اپنی جہالت کے سبب گم کر بیٹھا ہوں، لیکن تُو تو بیدار آیا تھا اور بیدار ہی چلا گیا۔

تشریح اے صبح کے ستارے! تو بڑی تیزی سے گزر گیا تو نے مجھے سویا ہوا دیکھا اور میری نیند سے بے زار ہو کر گزر گیا۔ یعنی مجھے بیدار ہونا چاہیے تھا لیکن میں غفلت کی نیند میں کھویا رہا۔ اور میری غفلت ہی میری جہالت ہے۔ جس کی وجہ سے میں اپنی راہ کھو بیٹھا ہوں اور اپنے مقاصد کو بھول چکا ہوں لیکن تو جاگتا ہوا آیا تھا اور جاگتا ہوا ہی چلا گیا۔ تو سویا نہیں اس لئے تیری راہ گم نہیں ہوئی۔

﴿18﴾

گِلِ ما از شرر بیگانہ بودے — تہی از ہائے و ہو میخانہ بودے

اگر دل چوں خرد فرزانہ بودے — نبودے عشق و ایں ہنگامۂ عشق

ترجمہ:۔ا۔ میخانہ ہائے و ہو سے خالی ہوتا ہے۔اسی طرح ہماری مٹی شرارے سے غافل ہوتی ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ نہ عشق ہوتا اور نہ ہی عشق کا یہ ہنگامہ ہوتا، اگر دل عقل کی طرح فرزانہ (عقل مند) ہوتا۔

تشریح اگر دل بھی عقل کی طرح عقل مند ہوتا تو نہ اس دنیا میں ہنگامے بپا کرنے والا شور وغل ہوتا ۔نہ ہماری مٹی میں حرارت پیدا کرنے والے شرارے پیدا ہوتے، نہ عشق اور نہ ہی عشق کا رونا دھونا اور ہنگامے موجود ہوتے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ دل نے عقل کا ساتھ گوار انہیں کیا بلکہ جنون کو اپنے دامن میں پالا جس کی وجہ سے جہان میں زندگی موجود ہے۔

﴿19﴾

سراپا لذتِ بال آزمائی — ترا اے تازہ پرواز آفریدند

تو از ذوقِ پریدن پر کشائی — ہوس ما را گراں پرواز دارد

ترجمہ:۔ا۔اے (عشق!) تو وہ ہے کہ اللہ نے تجھے تازہ پرواز کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔تو سراسر (بلند اُڑان کے لحاظ سے) پَروں کے امتحان کی لذّت ہے۔

ترجمہ:۔۲۔میری ہوس نے مجھ پر پرواز کو مشکل بنا دیا ہے، لیکن تو وہ ہے کہ جو ہمیشہ اُڑان کے ذوق میں پَر کھولے رکھتا ہے۔

تشریح اے تازہ پرواز کے حامل عشق تجھے اللہ تعالیٰ نے صرف اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ تو اپنے پروں کی قوت پرواز سے لذت حاصل کرے مجھے دیکھ میری ہوس نے مجھ پر پرواز کو مشکل بنا دیا ہے لیکن تجھے یہ کمال حاصل ہے کہ تو ہمیشہ اُڑان کیلئے اپنے پروں کو کھولے رکھتا ہے

﴿20﴾

چہ لذّت یارب اندر ہست و بود است　　دل ہر ذرّہ در جوشِ نمود است

شگافد شاخ را چوں غنچۂ گل　　تبسّم ریز از ذوقِ وجود است

ترجمہ:۔ا۔اے رب! آپ نے ''وجود'' میں کیالذّت رکھی ہے کہ ہر ذرّہ کے دل میں ''خود کوظاہر کرنے کا'' جوش موجود ہے۔

ترجمہ:۔۲۔پھول کی کلی جب شاخ کو چیرتی ہےتو گویا وہ وجود میں آنے کی لذّت سے تبسم کررہی ہوتی ہے۔

تشریح اے رب! آپ نے وجود میں (وجود پانے میں کیالذت رکھی ہے کہ ہر ذرے کے دل میں اپنے آپ کوظاہر کرنے کا جوش اور ولولہ موجود ہے یعنی ہر شے اپنے وجود میں آنا چاہتی ہے۔میں نے دیکھا ہے کہ پھول کی کلی جب شاخ کو چیرتی ہےتو وہ وجود میں آنے کی لذت سے مسکرارہی ہوتی ہے یعنی وہ وجود پا کر بہت خوش ہوتی ہے۔

﴿21﴾

شنیدم در عدم پروانہ می گفت　　دمے از زندگی تاب و تبم بخش

پریشاں کن سحر خاکسترم را　　ولیکن سوز و ساز یک شبم بخش

ترجمہ:۔ا۔میں نے سنا ہے کہ ایک پروانہ عدم میں (وجود میں آنے سے پہلے) کہہ رہا تھا: اے اللہ! مجھے ایک لمحہ کے لئے زندگی کی تڑپ اور جلن بخش دے۔

ترجمہ:۔۲۔صبح سویرے میری راکھ کوبکھیر دینالیکن (اس سے پہلے) مجھے ایک رات کا سوز و ساز (جلن اور مزہ) بخش دے۔

تشریح میں نے سنا ہے کہ پروانہ جوابھی وجود میں نہیں آیا تھا، اللہ تعالیٰ سے کہہ رہا تھا، اے اللہ! مجھے ایک لمحے کیلئے ہی زندگی کی تڑپ اور جلن بخش دے یعنی وجود عطا کردے جس طرح شمع کے نصیب میں ہے۔اس کے بعد چاہےصبح سویرے میری راکھ کوبکھیر دینالیکن ایک رات جلنے کی لذت عطا فرما دے۔

﴿22﴾

مسلمانان! مرا حرفے است در دل که روشن تر ز جانِ جبرئیل است

نہانش دارم از آزر نہاداں کہ ایں سرّے ز اسرارِ خلیل است

ترجمہ:۔ا۔اے مسلمانو! میرے دل میں ایک ایسا صرف (توحید) ہے کہ جو جبرائیل کی جان سے بھی زیادہ روشن ہے۔

ترجمہ:۔۲۔میں نے اسے آزر کی فطرت والوں (بت پرستوں) سے چھپا کر رکھا ہے، کیونکہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اسرار میں سے ایک سر ہے۔

تشریح اے مسلمانو، سنو! میرے دل میں ایک ایسا صرف موجود ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی روح سے بھی زیادہ روشن ہے۔ میں نے اسے بت پرستوں سے چھپا کے رکھا ہوا ہے کیونکہ وہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رازوں میں سے ایک راز ہے ۔(بے شک یہ لفظ ''اللہ'' ہے)

﴿23﴾

بہ کویش رہ سپاری اے دل، اے دل! مرا تنہا گذاری اے دل' اے دل!

دما دم آرزو ہا آفرینی مگر کارے نہ داری اے دل، اے دل!

ترجمہ:۔ا۔اے دل! اے دل! تو (محبوب تک پہنچنے کے لیے) راہ کو تلاش کرنے میں جدوجہد کر رہا ہے۔اے دل! اے دل! یوں تو نے مجھے تنہا چھوڑ دیا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔تو ہر لحہ آرزوؤں کو پیدا کر رہا ہے، مگر اے دل! اے دل! تو ان آرزوؤں میں سے کسی سے بھی کوئی سروکار نہیں رکھتا۔

تشریح اے دل، اے میرے دل تو محبوب حقیقی تک پہنچنے کیلئے راہیں تلاش کرنے میں لگا ہوا ہے اور اسی تلاش کی وجہ سے تُو نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے اے دل تو ہر پل آرزوؤں کو پیدا کرتا رہتا ہے مگر تجھے خود ان آرزوؤں سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ تری جستجو اور مقصد صرف محبوب حقیقی ہے۔

﴿24﴾

رہے در سینۂ انجم کشائی ولے از خویشتن نا آشنائی

یکے بر خود کشا چوں دانہ چشمے کہ از زیرِ زمین نخلے بر آئی

ترجمہ:۔ا۔تو ستاروں کے سینہ میں راہ پیدا کر، لیکن کیا کیا جائے کہ تو اپنے آپ سے نا آشنا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ایک مرتبہ خود پر اس طرح نظر ڈال جس طرح کہ وہ دانہ جو زمین کے نیچے سے درخت بن کر ابھرتا ہے۔

تشریح تو ستاروں کے سینے میں بھی راستہ بنا سکتا ہے لیکن افسوس کہ تو اپنے آپ سے واقف ہی نہیں تو جانتا ہی نہیں کہ تو کیا ہے اور کیا کر سکتا ہے۔ایک مرتبہ اپنے آپ پر نظر تو ڈال کہ تو بھی اپنی صلاحیتوں اور کوشش سے اپنے لئے راستے بنا سکتا ہے جس طرح دانہ زمین کے نیچے سے درخت بن کر اُبھرتا ہے۔

﴿25﴾

سحر در شاخسارِ بوستانے چہ خوش می گفت مرغِ نغمہ خوانے

بر آور ہر چہ اندر سینہ داری سرودے ' نالۂ ' آہے ' فغانے

ترجمہ:۔ا۔صبح سویرے ایک باغ کی بہت سی ٹہنیوں والے درخت پر ایک نغمہ اَلاپنے والے پرندے نے کیا ہی اچھی بات کہی۔

ترجمہ:۔۲۔(اس نے کہا) جو کچھ تیرے سینے میں ہے اسے باہر لے آ، چاہے وہ سرود ہو، نالہ ہو یا آہ و فریاد ہو۔

تشریح صبح سویرے باغ کے ایک گھنے درخت پر بیٹھے ہوئے چہچہانے والے پرندے نے کیا ہی خوب بات کہی کہ جو کچھ بھی تیرے سینے کے اندر موجود ہے اُسے باہر نکال خواہ وہ کوئی نغمہ یا راگ ہو، فریاد ہو، آہ ہو نالہ ہو۔یعنی تُو جو کچھ بھی کہنا چاہتا ہے اسے کہنے سے مت روک ، تا کہ تیری آواز اور تیرا اظہار دوسروں تک پہنچے۔

﴾26﴿

ترا یک نکتۂ سر بستہ گویم　　اگر درسِ حیات از من بگیری

بمیری ' گر بہ تن جانے نہ داری　　وگر جانے بہ تن داری ، نمیری

ترجمہ:۔ا۔ میں تجھے ایک پوشیدہ رمز بتانا چاہتا ہوں، اگر تو زندگی کا سبق مجھ سے لے یا لینا چاہے۔

ترجمہ:۔۲۔ اگر تو بدن میں جان (خود شناسی) نہیں رکھتا تو تو مر جائے گا اور اگر تو بدن میں جان رکھتا ہے تو نہیں مرے گا۔

تشریح　میں تجھے زندگی کے بارے میں ایک راز کی بات بتانے جارہا ہوں اگر تو اس زندگی سے کوئی سبق حاصل کرنا چاہے تو غور سے سن زندگی اپنے آپ کو جاننے کا نام ہے اگر تو اپنے آپ کو جان لے گا تو ہمیشہ کی زندگی سے ہمکنار ہو جائے گا اور اگر اپنے آپ کو جاننے سے قاصر رہا تو سمجھ لے کہ تو مر چکا ہے یا مر جائے گا۔

﴾27﴿

بہل افسانۂ آں پا چراغے　　حدیثِ سوزِ او آوازِ گوش است

من آں پروانہ را پروانہ دانم　　کہ جانش سخت کوش و شعلہ نوش است

ترجمہ:۔ا۔ اس پا چراغ (بے قرار پروانے) کا افسانہ چھوڑ، اس کے سوز کی کہانی میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ میں تو اس پروانے کو پروانہ سمجھتا ہوں کہ جس کی جان سخت کوش (تکالیف برداشت کرنے والی) اور شعلہ نوش (عشق کے انگاری جام پینے والی) ہو۔

تشریح　چراغ کے نیچے گرے ہوئے پروانے کی بات نہ کر اس کے جلنے کی کہانی میں سن چکا ہوں اور میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ میں تو اُس کو پروانہ سمجھتا ہوں جو اس قدر سخت جان ہو کہ شعلے پر جلے نہیں بلکہ شعلے کو خود نگل لے۔

(28)

ترا از خویشتن بیگانہ سازد من آں آبِ طربناکے ندارم
بازارم مجو دیگر متاعے چو گُل جز سینۂ چاکے ندارم

ترجمہ:۔ا۔ جو تجھے خود سے بیگانہ کر دے میں ایسا مدہوش کرنیوالا جام نہیں رکھتا۔
ترجمہ:۔۲۔ میرے بازار سے کوئی دوسرا سامان تلاش نہ کر، کیونکہ میں پھول کی طرح چاک سینہ کے سوا کچھ نہیں رکھتا (میری شاعری تفریحی نہیں بلکہ تعمیری ہے۔)

تشریح جو تجھے تجھ سے بیگانہ اور غافل کر دے میں ایسا مدہوش کرنے والا جام نہیں رکھتا لہذا اگر تو میرے بازار میں کچھ تلاش کرنے کی غرض سے آیا ہے تو تجھے نہیں ملے گا کیونکہ میرے پاس پھول کی طرح چاک سینہ ہے یعنی میری شاعری میں اگر تو تفریحی اور دل بہلانے والی باتیں تلاش کرتا ہے تو بے کار اپنا وقت برباد کر رہا ہے۔ میری شاعری تعمیری ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میری قوم اپنی مضبوط بنیاد پر اپنی عمارت تعمیر کرے اور اپنی اقدار اور دین کو اپنے لئے سرمایہ افتخار تسلیم کرے۔

(29)

زیاں بینی ز سیرِ بوستانم گر جانت شہیدِ جستجو نیست
نمایم آنچہ ہست اندر رگِ گُل بہارِ من طلسمِ رنگ و بو نیست

ترجمہ:۔ا۔ اگر تیری جان مقتولِ جستجو نہیں ہے تو میرے نزدیک باغ کی سیر سراسر نقصان ہے۔
ترجمہ:۔۲۔ میں وہ کچھ دکھاتا ہوں جو کہ پھول کی رگوں میں چھپا ہوا ہے۔ (جان لو کہ) میری بہار رنگ و بو کا جادو نہیں ہے۔

تشریح اگر تو تلاش میں اپنے آپ کو غرق نہ کرلے تو میرے نزدیک باغ کی سیر کرنا بالکل بے کار ہے اور نقصان دہ ہے اور وقت کا برباد کرنا ہے۔ کیونکہ میری بہار رنگ اور خوشبو کا جادو نہیں ہے میں جو کچھ دکھاتا ہوں وہ پھول کی رگوں میں چھپا ہوا ہے یعنی میری شاعری میں جو

سطحی چیزیں تلاش کی جا رہی ہیں اور جس زاویے سے دیکھا جا رہا ہے وہ بالکل غلط ہے میری شاعری میں تو اندر کے رموز ہیں جن کا جاننا ضروری ہے اور جسے کوئی صاحبِ نظر ہی جان سکتا ہے۔

﴿30﴾

برون از ورطۂ بود و عدم شو   فزوں تر زیں جہانِ کیف و کم شو
خودی تعمیر کن در پیکرِ خویش   چو ابراہیمؑ ، معمارِ حرم شو

ترجمہ:۔۱۔ بود و عدم (ہستی اور نیستی) کے بند راستے سے باہر نکل۔ جہانِ کیف و کم (کیسا اور کتنا) سے بے نیاز ہو جا۔

ترجمہ:۔۲۔خودی کو اپنے پیکر میں تعمیر کر۔ حضرت ابراہیمؑ کی طرح حرم (کعبۃ اللہ) کا معمار بن جا۔

تشریح تجھے چاہیے کہ ہونے اور نہ ہونے کے بند راستے سے باہر نکل آئے کیونکہ یہ راستہ کسی طرف نہیں جاتا اگر تو غور کرے تو بلکہ لوٹ کر تیری ہی طرف آ جاتا ہے اور جہاں میں کتنا اور کیا الجھنوں سے اپنے آپ کو دور رکھ اپنی خودی کو اپنے وجود میں تعمیر کر، تاکہ تُو اپنے آپ کو پہچان لے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح کعبۃ اللہ کو تعمیر کرنے والا بن جا

﴿31﴾

ز مرغانِ چمن نا آشنایم   بشاخِ آشیاں تنہا سرایم
اگر نازک دلی ، از من کراں گیر   کہ خونم می تراود از نوایم

ترجمہ:۔۱۔ میں چمن کے پرندوں سے ناواقف ہوں۔ میں اپنے آشیانے کی شاخ پر تنہا نغمہ سرائی کر رہا ہوں۔

ترجمہ:۔۲۔اگر تو نازک دل والا ہے تو مجھ سے دور رہ، کیونکہ میری نوا (شاعری) سے میرا خون ٹپک رہا ہے۔

تشریح میں چمن کے دوسرے پرندوں کو نہیں جانتا میں تو اپنے آشیانے والی شاخ پر تنہا بیٹھا ہوا

گیت گانے میں مصروف ہوں ہاں البتہ اگر تیرا دل نازک ہے تو میری شاعری سے میرا لہو ٹپکنا نہیں دیکھ سکتا تو مجھ سے دُور رہ کیونکہ یہ نازک دل والوں کی دل جوئی کیلئے نہیں۔

﴿32﴾

جہاں یا رب چہ خوش ہنگامہ دارد   ہمہ را مستِ یک پیمانہ کردی

نگہ را با نگہ آمیز دادی   دل از دل' جاں ز جاں بیگانہ کردی

ترجمہ:۔ا۔اے رب! یہ جہان کتنا اچھا مجمع (اژدحام) ہے۔آپ نے ہر ایک کو ایک ہی پیالہ کے جام سے مست کر رکھا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔آپ نے ایک کی نگاہ کو دوسرے کی نگاہ سے تو ملایا ہے، لیکن ایک کے دل کو دوسرے کے دل سے اور ایک کی جان کو دوسرے کی جان سے بیگانہ رکھا ہے۔

تشریح   اے رب تیرے اس جہان میں کس قدر بھیڑ ہے اور تُو نے اپنے ہر بندے کو ایک ہی پیالے کے جام سے مست رکھا ہوا ہے یعنی ہر کوئی اپنی زندگی میں مست ہے۔اے اللہ! تیری حکمت ہے کہ تو نے ایک کی نگاہ کو دوسرے کی نگاہ سے ملایا ہے لیکن کسی کے دل سے اور کسی کی جان کو کسی کی جان سے نہیں ملایا۔

﴿33﴾

سکندر با خضر خوش نکتۂ گفت   شریکِ سوز و سازِ بحروبر شو

تو ایں جنگ از کنارِ عرصہ بینی   بمیر اندر نبرد و زندہ تر شو

ترجمہ:۔ا۔سکندر نے حضرت خضر علیہ السلام سے بہت پیارا نکتہ بیان کیا۔(سکندر نے کہا:) خشکی اور تری کے سوز وساز میں آپ بھی میرے ساتھ شریک ہو جائیں۔

ترجمہ:۔۲۔آپ جنگ کو کنارے پر کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہیں، جنگ میں مر جایئے اور پھر پہلے سے بھی زیادہ زندہ ہو جایئے۔

تشریح   سکندر نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا، کیا ہی اچھا ہو اگر خشکی اور تری کے سوز وساز میں آپ بھی میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔آپ ایک کنارے پر کھڑے ہو کر جنگ

کو دیکھ رہے ہیں آیئے جنگ میں مر جایئے اور پھر پہلے سے بھی زیادہ زندہ ہو جایئے یعنی زندگی کی کشمکش میں ڈوب کر زندگی کے راز کو پا جایئے۔

﴿34﴾

سریرِ کیقباد ' اکلیلِ جم خاک کلیسا وَ بتستان و حرم خاک

و لیکن من ندانم گوہرم چیست نگاہم برتر از گردوں ' تنم خاک

ترجمہ:۔ا۔بادشاہ کیقباد کا تخت اور جمشید بادشاہ کا تاج دونوں مٹی کے ہیں۔کلیسا، بت خانہ اور حرم بھی مٹی کے ہیں۔

ترجمہ:۔۲۔لیکن میں نہیں جانتا کہ میں کیا گوہر ہوں۔میری نگاہ آسمان سے بھی بلند ہے، حالانکہ میرا جسم مٹی کا ہے۔

تشریح عجم کے بادشاہ کیقباد، جو بڑا عیاش تھا اور اُس نے ایک سو سال بادشاہت کا تخت اور جمشید بادشاہ کا تاج دونوں ہی مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔کلیسا، عیسائیوں کی عبادت گاہ اور بت پرستوں کا بت خانہ اور حرم بھی مٹی کے ہیں لیکن میں جانتا کہ مجھ میں ایسی کون سی خوبی ہے اور میں کیا گوہر ہوں کہ میری نگاہ آسمان سے بھی بلند ہے یعنی میں آسمان سے اُس پار بھی دیکھنے کی قدرت رکھتا ہوں حالانکہ میرا جسم بھی مٹی ہی کا بنا ہوا ہے۔

﴿35﴾

اگر در مشتِ خاکِ تو نہادند دل صد پارۂ خونابہ بارے

ز ابرِ نَو بہاراں گریہ آموز کہ از اشکِ تو روید لالہ زارے

ترجمہ:۔ا۔اگر اللہ نے تیری مٹھی بھر خاک میں سو ٹکڑے ہونے والا اور خون کے آنسو برسانے والا دل رکھ دیا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔تو پھر نئی بہار کے بادل سے گریہ سیکھ، تاکہ تیرے آنسوؤں سے لالہ زار اُگیں۔

تشریح اگر اللہ نے تیری مٹھی بھر خاک میں یعنی تیرے وجود میں ایسا دل رکھ دیا ہے جو خون کے آنسو برسانے والا اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا ہے یعنی جذبات سے بھرا ہوا ہے اور

باہمت ہے تو تجھے چاہیے کہ تو نئی بہار کے موسم میں اُمڈ نے والے بادل سے رونا (برسنا) سیکھ تاکہ تیرے آنسوؤں سے لالہ زار اُگیں یعنی اپنے فن اور شاعری سے ایسے کام لے جس سے انسانیت کی بھلائی مقصود ہو۔

﴿36﴾

دمادم نقشہائے تازہ ریزد بیک صورت قرارِ زندگی نیست
اگر امروزِ تو تصویرِ دوش است ۃ بخاکِ نو شرارِ زندگی نیست

ترجمہ:۔ا۔زندگی ہردم نئے نقش تیار کرتی رہتی ہے۔زندگی ایک صورت میں قرار نہیں پاتی۔

ترجمہ:۔۲۔اگر تیرا حال تیرے ماضی کی تصویر ہے تو جان لے کہ تیری زندگی کی مٹی میں گرمی نہیں ہے۔

تشریح زندگی لحہ بہ لحہ نئے نئے نقش تیار کرتی ہے کیونکہ زندگی کو ایک ہی طرح کی صورتِ حال سے سکون نہیں ملتا اگر تیرا موجود وقت تیرے گزرے ہوئے کل کی طرح اُس میں نئے انداز اور نئے ولولے موجود نہیں تو سمجھ لے کہ تیری زندگی کی مٹی میں حرارت موجود نہیں جس سے زندگی ہر آن نئے انداز اپناتی ہے۔

﴿37﴾

چو ذوقِ نغمہ ام در جلوت آرد قیامت اَفگنم در محفلِ خویش
چو می خواہم دمے خَلوت بگیرم جہاں را گم کنم اندر دلِ خویش

ترجمہ:۔ا۔نغمے کا ذوق جب مجھے محفل میں آنے پر مجبور کرتا ہے تو میں اپنی محفل میں قیامت برپا کردیتا ہوں۔

ترجمہ:۔۲۔جب میں ایک لحظہ کے لیے خلوت (تنہائی) چاہتا ہوں تو میں تمام جہاں کو اپنے دل میں گم کردیتا ہوں۔

تشریح جس وقت نغمے کا ذوق مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں کسی محفل میں جا کر نغمہ چھیڑوں اپنے شعر سناؤں تو بجائے اس کے کہ میں دوسروں کی محفل کو گرماؤں میں اپنی محفل میں قیامت برپا

کر دیتا ہوں۔
اور جب پل بھر کیلئے اپنے لئے تنہائی چاہتا ہوں تو میں تمام جہان کو اپنے دل کے اندر گم کر دیتا ہوں یعنی میرا دل اس قدر بڑے ظرف والا ہے کہ کئی جہان اُس میں سما سکتے ہیں۔

﴿38﴾

چہ می پرسی میانِ سینہ دل چیست؟ خرد چوں سوز پیدا کرد دل شد
دل از ذوقِ تپش دل بود لیکن چو یک دم از تپش افتاد گِل شد

ترجمہ:۔ا۔تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے کہ سینے کے درمیان دل کا کیا مقام ہے؟ عقل و حکمت نے جب سوز پیدا کیا تو دل بن گیا۔

ترجمہ:۔۲۔دل تو تپش کے ذوق کے سبب سے دل ہے، لیکن جب وہ ایک لحظہ کے لیے سوز سے محروم ہوا تو مٹی بن گیا۔

تشریح میں تجھے کیا بتاؤں کہ سینے کے درمیان دل کا کیا مقام و مرتبہ ہے اور اس کی اہمیت کیا ہے عقل اور حکمت نے جب سوز (جلن اور تڑپ) پیدا کیا تو وہ دل بن گیا یعنی دل سوز ہی کا دوسرا نام ہے دل تو اسی تپش کے ذوق کی وجہ سے دل ہے اگر کبھی ایک پل کیلئے بھی سوز سے محروم ہو جائے تو دل دل نہیں رہتا، مٹی بن جاتا ہے۔

﴿39﴾

خرد گفت: او بچشم اندر نگنجد نگاہِ شوق در امید و بیم است
نمیگردد کہن افسانۂ طور کہ در ہر دل تمنائے کلیم است

ترجمہ:۔ا۔عقل نے کہا: وہ آنکھ میں نہیں سما سکتا۔ یوں شوق کی نگاہ امید اور ناامیدی میں پریشان رہی۔

ترجمہ:۔۲۔کوہِ طور کا افسانہ پرانا نہیں ہوتا، کیونکہ ہر دل میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ جیسی تمنا موجود ہے۔

تشریح عقل نے کہا وہ یعنی اللہ کی تجلی کو دیکھنے کی تاب آنکھ میں نہیں اس وجہ سے وہ نگاہ جو اُسے

دیکھنے کا شوق رکھتی ہے اُمید اور نا اُمیدی میں مبتلا ہوگئی اور پریشان رہی کوہِ طور کا افسانہ کبھی پرانا نہیں ہوتا اُس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کے دل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی تمنا موجود ہے کہ وہ اپنے رب سے باتیں کرے۔

﴿40﴾

کنِشت و مسجد و بتخانہ و دیر جز ایں مشتِ گِلے پیدا نکردی

زحکیمِ غیر نتواں جز بہ دل رَست تو اے غافل دلے پیدا نکردی

ترجمہ:۔ا۔ کنشت (ستارہ پرستوں کی عبادت گاہ) مسجد، بت خانہ اور معبد بنائے۔ تو نے مٹی کی اس مٹھی کے سوا کچھ پیدا نہ کیا۔

ترجمہ:۔۲۔ غیر اللہ کے حکم سے دل کو ایک لمحہ کے لیے بھی چھٹکارا نہیں، اے غافل! تو نے دل پیدا نہیں کیا۔

تشریح ستاروں کو پوجنے والوں کی عبادت گاہ، مسلمانوں کی مساجد، بتوں کو پوجنے والوں کے بُت خانے اور دیگر عبادت کی جگہیں بنائی گئیں۔ تو نے مٹی سے عبادت گاہیں بنانے کے علاوہ کچھ پیدا نہ کیا یہاں تک کہ تجھ سے ایک ایسا دل پیدا نہ ہوسکا مراد یہ کہ تو اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے عشق میں اور اُس کی رضا کے مطابق ڈھالنے میں ناکام رہا اور غیر اللہ کے حکم کا غلام بنا رہا۔ اور اپنے اصل سے غافل رہا۔

﴿41﴾

نہ پیوستم دریں بستانسرا دل ز بندِ ایں و آں آزادہ رفتم

چو بادِ صبح گردیدم دمے چند گلاں را آب و رنگے دادہ رفتم

ترجمہ:۔ا۔ میں نے اس دلکش باغ (دنیا) سے دل نہیں لگایا۔ میں ایں و آں (دنیا) کی زنجیروں سے آزاد چلا گیا۔

ترجمہ:۔۲۔ میں چند لمحے بادِ صبا کی طرح گھوما۔ میں پھولوں کو روپ و رنگ دیتا ہوا چلا گیا۔

تشریح میں نے اس دنیا کی خوبصورتی سے دل نہیں لگایا اور میں نے اس دنیا کی زنجیروں سے

آزادرہ کر اپنا سفر جاری رکھا۔ میں چند لمحوں کیلئے صبح کی ہوا کی طرح باغ میں گھوما پھرا، پھر پھولوں کو رنگ اور روپ دے کر چلا گیا۔ یعنی زندگی ناپائیدار ہے چند لمحوں کی زندگی کو بھی دوسروں کی فلاح و بہبود کیلئے صرف کرنا چاہیے یہی اصل زندگی ہے۔

﴿42﴾

بخود باز آورد رند کہن را مئے برنا کہ من در جام کردم

من ایں مے چوں مغان دور پیشیں ز چشمِ مستِ ساقی وام کردم

دترجمہ:۔ا۔ پرانے شرابی کو پھر سے اپنی معرفت دی، اس نئی مۓ نے جو میں نے جام میں بھر رکھی ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ میں نے یہ شراب پرانے زمانے کے شراب کشید کی طرح ساقی کی مست آنکھ سے عاریتاً لی ہے۔

تشریح جونئی شراب میں نے جام میں بھر رکھی ہے یہ پرانے شرابی کو پھر سے ہوش میں لے آئی ہے پرانے زمانے کے پیر مناں کی طرح میں نے بھی یہ شراب ساقی یعنی حضورﷺ سے قرض لی ہے۔اوراس سے فیض عام جاری کیا ہوا ہے۔

﴿43﴾

سفالم را مئے او جامِ جم کرد درونِ قطرہ ام پوشیدہ یم کرد

خرد اندر سرم بت خانۂ ریخت خلیلِ عشق دیرم را حرم کرد

ترجمہ:۔ا۔اس کی مۓ نے میرے مٹی کے پیالے کو جمشید بادشاہ کا پیالہ بنا دیا۔ اس نے میرے ایک قطرہ میں سمندر کو پوشیدہ کر دیا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔عقل نے تو میرے سر میں بت خانہ بنا دیا تھا، لیکن عشق کے خلیل نے میرے مندر کو کعبہ بنا دیا۔

تشریح حضورﷺ کی شراب نے میرے مٹی کے پیالے کو جمشید بادشاہ کا پیالہ (جام جم) بنا دیا ہے جس میں دیکھ کر وہ دنیا کے حالات معلوم کر لیا کرتا تھا۔ مراد یہ کہ میرا مٹی کا پیالہ انتہائی

قدر و قیمت والا بن گیا ہے۔ آپ ﷺ کے فیض سے ہی میرے ایک قطرے میں سمندر چھپے ہوئے ہیں۔

عقل نے مجھے دلیلوں میں الجھا کر میرے سر میں بُت خانہ بنا دیا تھا لیکن عشق کے خلیل (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے کہ اُنہوں نے تمام بتوں کو توڑ کر ایک اللہ کا ایک گھر کعبہ تعمیر کیا) نے میرے مندر کے تمام بتوں کو توڑ کر اسے کعبہ (اللہ کا گھر) بنا دیا۔

﴿44﴾

خرد زنجیریٔ امروز و دوش است　　پرستارِ بتانِ چشم و گوش است

صنم در آستیں پوشیدہ دارد　　برہمن زادۂ زنار پوش است

ترجمہ:۔ا۔عقل ماضی اور حال کی زنجیر (کی قیدی) ہے۔عقل آنکھ اور کان کے بتوں کی پرستار ہے۔

ترجمہ:۔۲۔عقل نے اپنی آستین میں بت چھپا رکھے ہیں اور اس نے برہمن زادہ کی طرح زنار (جنیو/ ہندو کی شناخت کا بغل بند) باندھ رکھی ہے۔

تشریح　عقل گزرے ہوئے کل اور موجودہ حالات کے تناظر کا جائزہ لے کر بات کرتی ہے یعنی یہ حال اور ماضی کی زنجیر میں جکڑی ہوئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ دیکھنے یعنی آنکھ اور سننے یعنی کان پر یقین رکھتی ہے اور جو کچھ دیکھا سنا جائے اُسی پر اپنے فیصلے صادر کرتی ہے اس لئے یہ کہنا مناسب ہے کہ عقل نے اپنی آستین میں بُت چھپا رکھے ہیں اور یہ برہمن کے بیٹے کی طرح زنار جو ہندوازم کی شناخت ہے باندھ رکھی ہے۔

﴿45﴾

خرد اندر سر ہر کس نہادند　　تنم چوں دیگراں از خاک و خون است

ولے ایں راز کس جز من نداند　　ضمیرِ خاک و خونم بے چگون است

ترجمہ:۔ا۔عقل تو ہر کسی کے سر میں رکھی گئی ہے۔میرا جسم بھی دوسروں کی طرح مٹی اور خون کا بنا ہوا ہے۔

ترجمہ: ۔۲۔لیکن اس راز سے میرے علاوہ کوئی بھی واقف نہیں کہ میری خاک اور خون کا ضمیر لاثانی ہے۔

تشریح عقل ہر کسی کے سر میں رکھی گئی ہے دنیا کا کوئی بھی شخص اس سے محروم نہیں۔میرا جسم بھی دوسرے لوگوں کی طرح مٹی اور خون کا مرکب ہے لیکن ایک راز ہے جس سے میرے علاوہ کوئی دوسرا واقف نہیں اور وہ یہ کہ میری خاک اور خون کا ضمیر (باطن، اصل) کا کوئی ثانی نہیں۔

﴿46﴾

گدائے جلوہَ رفتی برسرِ طور کہ جانِ تو ز خود نا محرمے ہست

قدم در جستجوئے آدمے زن خدا ہم در تلاشِ آدمے ہست

ترجمہ: ۔ا۔تو اللہ کے جلوے کا طالب بن کر کوہ طور پر گیا، کیونکہ تیری اپنی جان تیری محرم نہیں ہے۔

ترجمہ: ۔۲۔ (طور کو چھوڑ) کسی آدمی (مردِ کامل) کی جستجو میں قدم بڑھا کیونکہ اللہ (کی رحمت) آدمی کی تلاش میں رہتی ہے۔

تشریح اللہ تعالیٰ کے جلوے کی آرزو کو پورا کرنے کیلئے تو کوہِ طور پر گیا (جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر جگہ موجود ہے) تو نے یہ کام اس لئے کیا کہ تو اپنے آپ سے واقف نہیں کہ قدرت نے تجھ کو کیا کیا صلاحیتیں نواز رکھی ہے۔
طور کا خیال چھوڑ اور کسی مردِ کامل (اللہ والے) کی تلاش میں نکل کیونکہ خود اللہ تعالیٰ کی رحمت آدمی کی تلاش میں رہتی ہے۔تو اپنے آپ کو اس اہل بنا وہ خود ہی تجھے تلاش کر لے گا۔

47

بگو جبریلؑ را از من پیامے مرا آں پیکرِ نوری ندادند

ولے تاب و تبِ ما خاکیاں بیں بنوری ذوقِ مہجوری ندادند

ترجمہ:۔ا۔ جبرائیل کو میرا یہ پیام دو کہ مجھے نوری پیکر نہیں دیا گیا۔

ترجمہ:۔۲۔ ہم خاکیوں کی تابش اور بے قراری کو دیکھ کہ نوریوں کو ہجر و فراق کا ذوق عطا نہیں کیا گیا۔

تشریح حضرت جبرائیل علیہ السلام کو میرا یہ پیغام دو کہ مجھے آپ کی طرح نوری پیکر عطا نہیں کیا گیا اللہ تعالیٰ نے ہم مٹی سے بنے ہوئے۔ مخلوق کی تپش اور بے قراری کو دیکھ کر ہمیں ہجرا ورفراق کا ذوق عطا فرمایا اور آپ یعنی نوری مخلوق کو ان نعمتوں سے محروم رکھا۔ کہ اُن میں تپش اور بے قراری کی علامتیں نہیں تھیں۔

﴿48﴾

ہمائے علم تا افتد بدامت　　یقیں کم کن ، گرفتارِ شکے باش

عمل خواہی؟ یقیں را پختہ تر کن　　یکے جوئے و یکے بین و یکے باش

ترجمہ:۔ا۔ تا کہ علم کا ہما (نایاب پرندہ) تیرے ہاتھ لگے، تو یقین کم کیا کر اور شک میں گرفتار رہ۔

ترجمہ:۔۲۔ اگر تو یہ عمل چاہتا ہے؟ تو پھر اپنے یقین کو پختہ سے پختہ تر کر۔ ایک (توحید) کو تلاش کر، ایک کو دیکھ اور ایک ہی کا بن جا۔

تشریح تو یقین کم کیا کر اور شک میں مبتلا رہا کر یعنی اس بات کو شک کی نظر سے دیکھ تا کہ اس طرح تو علم کے اُس نایاب پرندے کو حاصل کر لے جو تجھے علم کا شاہ بنا دے۔

اور اگر تو عمل کا خواہش مند ہے تو پھر اپنے یقین کو پختہ سے پختہ کر اور ایک کو تلاش کر یعنی اللہ کے ایک ہونے پر مکمل اور پختہ یقین رکھ اُسی سے مدد مانگ اُسی پر بھروسا کر اور اُسی کا بن کے رہ۔

﴿49﴾

خرد بر چہرۂ تو پردہ ہا بافت　　نگاہے تشنۂ دیدار دارم

در افتد ہر زماں اندیشہ با شوق　　چہ آشوب افگنی در جانِ زارم!

ترجمہ:۔۱۔عقل نے تیرے چہرے پر پردہ ڈال دیا ہے۔یوں میری نظر میں تیرے دیدار کی تشنگی باقی ہے۔

ترجمہ:۔۲۔اتفاقاً میرا اندیشہ (فکر) ہر لحہ میرے شوق (عشق) سے متصادم رہتا ہے۔تو نے میری کمزور جان میں یہ کیسا شور برپا کر رکھا ہے؟

تشریح عقل جو دلیلوں میں الجھی رہتی ہے اور ثبوت اکٹھے کرنے میں کھوئی رہتی ہے اس نے تیرے چہرے پر پردہ ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے میری نظر جو تیرے دیدار کی پیاسی تھی، پیاسی ہی رہی۔

اتفاق سے میری فکر اور سوچ بچار میرے شوق سے ٹکراتا رہتا ہے۔میری کمزوری جان میں تو نے یہ کیا شور بپا کر رکھا ہے۔

﴿50﴾

دلت می لرزد از اندیشۂ مرگ ز بیمش زرد مانندِ زریری

بخود باز آ، خودی را پختہ تر گیر اگر گیری ' پس از مردن نمیری

ترجمہ:۔۱۔تیرے دل پر موت کے خوف کے سبب لرزہ طاری ہے۔تو موت کے خوف سے ہلدی کی طرح زرد ہو رہا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔بے خودی سے باز آ اور خودی کو پختہ سے پختہ تر کرتا رہ۔اگر تو اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا تو مر کر بھی نہیں مرے گا۔

تشریح تیرے دل پر موت کے خوف سے کپکپی طاری ہے اور اسی ڈر سے تیرا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو رہا ہے میں تجھے ایک نسخہ بتاتا ہوں جس سے تیرا خوف ختم ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ بے خودی سے باز آ جا، یعنی غفلت کو ترک کر اور اپنی خودی کو مضبوط سے مضبوط تر بناتا رہ، بس اگر تو خودی کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو مر کر بھی نہیں مرے گا۔

﴿51﴾

ز پیوندِ تن و جانم چہ پرسی بدامِ چند و چوں در می نیایم

دمِ آشفتہ ام در پیچ و تابم چو از آغوشِ نَے خیزم نوایم

ترجمہ:۔ا۔تو میرے جسم اور جان (روح) کے پیوند کے متعلق مجھ سے کیا پوچھتا ہے؟ میں چندو چوں (کتنا ہے اور کیوں ہے؟) کے جال میں اس بات کونہیں پھنساتا۔

ترجمہ:۔۲۔میں پریشانی اور بے قراری کی حالت میں نکلنے والی وہ سانس ہوں، کہ اگر میں بانسری کی آغوش سے جنم لوں تو نغمہ بن جاؤں۔

تشریح میرے جسم اور جان میں جو تعلق اور رشتہ ہے اس کے بارے میں کیا پوچھتا ہے کیونکہ میں اس رشتے کو کتنا ہے اور کیوں ہے کے جال میں نہیں پھنساتا اور نہ ہی اس کی وضاحت کرسکتا ہوں بس اتنا سمجھ لے کہ میں بے قراری اور پریشانی کے عالم میں نکلنے والی وہ سانس ہوں کہ اگر بانسری سے نکلوں تو نغمہ ہوں ورنہ سانس ہوں جو ایک رشتے کی صورت برقرار ہے۔

﴿52﴾

مرا فرمود پیرِ نکتہ دانے ہر امروزِ تو از فردا پیام است

دل از خوبانِ بے پروا نگہدار حریمش جز با و دادن حرام است

ترجمہ:۔ا۔ایک نکتہ داں بزرگ نے مجھ سے فرمایا: تیرا حال تیرے مستقبل کا پیام ہے۔

ترجمہ:۔۲۔اپنے دل کی نگاہ کو بے پرواحسینوں سے محفوظ رکھ۔تیرا دل اس کا کعبہ ہے، اسے اس (اللہ) کی بجائے کسی اور کو دینا حرام ہے۔

تشریح ایک باریک بین اور گہری نظر رکھنے والے بزرگ نے مجھ سے فرمایا:
تیرا آج تیرے گزرے ہوئے کل کا پیغام ہے۔لہذا اپنے دل کی نظر کو بے پرواہ محبوباؤں سے بچا کے رکھ۔کہ تیرا دل اللہ کا گھر ہے اور اس کو اللہ کے حوالے کرنے کی بجائے کسی اور کے حوالے کرنا حرام ہے۔

﴿53﴾

ز رازیؔ معنیٔ قرآں چہ پرسی ضمیرِ ما بآیاتش دلیل است

خرد آتش فروزد ، دل بسوزد ہمیں تفسیرِ نمرود و خلیل است

ترجمہ:۔ا۔تو امام رازی سے قرآن مجید کے معانی کیا پوچھتا ہے؟ ہمارا اپنا ضمیر قرآنی آیات پر دلیل ہے۔

ترجمہ:۔۲۔عقل آگ بھڑکاتی ہے اور دل جلتا ہے۔ یہی نمرود اور ابراہیم خلیل (کے واقعہ) کی تفسیر ہے۔

تشریح اے شخص تو امام رازیؒ سے قرآن مجید کے معانی کیا پوچھتا ہے ہمارا باطن اور اصل ہی اس کے سچا ہونے کی گواہی دے رہا ہے۔

عقل نے آگ بھرکائی اور دل اس میں کود گیا یہی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے واقعہ کی تفسیر ہے۔

﴿54﴾

من از بود و نبودِ خود خموشم اگر گویم کہ ہستم خود پرستم

و لیکن ایں نوائے سادۂ کیست کسے در سینہ می گوید کہ ہستم

ترجمہ:۔ا۔ میں اپنے بود و نبود (ہستی و نیستی) کے بارے میں خاموشی اختیار کیے ہوئے ہوں، کیونکہ اگر میں کہتا ہوں کہ ''میں ہوں'' تو یوں میں خود پرست بنتا ہوں۔

ترجمہ:۔۲۔اور لیکن یہ کمزور سا نغمہ کس کا ہے؟ کہ کوئی میرے سینہ میں کہہ رہا ہے کہ میں ہوں۔

تشریح میں اپنے ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں اس لئے چپ رہتا ہوں کیونکہ اگر میں کہوں کہ میں ہوں تو اس طرح میں خود پرست بنتا ہوں لیکن میرے اندر سے کوئی آہستہ آواز میں کہہ رہا ہے کہ میں ہوں!

﴿55﴾

ز من با شاعرِ رنگیں بیاں گوے چہ سُود از سوز اگر چوں لالہ سوزی

نہ خود را می گدازی ز آتشِ خویش نہ شامِ دردمندے برفروزی

ترجمہ:۔۱۔رنگین بیان شاعر کو میری طرف سے یہ کہہ کہ تیرے گلِ لالہ کی طرح جلنے سے کیا فائدہ؟

ترجمہ:۔۲۔تو اپنی آگ سے نہ تو خود کو پگھلاتا ہے اور نہ ہی کسی دردمند کی شام کو روشن کرتا ہے۔

تشریح رنگین بیان شاعر کو میری طرف سے یہ کہہ اگر تو لالے کے پھول کی طرح جلا بھی تو کیا جلا، تیرا جلنا کسی کام نہیں آتا کیونکہ تیری اس آگ سے نہ تو تُو خود کو پگھلا پایا ہے اور نہ ہی کسی پریشان اور دردمند کی شام کو روشن کر سکا ہے۔(گلِ لالہ کا رنگ آتشیں ہوتا ہے جسے آگ کے شعلے سے تشبیہ دی جاتی ہے)

﴿56﴾

ز خوب و زشتِ تو نا آشنایم عیارش کردۂ سود و زیاں را

دریں محفل زمن تنہا ترے نیست بچشمِ دیگرے بینم جہاں را

ترجمہ:۔۱۔میں تیری اچھائی اور برائی کے معیار سے نا آشنا ہوں۔تو نے اپنے نفع اور نقصان کو اس کا معیار بنا رکھا ہے۔؟

ترجمہ:۔۲۔اس محفل میں مجھ سے زیادہ تنہا کوئی نہیں ہے۔میں جہان کو دوسروں سے الگ کسی اور آنکھ سے دیکھتا ہوں۔

تشریح اچھائی اور برائی کے بارے میں تُو نے جو معیار قائم کر رکھا ہے میں اُس سے واقف نہیں ہوں کیونکہ تو نے اپنے نفع کو اچھائی اور نقصان کو بُرائی کے کھاتے میں ڈال رکھا ہے۔اور یوں الگ سے اپنا معیار بنا رکھا ہے۔

اس محفل (دنیا) میں مجھ سے زیادہ تنہا کوئی نہیں کیونکہ میرے پاس جہاں کو دیکھنے کیلئے ایک الگ آنکھ ہے جو دوسروں کے پاس نہیں۔

﴿57﴾

تو اے شیخِ حرم شاید ندانی جہانِ عشق را ہم محشرے ہست

گناہ و نامہ و میزاں ندارد نہ او را مسلمے نے کافرے ہست

ترجمہ:۔ ۱۔ اے شیخِ حرم! تو شاید یہ نہیں جانتا کہ عشق کے جہاں کا بھی ایک محشر ہے۔

ترجمہ:۔ ۲۔ اس کا گناہ، نامہ اعمال اور میزان نہیں ہے۔ نہ اس (عشق) کا (منکر) کوئی مسلمان ہے اور نہ کافر۔

تشریح اے شیخِ حرم! شاید بات تیرے علم میں نہیں کہ عشق کا بھی ایک جہان ہے اور اس جہان کا ایک محشر بھی ہے۔ لیکن یہ محشر ہمارے جہان سے مختلف ہے۔ کیوں کہ اس میں نہ تو گناہ ہے، نہ ہی نامہ اعمال اور نہ ہی میزان ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عشا کا کوئی منکر ہی نہیں خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

﴿58﴾

چو تاب از خود بگیرد قطرۂ آب میانِ صد گہر یک دانہ گردد

بہ بزمِ ہمنوایاں آنچناں زی کہ گلشن بر تو خلوت خانہ گردد

ترجمہ:۔ ۱۔ جب اپنی تپش سے پانی کا قطرہ خود روشنی لیتا ہے تو وہ سینکڑوں موتیوں میں سے ایک منفرد اور یکتا موتی بن جاتا ہے۔

ترجمہ:۔ ۲۔ اپنے ہم نواؤں کی بزم میں یوں رہ کہ گلشن (جلوت) بھی تیرے لئے خلوت خانہ بن جائے۔

تشریح جب اپنی تپش سے پانی کا قطرہ روشن ہوتا ہے تو سینکڑوں موتیوں میں اپنی الگ شناخت پیدا کرتا ہے اور اسی انفرادیت کی وجہ سے بے مثال موتی بن جاتا ہے۔ تُو بھی اپنے ساتھیوں کی محفل میں اپنے آپ کو اس طرح منفرد رکھ کہ یوں لگے کہ تو محفل میں رہ کر بھی تنہا ہے۔ یعنی تو اپنی خوبیوں کی بدولت سب سے الگ اور منفرد دکھائی دے۔

﴿59﴾

من اے دانشوراں در پیچ و تابم　　خرد را فہم ایں معنی محال است

چساں در مشتِ خاکے تن زند دل　　کہ دل دشتِ غزالانِ خیال است!

ترجمہ:۔۱۔اے دانشورو! میں پیچ و تاب میں ہوں، کیونکہ عقل کے لئے اس معنی کا فہم محال ہے۔

ترجمہ:۔۲۔مٹھی بھر مٹی میں دل کیسے سما گیا؟ کیونکہ دل تو خیال کے ہرنوں کا دشت (بیابان) ہے۔

تشریح　کہ ایک مُٹھی بھر مٹی میں دل کس طرح سما گیا جبکہ دل تو خیال کے ہرنوں کا جنگل ہے یعنی دل کا بیاباں کی طرح وسیع ہونے کے باوجود ایک مٹھی بھر مٹی میں سمانا یہ بات عقل کی سمجھ سے باہر ہے۔

﴿60﴾

میارا بزم بر ساحل کہ آنجا　　نوائے زندگانی نرم خیز است

بدریا غلط و با موجش در آویز　　حیاتِ جاوداں اندر ستیز است

ترجمہ:۔۱۔ساحل پر بزم نہ بچھا! کیونکہ یہاں زندگی کا نغمہ نرم خیز (آسان) ہے۔

ترجمہ:۔۲۔دریا میں غوطہ خوری کر اور موجوں سے جھگڑ، کیونکہ حیاتِ جاوداں (ہمیشہ کی زندگی) تصادم (جنگ) میں ہے۔

تشریح　ساحل پر محفل نہ سجا اس لئے یہاں زندگی کا نغمہ آسان ہے اور آسانی زندگی کو حرارت نہیں بخشتی دریا میں کود جا اور موجوں سے لڑ کیونکہ ہمیشہ کی زندگی کشمکش ہے۔

﴿61﴾

سراپا معنیٔ سربستہ ام من　　نگاہِ حرف بافاں برنتابم

نہ مختارم تواں گفتن، نہ مجبور　　کہ خاکِ زندہ ام، در انقلابم

ترجمہ: ۔ا۔ میں سرتا پا ایک پوشیدہ معنی ہوں۔ میں حرف بُننے والوں کی نگاہوں کی تاب نہیں لاسکتا۔

ترجمہ: ۔۲۔ نہ تو مجھے مختار کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی مجبور، کیونکہ میں انقلاب کے سلسلے میں ایک زندہ خاک ہوں۔

تشریح میں سر سے لیکر پاؤں تک ایک چھپا ہوا معنی ہوں اور جو حرف بنا تا ہے میں اس کی نگاہوں کی تاب نہیں لاسکتا۔ یعنی حروف سے کھیلنے والا مجھے پانے سے قاصر ہے۔ یعنی نہ تو میں مختار ہوں اور نہ ہی مجھے مجبور کہا جا سکتا ہے اس لئے کہ میں وہ زندہ خاک ہوں جس میں ہر پل تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔ اور انقلاب سے دوچار رہتی ہے۔

﴿62﴾

مگو از مدّعائے زندگانی ترا بر شیوہ ہائے او نگہ نیست

من از ذوقِ سفر آنگونہ مستم کہ منزل پیشِ من جز سنگِ رہ نیست

ترجمہ: ۔ا۔ زندگی کے مدّعا (مقصد) کے بارے میں بات نہ کر۔ تیری اس کے شیوہ (روش وطرز) پر نگاہ نہیں ہے۔

ترجمہ: ۔۲۔ میں ذوقِ سفر میں یوں مست ہوں کہ منزل میرے لئے راستے کی نشان دہی کرنیوالے پتھر کے سوا کچھ نہیں ہے۔

تشریح تو زندگی کے مقصد کے بارے میں بات نہ کر کیونکہ تیری اس کے طور طریقوں اور انداز پر نگاہ نہیں یعنی تو زندگی کے بارے میں نہیں جانتا۔

میں ذوقِ سفر میں اس قدر مست ہوں کہ اپنی منزل کو بھی اپنے راستے کی نشان دہی کرنے والا پتھر سمجھتا ہوں۔ یعنی میرا ذوقِ سفر، سفر در سفر ہے جس میں ٹھہراؤ نہیں۔

﴿63﴾

اگر کردی نگہ بر پارۂ سنگ ز فیضِ آرزوئے تو گہر شد

بزر خود را مسنج اے بندۂ زر کہ زر از گوشۂ چشمِ تو زر شد

فترجمہ:۔ا۔اگرتو نے پتھر کے ٹکڑے پر نظر کی تو وہ تیری آرزو کے فیض کے سبب گوہر بن گیا۔
ترجمہ:۔۲۔اپنے آپ کو مال سے نہ تول! اے پیسے کے غلام! کیونکہ سونا تو تیرے گوشۂ چشم کے سبب سے سونا بنا۔

تشریح جب تو نے پتھر کو نظر بھر کے دیکھا تو تیری آرزو کی وجہ سے وہ تیرے لئے گوہر بن گیا یعنی تیری آرزو ہی تیرے لئے تیرے ثمرات کو تشکیل دیتی ہے۔اس لئے اپنے آپ کو مال و دولت سے نہ تول اور پیسے کی غلامی چھوڑ دے۔کیونکہ سونے کو بنانے والا بھی تو خود ہی ہے یعنی جو چیز تو خود بنا رہا ہے اُس کی غلامی کیوں؟

﴿64﴾

نگاہش بے قرار جستجو بود وفا ناآشنا بیگانہ خو بود

چو دید او را پرید از سینۂ من ندانستم کہ دست آموزِ او بود

ترجمہ:۔ا۔(میرا دل) وفا سے ناآشنا اور خود سے بیگانہ تھا۔اس کی نگاہ کسی کی جستجو میں بیقرار تھی۔
ترجمہ:۔۲۔جب دل نے اس کو دیکھا تو میرے سینے سے وابستہ ہو گیا۔میں نہیں جانتا تھا کہ وہ تو اس کے ہاتھ کا سدھایا ہوا تھا۔

تشریح وہ تو ان عادتوں سے واقف ہی نہیں تھا کہ وفا کیا ہے۔اور وہ خود کون ہے اور کیا ہے۔اُس کی نظر تو کسی اور ہی شے کی تلاش میں بے قرار تھی۔جب دل نے اسے دیکھا تو میرے سینے سے نکل کر اُس کے پاس چلا گیا تب معلوم ہوا کہ یہ پرندہ تو اُسی کا سدھایا ہوا تھا۔

﴿65﴾

بہر رنگے کہ خواہی سر بر آرد مپرس از عشق و از نیرنگئ عشق

درونِ سینہ بیش از نقطۂ نیستبہر رنگے کہ خواہی سر برآرد چو آید بر زباں پایاں ندارد

ترجمہ:۔ا۔عشق اور اس کی نیرنگی کے بارے میں مت پوچھ! تو جس رنگ میں چاہے وہ اسی میں ظاہر ہو جاتا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ وہ سینے میں ایک نقطہ سے زیادہ کچھ نہیں۔لیکن جب وہ زبان پر آتا ہے تو ایک نہ ختم ہونے والی داستان بن جاتا ہے۔

تشریح عشق اور اس کے جادو کے بارے میں مت پوچھ! تو جس رنگ میں چاہے گا وہ تیرے لئے اُسی رنگ میں ظاہر ہو جائے گا اگرچہ وہ سینے میں ایک نقطہ سے زیادہ کچھ نہیں لیکن جب زبان پر آتا ہے تو ایک ایسی داستان کا روپ دھار لیتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔

﴿66﴾

مشو اے غنچۂ نورُستہ دلگیر ازیں بستان سرا دیگر چہ خواہی

لبِ جو، بزمِ گل، مرغِ چمن سیر صبا، شبنم، نواے صبحگاہی

ترجمہ:۔ا۔اے تازہ تازہ کھلنے والی کلی! تو رنجیدہ مت ہو۔تو اس چمن سرا سے اور کیا چاہتی ہے؟

ترجمہ:۔۲۔ (یہاں) نہر کا کنارہ، پھولوں کی بزم، چمن میں سیر کرنے والے پرندے، صبح کی ہوا، شبنم اور صبح کے وقت پرندوں کے چہچہانے کی آوازیں سب کچھ ہے۔

تشریح اے ابھی ابھی کھلنے والی تازہ کلی، دکھی مت ہو تو اس چمن سے اور کیا چاہتی ہے جس میں تو کھلی ہے یہاں نہر کا کنارا ہے، پھولوں کی محفل سجی ہوئی ہے اور چمن میں سیر کرنے والے پرندے موجود ہیں، صبح کی نرم ہوا مستیاں لٹا رہی ہے، شبنم کے موتی بکھرے ہیں، صبح کے وقت گانے والے پرندے اپنی خوبصورت آوازوں میں چہچہا رہے ہیں۔اس کے علاوہ تجھے اور کسی چیز کی آرزو ہے۔

﴿67﴾

مرا روزے گلِ افسردۂ گفت نمودِ ما چو پروازِ شرار است

دلم بر محنتِ نقش آفریں سوخت کہ نقشِ کلکِ او ناپایدار است

ترجمہ:۔ا۔ایک روز مرجھائے ہوئے پھول نے مجھ سے کہا: ہمارا ظہور شرارے کی پرواز کی مانند ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ میرا دل نقاش (نقش بنانے والے) کی محنت پر جلتا رہا، کیونکہ اس کے قلم کے نقوش ناپائیدار ہیں۔

تشریح ایک دن مرجھائے ہوئے ایک پھول نے مجھ سے کہا، ہماری زندگی صرف اتنی ہے جتنی ایک شرارے کی پرواز ہوتی ہے یعنی لمحہ بھر کی زندگی، ادھر کھلے ادھر مرجھائے۔ میں اُس کی بات سنتا رہا اور میرا دل نقش بنانے والے کی محنت کے دھیان میں جلتا رہا اس لئے کہ اُس کے قلم کے نقوش بھی ناپائیدار ہیں مراد یہ ہے کہ دنیا ناپائیدار ہے یہاں کچھ بھی پائیدار نہیں۔

﴿68﴾

جہانِ ما کہ پایانے ندارد چو ماہی در یمِ ایام غرق است

یکے بر دل نظر وا کن کہ بینی یمِ ایام در یک جام غرق است

ترجمہ:۔۱۔ ہمارے جہان (کائنات) کا کوئی کنارہ نہیں (یہ بہت وسیع ہے) مچھلی کی طرح ایام (وقت) کے سمندر میں غرق ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ ایک مرتبہ دل پر تو نظر ڈال کہ تو دیکھ سکے کہ ایام (وقت) کا وہ سمندر ایک پیالہ (دل) میں غرق ہے۔

تشریح ہمارا جہان اس قدر وسیع ہے کہ اس کا کوئی کنارا ہی نہیں لیکن یہ زمانے کے سمندر میں ایک مچھلی کی طرح غرق ہے اور اگر تو اپنے دل پر غور کرے اور نظر ڈالے تو تجھے معلوم ہوگا کہ زمانے کا سمندر اس ایک جام میں سمایا ہے جسے دل کہتے ہیں۔

﴿69﴾

بمرغانِ چمن ہمداستانم زبانِ غنچہ ہاے بے زبانم

چو میرم با صبا خاکم بیامیز کہ جز طوفِ گُلاں کارے ندانم

ترجمہ:۔۱۔ میں چمن کے پرندوں کا ہم داستان ہوں، میں بے زبان غنچوں کی زبان ہوں۔

ترجمہ:۔۲۔ جب میں مر جاؤں تو میری مٹی کو صبا میں شامل کر دینا (تا کہ میں پھولوں کی صحبت

ہی میں رہوں) کیونکہ مجھے پھولوں کے طواف کے سوا اور کوئی کام نہیں۔

تشریح چمن کے پرندوں کی داستانیں بیان کرتا ہوں اور بے زبان غنچوں کی زبان ہوں یعنی میرا چمن سے بہت گہرا رشتہ ہے اس لئے میں جب مر جاؤں تو میری خاک کو بادِ صبح میں ملا دینا کیونکہ مجھے پھولوں کے طواف کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے تا کہ میری خاک بھی چمن میں پھولوں کے طواف میں ہی مصروف رہے۔

﴿70﴾

نماید آنچہ ہست ایں وادیٔ گل درونِ لالۂ آتش بجاں چیست؟

بچشمِ ما چمن یک موجِ رنگ است کہ می داند بچشم بلبلاں چیست؟

ترجمہ:۔ ۱۔ میں کیا جانوں کہ یہ پھولوں کی وادی کیا ہے! میں کیا جانوں کہ اپنے وجود میں آگ بھرنے والے گلِ لالہ کے باطن میں کیا ہے؟

۲۔ ہماری آنکھ میں تو چمن رنگوں کی ایک موج (لہر) ہے۔ کسے معلوم کہ بلبلوں کی نظر میں کیا ہے؟

تشریح مجھے کیا خبر کہ یہ پھولوں کی وادی جو ہمیں دکھائی دیتی ہے اصل میں بھی وہی ہے اور یہ جو گل لالہ ہے جس نے اپنے اندر آگ بھری ہوئی ہے یعنی اس کی آتش رنگت یہی دکھا رہی ہے کیسے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہی کچھ ہے جو نظر آتا ہے ہماری نظر میں تو چمن رنگوں کی ایک موج ہے یعنی وہاں قطار اندر قطار مختلف رنگوں کے پھول کھلے ہوئے ہیں لیکن یہ سلسلہ در سلسلہ پھول بلبل کو رنگوں کی موج ہی نظر آتے ہیں یا کچھ اور!

﴿71﴾

تو خورشیدی و من سیارۂ تو سراپا نورم از نظارۂ تو

ز آغوشِ تو دُورم ، ناتمام تو قرآنی و من سیپارۂ تو

ترجمہ:۔ ۱۔ تو سورج ہے تو میں تیرا سیارہ ہوں۔ میں تیرے نظارے کے سبب سرتا پا نور ہی نور ہوں۔

ترجمہ:۔۲۔ جب تک میں تیری آغوش سے دور ہوں تو نا تمام ہوں۔ اگر تو قرآن ہے تو میں تیرا سیپارہ ہوں۔

تشریح تو سورج ہے تو میں تیرے گرد چکر لگانے والا سیارہ ہوں جو تیری روشنی سے روشن رہتا ہے۔لہذا جب تک میں تیری آغوش سے دور ہوں تو نامکمل ہوں کیونکہ تیرا قرب ہی میری تکمیل ہے۔اور تیرے نظارے سے ہی میں سر سے لیکر پاؤں تک نور ہی نور ہوں یہ اسی طرح جیسے تو قرآن ہے اور میں تیرا سیپارہ ہوں۔

﴿72﴾

خیالِ او درونِ دیدہ خوشتر غمش افزدہ، جاں کاہیدہ خوشتر

مرا صاحبدلے ایں نکتہ آموخت ز منزل جادۂ پیچیدہ خوشتر

ترجمہ:۔ا۔آنکھوں میں اس کے خیالوں کا بسا ہونا اچھا لگتا ہے۔اس کے غم کا بڑھنا اور جان کا کمزور ہونا اچھا لگتا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ایک صاحبِ دل نے مجھے یہ نکتہ سمجھایا کہ منزل سے زیادہ پیچیدہ راستہ اچھا لگتا ہے۔

تشریح مجھے آنکھوں میں اُس کے خیالوں کا رچا بسا رہنا اچھا لگتا ہے کیونکہ میں ہر پل اُسی کو دیکھنے کا تمنائی ہوں اور اپنی جان کا کمزور ہونا جس کے باعث اُس کے غم کی شدت میں اضافہ محسوس ہوتا ہے۔ مجھے اچھا لگتا ہے۔ایک دل والے نے مجھے یہ عمدہ اور اہم بات سمجھائی کہ منزل سے زیادہ وہ راستہ اچھا لگتا ہے جو پیچیدہ ہو اور دشوار گزار ہو منزل حاصل کرنے کا مزہ ایسے راستوں سے گزر کر ہی صحیح لطف دیتا ہے۔

﴿73﴾

دماغم کافرِ زنّار دار است بتاں را بندہ و پروردگار است

دلم را بیں کہ نالد از غمِ عشق ترا یا دین و آئینم چہ کار است

ترجمہ:۔ا۔میرا دماغ ایک زنار پہننے والا کافر ہے۔ یہ بتوں کا بندہ ہے اور انہیں خدا سمجھتا

ہے۔

ترجمہ:۔۲۔میرے اس دل کو دیکھ جو کہ عشق کے غم میں رو رہا ہے (اور کہہ رہا ہے:) تجھے دین اور میرے آئین سے کیا تعلق؟

تشریح میرا دماغ ہندو رسومات کا اسیر ہو چکا ہے جس کی وجہ سے یہ دین سے دُور ہو گیا ہے اور افسوس کہ یہ بتوں کی پوجا کرنے والا ہے اور انہیں کو اپنا خدا مانتا ہے۔لہٰذا وہ کافر ہے۔ اور دماغ کے مقابلے میں دل کو دیکھو تو وہ عشق کے غم میں آنسو بہائے جا رہا ہے فریاد کر رہا ہے اور کہتا جا رہا ہے کہ تجھے دین اور میرے آئین سے کیا تعلق؟

﴿74﴾

صنوبر بندۂ آزادۂ او فروغِ روے گل از بادۂ او

حریمش آفتاب و ماہ و انجم دلِ آدم درِ نکشادۂ او

ترجمہ:۔ا۔صنوبر اس (خالقِ حقیقی) کا (خزاں کے اثرات سے محفوظ رہنے والا) آزاد بندہ ہے۔پھول کے چہرے کی رونق اس کی مۓ کے سبب سے ہے۔

ترجمہ:۔۲۔سورج' چاند اور ستارے اس کا حرم ہیں۔آدمی کا دل اس کا بند دروازہ ہے۔

تشریح صنوبر کا درخت اللہ تعالیٰ کے آزاد بندے کی طرح ہے۔پھول کے چہرے کی چمک دمک اور تر و تازگی اس کی شراب کی مستی کی وجہ سے ہے۔ سورج چاند اور ستارے سب کے سب اس کے ظاہر ہونے کی جگہیں ہیں مگر آدمی کا دل اس کا بند دروازہ ہے۔

﴿75﴾

ز انجم تا بہ انجم صد جہاں بود خرد ہر جا کہ پر زد آسماں بود

و لیکن چوں بخود نگریستم من کرانِ بیکراں در من نہاں بود

ترجمہ:۔ا۔دو ستاروں کے درمیان سینکڑوں جہاں ہیں۔عقل جہاں بھی اُنکی وہیں آسمان تھا۔

ترجمہ:۔۲۔لیکن جب میں نے اپنے آپ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس وسیع کائنات کا کنارہ مجھ میں پوشیدہ ہے۔

تشریح ایک ستارے سے دوسرے ستارے کے درمیان میں سینکڑوں جہان موجود ہیں عقل جہاں بھی اٹکی ہے وہیں آسمان تھا۔لیکن جب میں نے اپنے اندر جھانک کر دیکھا تو اپنے اندر لامحدود کائنات کو موجود دیکھا۔یعنی عقل کی رسائی بہت محدود ہے جبکہ انسان کی رسائی اُس کے باطن تک ہے جو کائنات کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں۔

﴿76﴾

بپائے خود مزن زنجیرِ تقدیر ــــــ تہِ ایں گنبد گرداں رہے ہست

اگر باور نداری خیز و دریاب ــــــ کہ چوں پا وا کنی جولانگہے ہست

ترجمہ:۔۱۔اپنے پاؤں میں تقدیر کی زنجیر نہ ڈال۔گردش کرنے والے اس گنبد (آسمان) کے نیچے راستہ موجود ہے۔

ترجمہ:۔۲۔اگر تو یقین نہیں کر سکتا تو اٹھ اور معلوم کر لے کہ جب تو پاؤں کھولے گا تو کوشش اور عمل کا میدان آموجود ہوگا۔

تشریح اپنے پیروں میں تقدیر کی زنجیر ڈال کر زندگی اور جہدِ مسلسل سے فرار اختیار نہ کر، کیونکہ گردش کرنے والے گنبد نما آسمان کے نیچے راستہ موجود ہے یہ الگ بات ہے کہ تو تلاش نہ کرنا چاہیے۔اگر تجھے یقین نہیں تو اُٹھ اور اُٹھ کر معلوم کر لے کیونکہ جب تو اپنے پیروں سے زنجیر کھولے گا تو کوشش اور عمل کا میدان تیرے سامنے خود بخود آجائے گا اور یہی وہ راستہ ہے جو تجھے زندگی عطا کرے گا۔کیونکہ زندگی جدوجہد سے عبارت ہے۔

﴿77﴾

دلِ من در طلسمِ خود اسیر است ــــــ جہاں از پرتوِ او تاب گیر است

مپرس از صبح و شامم ز آفتابے ــــــ کہ پیشِ روزگارِ من پریر است

ترجمہ:۔ا۔ میرا دل خود اپنے ہی طلسم کا اسیر ہے، حالانکہ جہان اس کے پرتو کی بدولت روشن ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ سورج سے میری صبح و شام کے بارے میں نہ پوچھ، کیونکہ وہ میری زندگی کے مقابلے میں عارضی ہے۔

تشریح میرا دل خود اپنے طلسم (جادو) میں پھنسا ہوا ہے۔ حالانکہ یہی دل ہے جس کے پرتو کی بدولت جہان روشن ہے۔ لہذا سورج سے میری صبح وشام کی بات نہ کر میری صبح و شام کے بارے میں کیا بتا سکتا ہے۔ وہ تو خود میری زندگی کے مقابلے میں عارضی ہے۔

﴿78﴾

نوا در سازِ جاں از زخمۂ تو چساں در جانی و از جاں برونی؟

چراغم ، با تو سوزم بے تو میرم تو اے بیچونِ من بے من چگونی؟

ترجمہ:۔ا۔ میری جان کے ساز میں جو نغمہ ہے وہ تیرے مضراب کے سبب سے ہے۔ یہ کس طرح ہے کہ تو میری جان میں بھی ہے اور اس سے باہر بھی ہے؟

ترجمہ:۔۲۔ میں چراغ ہوں کہ تجھ سے جلتا (روشن ہوتا) ہوں اور تیرے بغیر بجھ جاؤں گا۔ اے لامحدود ہستی! تو میرے بغیر کیا ہے؟

تشریح اے میرے رب!
میری روح کے ساز میں جو نغمہ ہے وہ تیرے مضراب کے سبب سے ہے لیکن ایک بات جو میں جاننا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ تو میری جان میں بھی موجود ہے اور میری جان سے باہر بھی۔ میں چراغ ہوں اور تیرے تعلق سے جلتا ہوں تجھ سے دور ہو جاؤں تو بجھ جاتا ہوں اے لامحدود اور بے مثل ذات! تو میرے بغیر کیسے ہے؟

﴿79﴾

نفس آشفتہ موجے از یمِ اوست نَے ما ، نغمۂ ما ، از دمِ اوست

لبِ جوئے ابد چوں سبزہ رُستیم رگِ ما ، ریشۂ ما ، از نمِ اوست

ترجمہ:۔ا۔سانس اس (اللہ تعالیٰ) کے سمندر کی ایک پریشان لہر ہے۔ ہماری بانسری اور ہمارا نغمہ (جسم اور روح) اسی کے دم سے ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ہم ابد کی نہر کے کنارے سبزہ کی مانند اُگے ہوئے ہیں۔ ہماری شاخیں اور ہمارے ریشے اسی کے نم (تخلیق) کے سبب سے ہیں۔

تشریح سانس اللہ تعالیٰ کے بحرِ بیکراں سے اُٹھی ہوئی ایک لہر ہے اور اسی سانس کی وجہ سے ہماری بانسری یعنی وجود موجود ہے اور ہمارا نغمہ جو ہماری روح ہے اسی کے دم سے ہے۔

ہم ابد کی نہر کے کنارے سبزہ کی طرح اُگے ہوئے ہیں لہذا ہماری شاخیں اور ہمارے ریشے اسی ابدیت کی نمی سے قائم ہیں بے شک ہماری زندگیاں ہمارے رب کے احسانات کے سبب سے ہیں۔

﴿80﴾

ترا دردِ یکی در سینہ پیچید جہانِ رنگ و بو را آفریدی
دگر از عشق بیباکم چہ رنجی کہ خود ایں ہائے و ہو را آفریدی

ترجمہ:۔ا۔اے اللہ! آپ ایک تھے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ جہانِ رنگ و بو کو پیدا کروں (اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا تو میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں،تو میں نے یہ کائنات پیدا کر دی۔)

ترجمہ:۔۲۔ پھر آپ میرے بے باک عشق کی وجہ سے مجھ سے ناراض کیوں ہوتے ہیں؟ آپ ہی نے یہ ہائے وہو (آہ وفغاں) پیدا کی ہے۔

تشریح اے اللہ! آپ ایک تھے،آپ نے ارادہ فرمایا کہ کائنات کو پیدا کیا جائے۔سو آپ نے کائنات پیدا کر دی۔

اب پھر میرے عشق کرنے کی بے باکی کے سبب مجھ سے ناراض کیوں ہوتے ہیں یہ بے باکی بھی تو آپ ہی کی پیدا کردہ ہے جس نے ہائے وہو کا روپ دھارا ہوا ہے۔

﴿81﴾

کرا جوئی چرا در پیچ و تابی؟ کہ او پیداست تو زیرِ نقابی
تلاشِ او کنی ، جز خود نہ بینی تلاشِ خود کنی ، جز او نیابی

ترجمہ:۔ا۔تو کسے تلاش کر رہا ہے اور کیوں بے قرار ہے؟ وہ (خالقِ کائنات) تو ظاہر ہے اور تو پردے میں ہے۔

ترجمہ:۔۲۔اگر تو اُسے تلاش کرے گا تو ماسوا اپنے کسی کو نہ دیکھ سکے گا۔اگر اپنے آپ کو تلاش کرلے گا (اپنی معرفت حاصل کرلے گا) تو سوائے اس کے کچھ نہیں پائے گا۔

تشریح اے انسان تو کس کی تلاش میں بے قرار و بے چین ہو رہا ہے خالق کائنات تو ظاہر ہے تو خود ہی پردے میں چھپا ہوا ہے۔اصل بات تو یہ ہے کہ اگر تو اُسے تلاش کرے گا تو سوائے اپنے اور کسی کو نہیں دیکھ پائے گا اور اگر تو اپنے آپ کو تلاش کرلے گا تو سوائے اُس کے اور کچھ نہیں پائے گا۔لہذا اپنے آپ کو تلاش کرتا کہ تو اپنے عرفان کی بدولت اپنے رب کو پالے۔

﴿82﴾

تو اے کودک منش خود را ادب کن مسلمان زادۂ؟ ترکِ نسب کن
برنگِ احمر و خون و رگ و پوست عرب نازد اگر ، ترکِ عرب کن

ترجمہ:۔ا۔اے بچوں جیسی طبیعت کے مالک! تو اپنے آپ کو ادب سکھا۔کیا تو مسلمان زادہ ہے؟ پھر تو نسب کو ترک کردے۔

ترجمہ:۔۲۔اپنے سرخ رنگ، خون اور رگ و پوست پر اگر کوئی عربی بھی ناز کرے تو اس عرب سے تعلق توڑ دو۔

تشریح اپنے آپ کو بچپنے سے نکال اور ادب سیکھ، تو مسلمان کی اولاد ہے تو پھر سلسلہ خاندان کو ترک کر دے کہ مسلمان شجرۂ خاندان اور رنگ و نسل پر یقین نہیں رکھتا اور اگر کوئی عرب کا رہنے والا بھی سرخ رنگ، خون یا رنگت پر ناز کرتا ہے تو اُس کا ساتھ بھی چھوڑ دے کہ یہ سب تیرے پاؤں کی بیڑیاں ہیں جبکہ تو آزاد تھا، آزاد ہے اور آزاد رہے گا اور یہی آزادی تیری شان ہے۔

﴿83﴾

نہ افغانیم و نئے ترک و تاریم چمن زادیم و از یک شاخساریم
تمیزِ رنگ و بو بر ما حرام است کہ ما پروردۂ یک نو بہاریم

ترجمہ:۔ا۔ہم نہ افغانی ہیں، نہ ترک ہیں اور نہ تاری ہیں۔ہم چمن زادے ہیں اور ایک ہی شاخ کے پھول ہیں۔

ترجمہ:۔۲۔خوشبو اور رنگ کی تمیز ہم مسلمانوں پر حرام ہے، کیونکہ ہم وہ پھول ہیں جو ایک ہی بہار کے پروردہ ہیں۔

تشریح ہم نہ افغان کے رہنے والے ہیں اور نہ ترکی ہمارا وطن ہے اور نہ ہی تاری ہیں ہم مسلمان ہیں اور کسی جغرافیائی حدود کے پابند نہیں اللہ کی ساری زمین ہمارا وطن ہے ہم ایک ہیں ایک ہی چمن کے بیٹے ہیں اور ایک ہی شاخ کے پھول ہیں ہم مسلمان پر خوشبو اور رنگ یعنی رنگ و نسل کی تمیز حرام ہے کیونکہ ہم وہ پھول ہیں جن کو ایک ہی بہار یعنی دین اسلام نے پالا ہوا ہے۔ ہمارے افکار اور مقاصد بھی ایک ہی ہیں۔

﴿84﴾

نہاں در سینۂ ما عالمے ہست بخاکِ ما دلے' در دل غمے ہست
ازاں صہبا کہ جانِ ما برا فروخت ہنوز اندر سبوے ما نمے ہست

ترجمہ:۔ا۔ہمارے سینے میں بھی ایک دنیا آباد ہے۔ ہماری مٹی (جسم) کے اندر ایک دل ہے اور اس دل میں غم موجود ہے۔

ترجمہ:۔۲۔وہ شراب کہ جس نے ہماری جان کو روشن کیا تھا، میرے پیالہ میں ابھی تک نم (موجود) ہے۔

تشریح ہمارے سینے کے اندر ایک جہان آباد ہے ہمارے مٹی کے جسم کے اندر ایک دل ہے اور اس دل کے اندر غم ہے اور یہی وہ جہان ہے۔

وہ شراب (دین اسلام) جس نے ہماری جان کو روشنی دی تھی، ہمارے پیالے میں اُسی کی

نمی ابھی تک موجود ہے مراد یہ کہ اگرچہ ہم اپنے دین سے دور ہو چکے ہیں لیکن مسلمان کہلوا رہے ہیں اور یہ دین اسلام ہی کی دین ہے۔

﴿85﴾

دلِ من! اے دلِ من! اے دلِ من!!! یم من ' کشتیِ من ' ساحلِ من!

چو شبنم بر سرِ خاکم چکیدی؟ ویا چوں غنچہ رستی از گلِ من؟

ترجمہ:۔ا۔اے میرے دل! اے میرے دل! اے میرے دل!!! اے میرے سمندر! اے میری کشتی! اے میرے ساحل۔!

ترجمہ:۔۲۔تو شبنم کی طرح میری مٹی پر ٹپکا ہے یا تو غنچہ کی طرح میری مٹی سے اُگا ہے۔

تشریح اے میرے دل! تو نہیں جانتا تو میرے لئے کیا ہے تُو ہی میرے لئے سمندر ہے اور تُو ہی میری کشتی ہے اور میرا کنارا بھی تو ہی ہے۔

اے دل! تیرے میری مٹی میں وجود پانے کے دو ہی طریقے سمجھ میں آتے ہیں یا تو تو شبنم کی طرح میری مٹی پر ٹپکا ہے یا پھر کلی کی طرح میری مٹی سے اُگا ہے۔

﴿86﴾

چہ گویم نکتۂ زشت و نکو چیست زباں لرزد کہ معنی پیچدار است

بروں از شاخ بینی خار و گل را درونِ او نہ گل پیدا نہ خار است

ترجمہ:۔ا۔میں کیا کہوں کہ اچھائی اور برائی کا نکتہ کیا ہے؟ زبان لرزتی ہے کیونکہ اس کا معنی انتہائی پیچدار ہے۔

ترجمہ:۔۲۔تو شاخ کے باہر پھول (نیکی) اور خار (بدی) کو دیکھتا ہے۔شاخ کے اندر نہ پھول ہے نہ خار ہے۔

تشریح نیکی اور بدی کے بارے میں کیا بتاؤں کیونکہ یہ بتاتے ہوئے میری زبان لرز جاتی ہے کہ اس کے معنی بہت زیادہ گنجل دار اور اُلجھے ہوئے ہیں۔

یوں سمجھ لے کہ شاخ کے باہر پھول اور کانٹے دونوں موجود ہیں ان میں سے پھول نیکی

ہیں اور کانٹے بدی لیکن شاخ کے اندر نہ تو پھول ہیں نہ کانٹے یعنی شاخ اندر سے نیکی و بدی دونوں سے پاک ہے۔

﴿87﴾

کسے کو دردِ پنہانے ندارد تنے دارد ولے جانے ندارد

اگر جانے ہوس داری طلب کن تب و تابے کہ پایانے ندارد

ترجمہ:۔۱۔ جو چھپا ہوا درد (عشق) نہیں رکھتا، وہ جسم تو رکھتا ہے لیکن جان نہیں رکھتا۔

ترجمہ:۔۲۔ اگر تو جان کی آرزو رکھتا ہے تو ایسی تب و تاب (بے قراری) طلب کر جو کبھی ختم نہ ہو۔

تشریح جو چھپے ہوئے درد سے محروم ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے اُس کے پاس بدن تو ہے لیکن جان نہیں۔ کیونکہ چھپا ہوا درد عشق ہے لہذا عشق کے بغیر وجود کا ہونا نہ ہونا ایک برابر ہے۔

پتے کی بات یہ ہے کہ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے بدن میں جان آجائے تو پھر اپنے لیے ایسی بے قراری کی طلب کر جو کبھی ختم نہ ہونے والی ہو (کہ بے قراری جان کی دھڑکن کی حیثیت رکھتی ہے)

﴿88﴾

چہ پرسی از کجایم ، چیستم من؟ بخود پیچیدہ ام تا زیستم من

دریں دریا چو موجِ بیقرارم اگر بر خود نہ پیچم نیستم من

ترجمہ:۔۱۔ تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے کہ میں کہاں سے آیا ہوں اور کیا ہوں؟ میں نے خود میں بہت پیچ و تاب کھائے ہیں، تو تب مجھے زندگی حاصل ہوئی ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ میں اس (زندگی کے) دریا میں بے قرار موج کی طرح ہوں۔ اگر میں خود میں پیچ و تاب نہ کھاؤں تو فنا ہو جاؤں۔

تشریح میں تجھے کیا بتاؤں کہ میں کون ہوں کیا ہوں اور کہاں سے آیا ہوں بس یہ سمجھ لے کہ میں بہت سے پیچ و تاب کا نتیجہ ہوں پھر جا کر مجھے زندگی حاصل ہوئی ہے۔ اور یہ زندگی

دراصل پیچ وتاب اور مسلسل بےقراری کا نام ہی ہے۔ اور میں زندگی کے دریا کی ایک موج ہوں اگر میں بےقراری کھودوں اور خودکو پیچ وتاب کی دنیا سے الگ کرلوں تو میں فنا ہوجاؤں (لہذا مسلسل بےقراری، محنت ومشقت طلب اور آرزو زندگی ہے اور سکون، غفلت اور سستی فنا)

﴿89﴾

بچندیں جلوہ در زیرِ نقابی نگاہِ شوق ما را برنتابی
دوی در خونِ ما چو مستی ے ولے بیگانہ خوئی ' دیریابی

ترجمہ:۔ا۔ اِن جلووں کے باوجود آپ پس پردہ ہیں؟ کیا آپ ہمارے شوق کی نگاہ کی تاب نہیں رکھتے؟

ترجمہ:۔۲۔ (تیری مشیّت) ہمارے خون میں اس طرح دوڑ رہی ہے جس طرح شراب میں مستی۔ بیگانگی (غیب ہونا) تیری صفت ہے اور تیری معرفت دیر سے ہاتھ آتی ہے۔

تشریح اے اللہ جی!

اتنے جلووں کے باوجود بھی آپ پردے میں ہیں کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ ہماری نگاہِ شوق جو آپ کے دیدار کیلئے بےچین ہے اس کی تاب نہیں لا سکتے؟

ویسے آپ کی محبت ہمارے خون میں سرایت کئے ہوئے ہے، بالکل ایسے جیسے شراب میں مستی گھلی ہوتی ہے گر بیگانگی اور لاپرواہی آپ کی صفت ہے لہذا آپ کافی کوششوں سے اور بڑی دیر کے بعد ملتے ہیں۔

﴿90﴾

دل از منزل تہی کن ، پا براہ دار نگہ را پاک مثلِ مہر و مہ دار
متاعِ عقل و دیں با دیگراں بخش غمِ عشق ار بدست افتد نگہ دار

ترجمہ:۔ا۔ دل کو منزل کی طلب سے خالی کردے اور راستے پر چلنے کے لئے قدم بڑھا۔ تو اپنی نگاہ کو چاند اور سورج کی طرح پاک رکھ۔!

ترجمہ:۔۲۔ عقل اور (رسمی) دین کی متاع دوسروں کو بخش دے۔ اگر عشق کا غم ہاتھ میں ہے تو اس پر نظر رکھ (اس کی حفاظت کر)

تشریح منزل کی طلب کر دل میں رکھ کر چلنے سے بہتر ہے کہ دل سے منزل کی خواہش نکال کر راستے پر چل اور آگے ہی آگے قدم بڑھاتا جا بالکل اسی طرح جیسے چاند اور سورج نے اپنی نگاہ کو پاک رکھا ہوا ہے تو بھی اپنی نگاہ کو پاک رکھ۔

عقل اور رسمی دین کا ساز و سامان دوسروں کو بخش دے۔ اصل دولت عشق ہے اگر عشق کے غم کا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے تو اس کی حفاظت کر اور اسی کو ساتھ لے کر چل۔

﴿91﴾

بیا اے عشق ، اے رمزِ دل ما بیا اے کشتِ ما ، اے حاصلِ ما

کہن گشتند ایں خاکی نہاداں دگر آدم بنا کن از گلِ ما

ترجمہ:۔ا۔ اے عشق آ! اے میرے دل کی رمز آ!۔ اے میری کھیتی آ! اے میرے حاصل آ!

ترجمہ:۔۲۔ یہ خاکی (انسان) پرانے ہو گئے اور ان کی سرشت بھی مٹی ہو گئی۔ ہماری مٹی سے ایک نیا آدم تخلیق کیجئے۔

تشریح اے عشق، اے میرے دل کے راز آ

اے میری محنت کی کھیتی اور میرے حاصل آ

یہ آدم اب پرانا ہو چکا ہے اور اس کی فطرت بھی خاک ہو چکی ہے آ اور میری خاک سے ایک نیا انسان پیدا کر جو نئے مزاج کا مالک ہو۔

﴿92﴾

سخن درد و غم آرد ، درد و غم بہ مرا ایں نالہ ہائے دمبدم بہ

سکندر را ز عیشِ من خبر نیست نوائے دلکشے از ملکِ جم بہ

ترجمہ:۔ا۔ شاعری درد اور غم لاتی ہے اور یہ درد و غم کیا ہی خوب ہے۔ میرے لئے ہر سانس کے ساتھ برپا ہونے والے نالے کیا ہی خوب ہیں۔

ترجمہ:۔۲۔سکندر کو میرے اس سکون کی خبر نہیں۔دلکش صدا جمشید کے ملک سے بہتر ہے۔

تشریح شاعری درد اور غم ساتھ لیکر آتی ہے اور یہ درد اور غم کیا ہی اچھے ہوتے ہیں میں تو ہر وقت یاد اور نالہ کر تا رہتا ہوں کیونکہ مجھے ایسا کرنا اچھا لگتا ہے۔
سکندر میرے عشق کی قدر کیا جانے، دل کو اپنی طرف متوجہ کرنے والی صدا جمشید بادشاہ کے تخت و تاج اور بادشاہ سے کہیں بہتر ہے۔

﴿93﴾

نہ من بر مرکبِ ختلی سوارم نہ از وابستگانِ شہرِ یارم
مرا اے ہمنشیں دولت ہمیں بس چو کاوم سینہ را لعلے بر آرم

ترجمہ:۔ا۔میں نہ تو ختل کے گھوڑے پر سوار ہوں اور نہ میں شہر یار (بزرگ و عادل بادشاہ) سے وابستہ لوگوں میں سے ہوں۔
ترجمہ:۔۲۔میرے لیے اے میرے ہم نشین! یہی دولت کافی ہے کہ جب میں سینہ کو کھودتا ہوں تو اس سے لعل نکال لیتا ہوں۔

تشریح میں نہ تو اعلیٰ نسل کے ختلی (بدخشاں جسے ختلان بھی کہتے ہیں یہاں بہت اعلیٰ نسل کے گھوڑے پائے جاتے ہیں) گھوڑے پر سوار ہوں اور نہ ہی میں بادشاہ کا مصاحب ہوں یعنی بادشاہ کے دوستوں میں شمار ہوں) اے میرے ہم نشیں! میرے لئے یہی دولت کافی ہے کہ جب میں اپنے سینے کو کھودتا ہوں تو اس میں سے قیمتی ترین موتی لعل نکال لیتا ہوں یعنی میری شاعری ہی میری دولت ہے اور جب بھی میں شعر کہتا ہوں تو وہ اعلیٰ فن پارہ ہوتا ہے اور مقصدیت سے بھرا ہوتا ہے۔

﴿94﴾

کمالِ زندگی خواہی؟ بیاموز کشادن چشم و جز برخود نہ بستن
فرو بردن جہاں را چوں دمِ آب طلسمِ زیر و بالا در شکستن

ترجمہ:۔ا۔کیا تو زندگی کے کمال کا خواہشمند ہے؟ تو پھر آنکھ کھولنا سیکھ اور اپنے علاوہ کسی اور

کو نہ دیکھ۔

ترجمہ:۔۲۔ پانی کے گھونٹ کی طرح جہان کو حلق سے اتارنا سیکھ اور پست و بلند کے طلسم کو توڑنا سیکھ۔

تشریح اگر تو زندگی کا کمال دیکھنے کا خواہش مند ہے تو سن اپنی آنکھ کھول کر رکھنا اور اپنے علاوہ کسی کو مت دیکھنا تیری آرزو پوری ہو جائے گی۔

پستی اور بلندی کے جادو کو توڑ کر اس سے باہر نکلنا سیکھ اور جس طرح پانی کا گھونسلہ آسانی سے اپنے حلق سے نیچے اُتارتا ہے اس جہان کو بھی اُسی طرح حلق سے اُتارنا سیکھ۔

﴿95﴾

تو می گوئی کہ آدم خاک زاد است اسیرِ عالمِ کون و فساد است

ولے فطرت ز اعجازے کہ دارد بنائے بحر بر جویش نہاد است

ترجمہ:۔ا۔تو یہ کہتا ہے کہ آدمی خاک زادہ ہے؟ اور آدمی عالمِ کون وفساد کا اسیر ہے؟

ترجمہ:۔۲۔لیکن فطرت نے تو اپنے پاس محفوظ معجزے سے بحر و بر کی بنیاد اس (آدمی) کی نہر پر رکھی ہے۔

تشریح تیرا کہنا ہے کہ آدمی خاک کا پتلا ہے یعنی مٹی سے بنا ہے اور اس جہان کا قیدی ہے جہاں ہر لمحہ فساد بپا رہتا ہے۔لیکن یہ بھی سوچ کہ فطرت نے اپنے اعجاز سے اس سمندر اور خشکی (جہان) کی بنیاد آدمی پر رکھی ہے۔

﴿96﴾

دلِ بیباک را ضرغام، رنگ است دلِ ترسندہ را آہو پلنگ است

اگر بیمے نداری بحر صحراست اگر ترسی بہر موجش نہنگ است

ترجمہ:۔ا۔بے باک دل والے کے لیے شیر صرف اور صرف ایک رنگ کی طرح ہے، لیکن خوفزدہ دل والے کے لیے تو ہرن بھی چیتے کی طرح ہے۔

ترجمہ:۔۲۔اگر تو خوفزدہ نہیں تو سمندر بھی صحرا ہے۔اگر تو خوف زدہ ہے تو سمندر کی ہر لہر مگرمچھ ہے۔

تشریح نڈر دل رکھنے والے کیلئے شیر صرف اور صرف ایک رنگ کی حیثیت رکھتا ہے یعنی اُسے شیر کی دھاڑ اور خونخواری سے کسی قسم کا خوف نہیں ہوتا اس کے مقابلے میں ایک خوفزدہ دل کیلئے ہرن بھی جو ایک معصوم جانور ہے، چیتے کی طرح خطرناک ہے۔ تیرے اندر کا خوف اور بے خوفی ہی یہ طے کرتی ہے اگر تو خوف زدہ نہیں تو پھر سمندر بھی تیرے لئے صحرا ہے اور اگر تُو نے ڈر کو اپنے اندر پال رکھا ہے تو سمندر کی ہر موج تیرے لئے مگرمچھ کی طرح ہے۔

﴿97﴾

ندانم بادہ ام یا ساغرم من گہر در دامنم یا گوہرم من

چناں بینم چو بر دل دیدہ بندم کہ جانم دیگر است و دیگرم من

ترجمہ:۔ا۔میں نہیں جانتا کہ میں مئے ہوں یا ساغر ہوں۔اپنے دامن میں موجود گوہر ہوں یا خود گوہر ہوں۔

ترجمہ:۔۲۔جب میں اپنے دل کو ملاحظہ کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ میری جان اور ہے اور میں اور ہوں۔

تشریح مجھے نہیں معلوم کہ میں شراب ہوں یا شراب کا پیالہ، میں خود موتی ہوں یا میں خود اپنی جھولی میں پڑا ہوا موتی ہوں۔لیکن جس وقت میں اپنے دل کی طرف دیکھتا ہوں اور غور کرتا ہوں تو مجھ پر کھلتا ہے کہ میری جان اور ہے اور میں اور ہوں۔یعنی ہم دونوں ہی الگ الگ ہیں۔

﴿98﴾

تو گوئی طائرِ ما زیرِ دام است پریدن بر پر و بالش حرام است

ز تن برجستہ تر شد معنیٔ جاں فسانِ خنجرِ ما از نیام است

ترجمہ:۔ا۔تو یہ کہتا ہے کہ ہمارا پرندہ (روح) جال (جسم) میں پھنسا ہوا ہے؟ اور اس پر پروں اور بالوں سے اڑنا حرام ہے؟

ترجمہ:۔۲۔ جان (مَن) کی حقیقت تن سے ہی اُبھری ہے، ہمارے خنجر کی فسان (خنجر تیز کرنے والا آلہ) نیام ہی تو ہے۔

تشریح تیرا کہنا ہے کہ روح جسم کے جال میں پھنسے ہوئے پرندے کی طرح ہے اور اس کے بال و پر ہونے کے باوجود اُڑنا اس پر حرام ہے؟

روح کی حقیقت اور اہمیت تن کی وجہ سے بلند تر ہے ہمارے خنجر یعنی روح کی فسان (تیز کرنے والا آلہ) نیام ہی یعنی تن ہی تو ہے۔

﴿99﴾

چساں زاید تمنّا در دلِ ما؟ چساں سوزد چراغِ منزلِ ما؟
بچشمِ ما کہ می بیند؟ چہ بیند؟ چساں گنجید دل اندر گلِ ما؟

ترجمہ:۔ا۔ہمارے دل میں تمنا کیسے پروان چڑھتی ہے؟ ہماری منزل کے (حصول کے) لیے (اس کا) چراغ کیسے جلتا ہے۔؟

ترجمہ:۔۲۔ہماری آنکھ سے کون دیکھتا ہے اور کیا دیکھتا ہے؟ ہماری مٹی میں دل کیسے سما جاتا ہے۔؟

تشریح ہمارے دل میں تمنا کس طرح پروان چڑھتی ہے اور ہماری منزل کیلئے چراغ کس طرح جلتا ہے ہماری آنکھ سے کون دیکھتا ہے اور کیا دیکھتا ہے یعنی یہ سب ایک راز ہے اور پھر یہ دل جو لامحدود ہے وہ ہماری مٹھی بھر مٹی میں کیونکر سما تا ہے۔

﴿100﴾

چو در جنّت خرامیدم پس از مرگ بچشم ایں زمین و آسماں بود
شکے با جانِ حیرانم در آویخت جہاں بود آں کہ تصویرِ جہاں بود

ترجمہ:۔ا۔موت کے بعد جب میں جنت میں ٹہل رہا تھا، میری آنکھ میں یہ زمین اور یہ آسمان تھا۔

ترجمہ:۔۲۔ایک شک نے میری پریشان جان کے ساتھ جڑ پکڑ لی۔ وہ (دنیا کا) جہان تھا یا جہان کی تصویر تھی۔

تشریح میں جب موت کے بعد جنت میں چہل قدمی کر رہا تھا اُس وقت میری آنکھ میں یہ زمین اور آسمان تھا اور ایک شک نے مجھے پریشان کر دیا اور میں سوچنے لگا کہ جہاں سے میں آیا ہوں وہ جہان تھا یا جہان کی تصویر تھی۔

﴿101﴾

جہانِ ما کہ جز انگارۂ نیست اسیرِ انقلابِ صبح و شام است
ز سوہانِ قضا ہموار گردد ہنوز ایں پیکرِ گِل ناتمام است

ترجمہ:۔ا۔ ہمارا جہان انگارے کے ماسوا کچھ نہیں۔ وہ صبح و شام (وقت) کے انقلاب (گردش) کا اسیر ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ یہ قضا (تقدیر) کی ریتی (لوہا تراشنے کا اوزار) سے ہموار ہوتا ہے۔اسی وجہ سے ابھی تک مٹی کا یہ جسم (جہان) نامکمل ہے۔

تشریح ہمارا یہ جہان انگار کے سوا اور کچھ نہیں اور یہ صبح و شام کی گردش کا اسیر ہے۔یعنی وقت کا قیدی ہے اور تقدیر کی سان اسے رگڑتی رہتی ہے جس کی وجہ سے یہ ہموار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ابھی تک مٹی کا یہ جسم مراد ہے جہان نامکمل ہے۔

﴿102﴾

چساں اے آفتابِ آسماں گرد بایں دوری بچشمِ من در آئی
بخاکی واصل و از خاکداں دور! تو اے مژگاں گُسِل آخر کجائی؟

ترجمہ:۔ا۔اے آسمان پر گردش کرنے والے سورج! تو اس دوری کے باوجود کس طرح

میری آنکھوں میں اتر آیا ہے؟

ترجمہ:۔۲۔ خاکی (مٹی کے جسم والے) کو تو تیرا وصال حاصل ہے لیکن تو خاکدان (خاک کے مرکز/جسم) سے دور ہے۔! اے میری پلکوں کو تھکانے والے! آخر تو کہاں ہے؟

تشریح اے آسمان پر گردش کرنے والے سورج، بتا کہ تو اس قدر دوری کے باوجود کس طرح میری آنکھوں میں اُتر آیا ہے۔ اس طرح مجھے تیرا وصال نصیب ہوتا ہے۔ لیکن مٹی کے جسم میں تیرے ملنے کے باوجود تو خاک کے مرکز یعنی دنیا سے دور بھی ہے۔ اور تجھے دیکھنے سے آنکھیں چندھیا بھی جاتی ہیں تو آخر ہے کہاں تیرا ٹھکانہ کس مقام اور کس جگہ پر ہے۔

﴿103﴾

تراش از تیشۂ خود جادۂ خویش براہِ دیگراں رفتن عذاب است

گر از دستِ تو کارِ نادر آید گناہے ہم اگر باشد ثواب است

ترجمہ:۔ا۔ اپنے تیشہ سے خود اپنا راستہ تراش! کیونکہ دوسروں کے راستے پر چلنا تکلیف دہ ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ اگر تیرے ہاتھ سے کوئی انوکھا کام سرانجام پائے گا، اگر وہ گناہ بھی ہو تو ثواب ہوگا۔

تشریح اپنے تیشے سے اپنا راستہ خود بنا اس لئے کہ تیرا اپنا بنایا ہوا راستہ جس میں تو اپنے مطابق آسانیاں پیدا کر سکے گا۔ تیرے لئے آسان ہوگا دوسروں کے راستے پر چلنا مشکل اور تکلیف دہ ہوتا ہے کیونکہ وہ جس کسی نے تراشا ہوتا ہے اپنے مزاج اور ہمت کے مطابق تراشا ہوتا ہے۔

اگر تیرے ہاتھ سے کوئی انوکھا کام ہوتا ہے اگر وہ گناہ بھی ہے تو بھی تجھے اُس کا ثواب مل جائے گا۔

﴿104﴾

بمنزل رہروِ دل در نسازد باب و آتش و گل در نسازد

نہ پنداری کہ در تن آرمید است کہ ایں دریا بساحل در نسازد

ترجمہ:۔ا۔ دل کا مسافر تو منزل سے بھی ساز باز نہیں کرتا (منزل پر بھی نہیں ٹھہرتا) وہ مٹی، آگ اور پانی سے موافقت نہیں کرتا۔

ترجمہ:۔۲۔ یہ نہ سمجھنا کہ وہ جسم میں آرام کر رہا ہے، کیونکہ یہ وہ دریا ہے جو ساحل سے موافقت نہیں رکھتا۔

تشریح دل کا مسافر وہ ہے جو منزل سے بھی سمجھوتہ نہیں کرتا اور نہ ہی منزل کی پرواہ کرتا ہے کیونکہ وہ مٹی، آگ اور پانی سے دوستی اور مطابقت نہیں رکھتا اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ جسم میں آرام کر رہا ہے اس کا سفر جاری وساری ہے اُس دریا کی طرح جو ساحل کا دوست نہیں ہوتا اور نہ ہی ساحل میں سماتا ہے۔

﴿105﴾

بیا با شاہدِ فطرت نظر باز چرا در گوشۂ خلوت گزینی

ترا حق داد چشمِ پاک بینے کہ از نورش نگاہے آفرینی

ترجمہ:۔ا۔ آ! اور شاہدِ فطرت پر نظر کر۔ تو گوشۂ خلوت میں کیوں پڑا ہوا ہے؟

ترجمہ:۔۲۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے پاک دیکھنے والی آنکھ عطا کی ہے، تاکہ اس کے نور سے نگاہ پیدا کر لے۔

تشریح آ! اور فطرت کے حسن پر نگاہ ڈال، تو تنہا کسی کونے میں کیوں بیٹھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ پاک دیکھنے والی آنکھ عطا فرمائی ہے جس سے تو اُس کے حسن کو دیکھے اور اُس سے لطف اندوز ہو لہذا اپنی نظر میں حسنِ فطرت کا ذوق پیدا کر۔

﴿106﴾

میانِ آب و گل خلوت گزیدم ز افلاطون و فارابی بریدم
نہ کردم از کسے دریوزۂ چشم جہاں را جز بچشمِ خود ندیدم

ترجمہ:۔ا۔میں نے آب وگل (پانی اور مٹی) کے اندر خلوت اختیار کی۔ میں نے افلاطون اور فارابی سے دوری اختیار کی۔

ترجمہ:۔۲۔میں نے کسی سے آنکھ (نگاہ) کی بھیک نہیں مانگی۔ میں نے جہان کو اپنی آنکھ (نظر) کے سوا کسی اور آنکھ سے نہیں دیکھا۔

تشریح میں نے مٹی اور پانی کے اندر تنہائی کو اپنا لیا، میں افلاطون (یونان کا ایک بہت بڑا اور نہایت مشہور حکیم جو ارسطو کا اُستاد اور سقراط کا شاگرد تھا) اور فارابی (معلم ثانی ابونصر فارابی جو شہر ماراب میں پیدا ہوئے تھے یہ شہر ترکستان کے اطراف میں واقع ہے) سے دور ہو گیا، اس لئے کہ میں اس جہان کو کسی اور کی آنکھ سے دیکھنا چاہتا تھا اس لئے میں نے کسی سے آنکھ کی بھیک نہیں مانگی، میں نے اس جہاں میں جو کچھ دیکھا ہے اپنی نظر سے دیکھا ہے۔

﴿107﴾

ز آغازِ خودی کس را خبر نیست خودی در حلقۂ شام و سحر نیست
خضر ایں نکتۂ نادر شنیدم کہ بحر از موجِ خود دیرینہ تر نیست

ترجمہ:۔ا۔کسی کو خودی کے آغاز کی خبر نہیں۔خودی شام وسحر (زمان ومکاں) کے حلقہ میں قید نہیں ہے۔

ترجمہ:۔۲۔حضرت خضر علیہ السلام سے میں نے یہ انمول نکتہ سنا ہے کہ سمندر اپنی لہر سے زیادہ پرانا نہیں ہے۔

تشریح خودی لامحدود ہے یہ زمان ومکاں کے دائرے میں قید نہیں ہے اس لئے کسی کو خودی کے آغاز کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کہ خودی کہاں سے کب اور کیسے شروع ہوئی۔ البتہ

حضرت خضر علیہ السلام سے میں نے یہ پتے کی بات ضرور سنی ہے کہ سمندر اپنی لہر سے زیادہ پرانا نہیں ہے۔

﴿108﴾

دلا رمزِ حیات از غنچہ در یاب حقیقت در مجازش بے حجاب است

ز خاک تیرہ می روید ولیکن نگاہش بر شعاعِ آفتاب است

ترجمہ:۔۱۔اے دل! زندگی کی رمز غنچہ سے دریافت کر۔حقیقت اس کے مجاز میں جلوہ گر ہے۔

ترجمہ:۔۲۔وہ سیاہ خاک میں پروان چڑھتا ہے لیکن اس کی نگاہ سورج پر ہوتی ہے۔

تشریح اے دل زندگی کا راز سمجھنا چاہتا ہے تو کلی سے سمجھ، حقیقت اس کے مجاز میں بے نقاب ہے وہ یوں کہ کلی سیاہ خاک سے پیدا ہوتی ہے لیکن اس کی نظر سورج کی شعاع پر ہوتی ہے۔ اور سورج کی شعاع اسے زندگی عطا کرتی ہے۔

﴿109﴾

فروغ او بہ بزمِ باغ و راغ است گل از صہبائے او روشن ایاغ است

شبِ کس در جہاں تاریک نگذاشت کہ در ہر دل ز داغِ او چراغ است

ترجمہ:۔۱۔وہی تو بزمِ باغ وراغ (چمن وسبزہ کی بزم) کی رونق ہے۔پھول کا پیالہ اسی کی شراب (رنگ ورونق) سے روشن ہے۔

ترجمہ:۔۲۔اس نے جہاں میں کسی کی راتوں کو تاریک نہیں چھوڑا۔ہر دل میں اس کے داغ (عشق) کی بدولت ایک چراغ روشن ہے۔

تشریح اللہ ہی تو ہے جو چمن اور سبزہ زاروں کی محفلوں کی رونق ہے پھول کے پیالے میں اسی کی شراب چمک رہی ہے۔وہی ہے جس نے جہاں میں کسی کی راتوں کو تاریک نہیں چھوڑا اُس کے عشق نے ہر دل کو جو داغ عطا کیا ہے وہی اُس کیلئے روشن چراغ ہے۔

110

ز خاک نرگستان غنچۂ رست   کہ خواب از چشم او شبنم فروشست
خودی از بے خودی آمد پدیدار   جہاں دریافت آخر آنچہ می جُست

ترجمہ:۔ا۔نرگس کے چمن کی مٹی کی بدولت غنچہ رونما ہوا۔اس (غنچہ) کی آنکھوں سے نیند شبنم کی بدولت دور ہوئی۔

ترجمہ:۔۲۔خودی بے خودی سے رونما ہوئی۔ جہان نے اسے حاصل کرلیا جسے وہ تلاش کیا کرتا تھا۔

تشریح چمن کی مٹی سے نرگس کی کلی پیدا ہوئی پھر اس نرگس کی آنکھ کو شبنم نے دھویا اور اُسکی نیند کو دور کیا یعنی خودی، بے خودی سے رونما ہوئی اور اس طرح جہان اُسے حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا جسے وہ تلاش کیا کرتا تھا۔یعنی جہاں آدمی کی تلاش میں تھا آخر کار اُس نے آدمی کو پالیا۔

111

جہاں کز خود ندارد دستگاہے   بکوے آرزو می جُست راہے
ز آغوشِ عدم دزدیدہ بگریخت   گرفت اندر دلِ آدم پناہے

ترجمہ:۔ا۔ جہان خود دسترس (صلاحیت) نہیں رکھتا تھا (کہ وجود میں آ جائے) اس نے آرزو کے کوچے میں راستہ تلاش کرلیا۔

ترجمہ:۔۲۔وہ (جہان) عدم کی آغوش سے [illegible] اور آدمی کے دل میں پناہ حاصل کرلی۔

تشریح جہان میں خود سے کوئی صلاحیت موجود نہیں کہ وہ وجود میں آجائے لہذا اس کیلئے اس نے آرزو کی گلی کا راستہ تلاش کیا۔اور عدم کی آغوش سے ظاہر ہوا اور انسان کے دل میں پناہ حاصل کرلی۔مراد جہان کی وجودیت کا باعث انسان ہے۔اور انسان کے دل کے اندر ہی جہان آباد ہے۔

﴿112﴾

دلِ من رازدانِ جسم و جان است
تو نہ پنداری اجل برمن گران است
چہ غم گر یک جہاں گم شد ز چشمم
ہنوز اندر ضمیرم صد جہان است

ترجمہ:۔ ۱۔ میرا دل جسم اور جان کا راز دان ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ موت مجھ پر گراں ہے۔
ترجمہ:۔ ۲۔ کیا غم ہے کہ اگر میری آنکھ سے ایک جہان گم ہو گیا؟ ابھی تک میرے ضمیر میں سینکڑوں جہاں پوشیدہ ہیں۔

تشریح جسم و جان کا راز میرے دل میں چھپا ہوا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں موت سے خوفزدہ ہوں اور نہ ہی تم یہ خیال کرنا کہ موت مجھ پر بھاری پڑ رہی ہے۔
ویسے بھی آنکھوں سے ایک جہان گم ہو جانے سے مجھے کچھ فرق پڑنے والا نہیں اور نہ ہی مجھے اس بات کا دکھ ہوگا اُس کی وجہ یہ ہے کہ میرے باطن میں ابھی اور سینکڑوں جہان چھپے پڑے ہیں۔

﴿113﴾

گلِ رعنا چو من در مشکلے ہست
گرفتارِ طلسمِ محفلے ہست
زبانِ برگِ او گویا نکردند
ولے در سینۂ چاکش دلے ہست

ترجمہ:۔ ۱۔ تازہ پھول میری طرح پیچیدہ ہے۔ وہ بھی محفل کے جادو میں گرفتار ہے۔
ترجمہ:۔ ۲۔ اس پھول کو اگرچہ نطق (بولنے کی صلاحیت) عطا نہیں کی گئی، لیکن اس کے چاک سینے میں دل ضرور ہے۔

تشریح تازہ تازہ کھلا ہوا پھول میری ہی طرح مشکلوں میں ہے کیونکہ وہ بھی دنیا کی محفل کے جادو میں گرفتار ہے۔ اس کے پھول کے چاک سینے میں بھی دل ضرور موجود ہے یہ الگ بات ہے کہ اسے بولنے کی صلاحیت عطا نہیں کی گئی اور یہ کچھ کہہ نہیں پاتا مگر سمجھنے والوں کیلئے اسکی خاموشی ہی اس کی زبان ہے۔

﴿114﴾

مزاجِ لالۂ خود رو شناسم بشاخ ، اندر گلاں را بو شناسم

ازاں دارد مرا مرغِ چمن دوست مقامِ نغمہ ہاے او شناسم

ترجمہ:۔ا۔خود بخود اُگنے والے گلِ لالہ سے مجھے شناسائی حاصل ہے۔ میں تو پھولوں کی شاخوں میں پوشیدہ خوشبو سے بھی شناسائی رکھتا ہوں۔

ترجمہ:۔۲۔چمن کے پرندے سے میری دوستی کا سبب یہ ہے کہ میں اس کے نغموں کے مقام سے شناسائی رکھتا ہوں۔

تشریح خودرو لالے کے سرخ پھول کو میں جانتا ہوں یہی نہیں میں تو پھولوں کی شاخوں میں چھپی ہوئی خوشبو کے بارے میں معلومات رکھتا ہوں یعنی میں ان کا راز دان ہوں۔

چمن میں چہکنے اور نغمے بکھرانے والے پرندے سے میری دوستی اس وجہ سے ہے کہ میں اس راز سے واقف ہوں کہ اُس کے کس مقام سے راگ پیدا ہوتے ہیں۔

﴿115﴾

جہاں یک نغمہ زارِ آرزوئے بم و زیرش ز تارِ آرزوے

بچشم ہرچہ ہست و بود و باشد دمے از روزگارِ آرزوے

ترجمہ:۔ا۔ جہان ایک آرزو کا نغمہ زار ہے۔اس نغمہ کا زیرو بم آرزو (ترقی و پستی) کے تار کے سبب سے ہے۔

ترجمہ:۔۲۔تمام ہست و بود (کائنات) میری آنکھ میں سما گیا ہے۔ وہ آرزو کے روزگار (زمانہ) ہی کا ایک دم ہے۔

تشریح زمانہ آرزوؤں کے نغموں کا جہان ہے۔ ہر طرف آرزوئیں ہی آرزوئیں ہیں اور اس کے نغمے کا اُتار چڑھاؤ آرزو ہی کی بدولت ہے۔تمام کائنات میری آنکھ میں سما گئی ہے اور یہ کمال آرزو کے زمانے کا ایک دم (لمحہ یا سانس) ہے۔

﴿116﴾

دلِ من بے قرارِ آرزوے درون سینۂ من ہائے و ہوے

سخن اے ہمنشیں از من چہ خواہی کہ من با خویش دارم گفتگوے

ترجمہ:۔ا۔ میرا دل آرزو (کے سبب) بے قرار ہے۔ میرے سینے میں ہائے و ہو (نالہ و فریاد) برپا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔اے میرے ہمنشین! تو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ میں تو اپنے آپ سے ہی گفتگو کر رہا ہوں۔

تشریح میرا دل آرزو ہی کی وجہ سے بے قرار رہتا ہے اور میرے سینے میں جو آہ و فریاد کے ہنگامے برپا ہیں وہ بھی اسی آرزو ہی کی وجہ سے ہیں۔ اب میرے دوست تُو بتا تو مجھ سے کیا چاہتا ہے کیونکہ میں اپنے آپ سے بات کر رہا ہوں اس لئے تجھ سے گفتگو نہیں کر سکتا۔

﴿117﴾

دوامِ ما ز سوزِ ناتمام است چو ماہی جز تپش بر ما حرام است

مجو ساحل کہ در آغوشِ ساحل تپیدِ یک دم و مرگِ دوام است

ترجمہ:۔ا۔میرا دوام (ہمیشگی) میرے ناتمام سوز کے سبب سے ہے۔ بے آب مچھلی کی تڑپ کے علاوہ سب کچھ مجھ پر حرام ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ ساحل کی آرزو نہ کر، کیونکہ ساحل کی آغوش میں ایک لحہ کی تڑپ تو ہے لیکن اس میں ہمیشہ کی موت بھی ہے۔

تشریح میری ہمشگی میرے نامکمل سوز کی وجہ سے ہے۔ اگر میرا سوز مکمل ہو جاتا ہے تو میں بھی نہیں رہوں گا پانی کے بغیر تڑپتی ہوئی مچھلی کے علاوہ سب کچھ مجھ پر حرام ہے کہ مجھے صرف اور صرف تڑپنا ہے۔ اس کے علاوہ میرا اور کوئی کام نہیں۔

اس لئے ساحل کی آرزو نہ کر کیونکہ کنارے کی گود میں صرف لحہ بھر کی تڑپ ہے اور لحہ بھر کی زندگی۔ پھر اس کے بعد ہمیشہ کیلئے موت ہے۔

﴿118﴾

مرنج از برہمن اے واعظِ شہر　　گر از ما سجدۂ پیشِ بتاں خواست

خدائے ما کہ خود صورتگری کرد　　بتے را سجدہ از قدسیاں خواست

ترجمہ:۔ا۔اے واعظِ شہر! ہندو برہمن سے رنجیدہ نہ ہو، اگر چہ اس نے ہم سے بتوں کو سجدہ کرنے کے لئے کہا ہے (اگر چہ برہمن بت پرستی کا پرچار کرتا ہے)

ترجمہ:۔۲۔ ہمارا رب جس نے شکلیں بنائی ہیں، اس نے فرشتوں کو مورتی (حضرت آدم کے جسم) کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ (اس واقعہ کو لے کر برہمن اس مغالطے میں ہے کہ مورتیوں کو سجدہ کرنا اللہ کی عبادت ہے، اس لیے اے مسلمان! تو اس کی کم عقلی کی وجہ سے رنجیدہ نہ ہو۔)

تشریح　اے شہر کے واعظ! ہندو برہمن سے ناراض کیوں ہوتا ہے اگر وہ ہمیں بتوں کی پوجا کرنے کو کہتا ہے۔ کیونکہ اس کی کم عقلی نے اسے جکڑ رکھا ہے۔
ہمارے رب نے جب انسان تخلیق کیا تو فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا لہذا یہ برہمن اسی مغالطے میں ہے کہ بتوں کو پوجنا اللہ کی عبادت کے مترادف ہے

﴿119﴾

حکیماں گرچہ صد پیکر شکستند　　مقیمِ سومناتِ بود و ہستند

چساں افرشتہ و یزداں بگیرند　　ہنوز آدم بفترا کے نہ بستند

ترجمہ:۔ا۔حکماء (فلسفیوں) نے اگر چہ سینکڑوں بت توڑے ہیں لیکن وہ خود ''بود و ہست'' کے سومنات ہی میں مقیم ہیں۔

ترجمہ:۔۲۔ وہ اللہ اور فرشتوں کی حقیقی معرفت کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟ جبکہ ابھی تک وہ آدمی کو اپنے شکار کے تھیلے میں نہیں ڈال سکے۔ (انسان کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے۔)

تشریح　فلسفہ دانوں نے اگر چہ تصورات کے سینکڑوں بتوں کو توڑ دیا ہے لیکن وہ ابھی تک مزید

بتوں کو بنانے میں مصروف ہیں۔ یعنی وہ زندگی کے سومنات سے باہر نہیں نکلے اور طرح طرح کے نئے بتوں کو تراشنے میں لگے ہوئے ہیں اور نئی نئی فلسفیانہ سوچیں پیش کر رہے ہیں۔ جو حقیقت سے کوسوں دور ہیں۔

وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں کی حقیقت سے ہرگز واقف نہیں اور نہ ہی اُن کے بارے میں جان سکتے ہیں کیونکہ ابھی تک تو وہ آدمی کی حقیقت کے بارے میں سمجھنے سے قاصر ہیں۔

﴿120﴾

جہاں ہا روید از مشتِ گلِ من بیا سرمایہ گیر از حاصلِ من

غلط کردی رہِ سر منزلِ دوست دمے گم شو بصحرائے دلِ من

ترجمہ:۔ا۔ میری مٹھی بھر مٹی (جسم) سے بہت سے جہاں پروان چڑھے۔ آ! اور میرے حاصل سے سرمایہ لے لے۔

ترجمہ:۔۲۔ دوست کی منزل تک پہنچنے کے لئے تو نے غلط راستے کا انتخاب کیا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے میرے دل کے صحرا میں گم ہوجا۔

تشریح میری مٹھی بھر مٹی یعنی میرے جسم سے کئی جہان پیدا ہوئے ہیں۔ تو بھی آ اور جو میں حاصل کر چکا ہوں اس سے اپنے لئے سرمایہ لے لے۔ تو نے اللہ تعالیٰ جو سچا دوست ہے اس تک پہنچنے کیلئے غلط راستے کو اپنایا ہے ایک پل کیلئے میرے دل کے صحرا میں گم ہوجا تا کہ تجھے رہنمائی حاصل ہوجائے۔

﴿121﴾

ہزاراں سال با فطرت نشستم باو پیوستم و از خود گسستم

ولیکن سرگذشتم ایں دو حرف است تراشیدم ، پرستیدم ، شکستم

ترجمہ:۔ا۔ میں ہزاروں سال فطرت کا ہم نشین رہا۔ میں اس کے ساتھ پیوست رہا اور اپنے آپ سے جدا رہا۔

ترجمہ:۔۲۔اور لیکن میری سرگزشت (کہانی) صرف یہ دوحروف ہیں کہ میں نے (نظریات کے) خود ہی بت تراشے، خود ہی ان کی پوجا (پیروی) کی اور خود ہی ان کو توڑ دیا (فلسفہ سراسر گمراہی ہے۔)

تشریح میں ہزاروں سالوں سے فطرت کا ساتھی اور دوست ہوں میں فطرت کے ساتھ جُڑا رہا اور اپنے آپ سے جدا رہا لیکن میری ساری کی ساری کہانی ان دو نقطوں میں ہی ختم ہو جاتی ہے کہ میں نے خیالات کے بت تراشے اُن کی پوجا کی اور پھر اُن کو توڑ دیا۔ مراد یہ ہے کہ فلسفہ گمراہی کی بنیاد ہے۔

﴿122﴾

به پہنچاے ازل پر می کشودم ز بندِ آب و گل بیگانہ بودم

بچشمِ تو بہاے من بلند است کہ آوردی ببازارِ وجودم

ترجمہ:۔ا۔میں (میری روح) نے اَزل کی وسعتوں میں پر کھولے، میں آب وگل (جہان فانی) کی زنجیروں سے ناواقف تھا۔

ترجمہ:۔۲۔آپ کی نظر میں میری قیمت بہت بلند ہے۔تبھی تو آپ مجھے وجود کے بازار میں لائے ہیں۔

تشریح جب میری روح نے جو اصل میں میں ہی تھا ازل کی وسعتوں میں پر کھولے تو میں اس مٹی اور پانی کے بنے ہوئے جہان کی قید و بند سے ناواقف تھا یعنی مجھے ابھی جسم نہیں ملا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں میری قدر و قیمت بہت بلند ہے اسی لئے اُس نے چاہا کہ مجھے وجود عطا کیا جائے اور مجھے وجود مل گیا اور میں وجود کے بازار میں بھیج دیا گیا۔

﴿123﴾

درونم جلوۂ افکار ایں چیست! برونِ من ہمہ اسرار ایں چیست!

بفرما اے حکیمِ نکتہ پرداز بدن آسودہ ' جاں سیّار ایں چیست!

ترجمہ:۔ا۔مجھ میں افکار کا جلوہ ہے؟ یہ کیا ہے؟ میرے باہر سب اسرار ہیں؟ یہ کیا ہے۔؟

ترجمہ:۔۲۔اے حکیمِ نکتہ پرداز! فرما کہ یہ کیا راز ہے کہ آدمی کا بدن تو ساکن ہے اور اس کی روح متحرک ہے۔؟

تشریح افکار کے جلوے کیا چیز ہیں جو مجھ میں موجود ہیں اور میرے باہر سب کے سب راز ہیں یہ سب کیا ہے اے سوجھ بوجھ کے مالک تو ہی بتا کہ یہ راز کیا ہے کہ آدمی کا بدن تو ہلنے سے قاصر ہے اور ساکن ہے جبکہ اس کی روح متحرک اور آسمان کی سیر کرنے والی۔

﴿124﴾

بخود نازم گدائے بے نیازم تپم ' سوزم ' گدازم ' نَے نوازم

ترا از نغمہ در آتش نشاندم سکندر فطرتم ، آئینہ سازم

ترجمہ:۔ا۔میں اپنے آپ پر ناز کر رہا ہوں کیونکہ میں بے نیاز گدا ہوں۔ میں تڑپ رہا ہوں، سوز و گداز کا اظہار کر رہا ہوں، بانسری کی طرح۔

ترجمہ:۔۲۔ تجھے نغمہ کے ذریعے میں نے آگ میں بٹھا دیا ہے، کیونکہ میں سکندری فطرت والا اور آئینہ ساز (مٹی سے آئینہ بنانے والا) ہوں۔

تشریح مجھے اپنے آپ پر اس وجہ سے ناز ہے کہ میں وہ فقیر ہوں جو ضرورتوں اور حاجتوں سے ماورا ہے بس میرا یہی کام ہے کہ میں تڑپتا رہوں، اپنے دل میں چھپی آگ اور جلن کو ظاہر کرتا رہوں اور بانسری بجاتا رہوں یعنی اپنے راگ الاپتا رہوں اور ان کے ذریعے اپنے دل کی بات کہتا رہوں۔

اور میرے یہ نغمے چونکہ آتشیں ہیں اس لئے میں تجھے اپنے نغموں کے ذریعے آگ میں ڈال دیتا ہوں اور اس طرح تجھے آئینے میں ڈھالتا ہوں کیونکہ میری فطرت سکندر کی فطرت جیسی ہے۔

﴿125﴾

اگر آگاہی از کیف و کمِ خویش یے تعمیر کن از شبنمِ خویش

دلا دریوزۂ مہتاب تا کے! شبِ خود را برافروز از دمِ خویش

ترجمہ:۔ا۔اگر تو اپنے کیف وکم (قدر و قیمت) سے آگاہ ہے تو اپنی شبنم سے ایک سمندر تعمیر کرلے۔

ترجمہ:۔۲۔اے دل! تو کب تک چاند کا بھکاری رہے گا؟ اپنی رات کو اپنے دم سے روشن کرلے۔

تشریح　اگر تو اپنی قدر و قیمت سے واقف ہے تو اپنی شبنم سے ایک سمندر بنالے یعنی اپنی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ حاصل کر۔

اے دل تو کب تک چاند کی چاندنی سے اپنی راتوں کو روشن کرنے کے خواب دیکھے گا، اپنی رات کو اپنے سانس سے روشن کر اور دوسروں کے رحم و کرم کا سہارا لینے کا خیال چھوڑ دے کیونکہ قدرت نے جو صلاحیتیں تجھ کو عطا کر رکھی ہیں وہ ظاہر ہونے کیلئے تیری جدو جہد کی محتاج ہیں۔

﴿126﴾

چہ غم داری، حیاتِ دل ز دم نیست　　که دل در حلقۂ بود و عدم نیست

مخور اے کم نظر اندیشۂ مرگ　　اگر دم رفت دل باقی ست غم نیست

ترجمہ:۔ا۔تو نے کیا کیا غم سنبھال رکھے ہیں؟ دل کی زندگی سانس کی محتاج نہیں ہے۔

ترجمہ:۔۲۔اے کم نظر! موت سے خوف زدہ مت ہونا۔ اگر سانس جاتی رہی تو کوئی غم نہیں، کیونکہ دل باقی ہے۔

تشریح　جب دل کی زندگی سانسوں کی محتاج نہیں تو پھر کس بات کا غم لہذا کم نظری کا مظاہرہ نہ کر اور پریشان نہ ہو اگر سانس باقی نہ بھی رہی تو پھر بھی دل زندہ ہے۔

﴿127﴾

تو اے دل تا نشینی در کنارم　　ز تشریفِ شہاں خوشتر گلیم

درونِ سینہ ام باشی پس از مرگ؟　　من از دستِ تو در امید و بیم

ترجمہ:۔ا۔اے دل! جب تک تو میرے پہلو میں ہے، میری گودڑی بادشاہوں کی خلعت

سے زیادہ اچھی ہے۔

ترجمہ:۔۲۔کیا تو میری موت کے بعد بھی یونہی میرے سینے میں رہے گا؟ میں اس بارے میں تیرے ہاتھ سے امید اور خوف کی کشمکش میں ہوں۔

تشریح اے دل جب تک تو میرے پہلو میں موجود ہے میری گودڑی جو فقیروں کا لباس ہے۔ یہ بادشاہوں کے شاہی لباس سے کہیں زیادہ اعلیٰ اور اچھی ہے۔
اے دل بتا تو سہی کیا تو موت کے بعد بھی یونہی میرے سینے میں رہے گا جیسے اب ہے۔
کیونکہ میں تیرے بارے میں جب یہ سوچتا ہوں تو ایک طرف پر اُمید ہوتا ہوں میں دوسری طرف خوف زدہ اور اسی کشمکش میں مبتلا ہوں کہ تو سینے میں رہے گا یا نہیں۔

﴿128﴾

زمن گو صوفیانِ باصفا را خدا جویانِ معنی آشنا را
غلامِ ہمّتِ آں خود پرستم کہ با نورِ خودی بیند خدا را

ترجمہ:۔ا۔باصفا صوفیوں کو میری جانب سے کہہ دو کہ معنی (حقیقت) آشنا خدا کے متلاشی ہیں۔

ترجمہ:۔۲۔میں اس خود پرست کی ہمت کا غلام ہوں جو اپنی خودی کے نور سے خدا کو دیکھتا ہے۔

تشریح وہ صوفی جو اللہ کی تلاش میں ہیں اور حقائق سے واقف ہیں اُن کو میری جانب سے یہ کہہ دو میں اس اپنے آپ کو پوجنے والے کی ہمت کا غلام ہوں اور اُسے خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں جو اپنی خودی کے نور سے اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔

﴿129﴾

چو نرگس ایں چمن نادیدہ مگذر چو بو در غنچۂ پیچیدہ مگذر
ترا حق دیدۂ روشن ترے داد خرد بیدار و دل خوابیدہ مگذر

ترجمہ:۔ا۔نرگس کی طرح اس چمن کو دیکھے بغیر نہ گزرنا۔اس خوشبو کی طرح نہ گزرنا جو کہ غنچہ

ہی میں بند رہتی ہے (اور باغ میں نہیں پھیلتی۔)

ترجمہ:۔۲۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے خوب روشن آنکھ عطا کی ہے۔ بیدار عقل اور سوئے ہوئے دل کی طرح نہ گزرنا۔

تشریح نرگس کا پھول (جو آنکھ سے مشابہت رکھتا ہے) کی طرف اس چمن کو دیکھے بغیر نہ گزر جانا اور نہ ہی اُس خوشبو کی طرح چلے جانا جو غنچے میں ہی بند رہتی ہے اور چمن کی فضا میں بکھرتی نہیں مراد یہ کہ اپنا کام پورا کئے بغیر اس دنیا سے رخصت نہ ہو جانا۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے خوب روشن آنکھ دی ہے۔ اس لئے صرف عقل پر ہی بھروسا ٹھیک نہیں دل کو بیدار کر اور اس کے ساتھ زندگی بسر کر اور اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے جدوجہد کر۔

﴿130﴾

تراشیدم صنم بر صورتِ خویش بشکلِ خود خدا را نقش بستم

مرا از خود بروں رفتن محال است بہر رنگے کہ ہستم، خود پرستم

ترجمہ:۔ا۔ میں نے بت تراشے تو اپنی ہی صورت پر تراشے۔ میں نے خدا کا نقش تیار کیا تو اپنی ہی شکل پر تیار کیا۔

ترجمہ:۔۲۔ میرا خود سے باہر جانا محال ہے، میں جس رنگ میں بھی ہوں اپنی ہی پرستش کرنے والا ہوں۔

(مفہوم یہ ہے کہ اے مشرکو! خدا کو اپنے اوپر قیاس کر کے اسے بتوں اور تصویروں کی شکل نہ دو اور تصورِ خدا کو اپنی ذہنیت اور فکر کا آئینہ دار نہ بناؤ۔ وہ تو ہر شکل سے ماورئی ہے۔)

تشریح میں نے جتنے بت بھی تراشے وہ اپنی ہی شکل کے تراشے۔ اور اپنے معبود کو بھی اپنا ہی ہم شکل بناتا ہوں یعنی میں اپنے آپ میں اس قدر گم ہو چکا ہوں کہ میرے لئے اپنے آپ سے نکلنا مشکل ہو چکا ہے اس طرح میں ہر رنگ میں اپنی ہی پوجا کئے جا رہا ہوں (بے شک اللہ تعالیٰ ہر شکل و صورت سے ماورا ہے)

﴿131﴾

بہ شبنم غنچۂ نورستہ می گفت نگاہِ ما چمن زاداں رسا نیست

در آں پہنا کہ صد خورشید دارد تمیزِ پست و بالا ہست یا نیست؟

ترجمہ:۔ا۔تازہ کھلنے والی کلی نے شبنم سے کہا: ہم (کلیاں) چمن زادوں کی نگاہ رسا نہیں ہوتیں۔

ترجمہ:۔۲۔اس وسعت میں جو سینکڑوں سورج رکھتی ہے، وہاں پستی و بلندی کی تمیز ہے یا نہیں ہے۔

تشریح نئی نئی کھلنے والی کلی نے شبنم سے کہا کہ ہم چمن میں پیدا ہونے والی کی نظر حقیقت تک نہیں پہنچتی تو چونکہ آسمان سے ٹپکتی ہے اوران وسعتوں سے واقف ہے جہاں سینکڑوں سورج موجود ہیں تُو بتا کہ وہاں یعنی اُن وسعتوں میں پست اور بالا میں کوئی فرق موجود ہے یا نہیں۔

﴿132﴾

زمین را رازدانِ آسماں گیر مکاں را شرحِ رمزِ لا مکاں گیر

پرد ہر ذرّہ سوے منزلِ دوست نشانِ راہ از ریگِ رواں گیر

ترجمہ:۔ا۔زمین کو آسمان کا رازدان سمجھ لے۔!مکان کو لامکاں کی رموز کی تشریح سمجھ لے۔

ترجمہ:۔۲۔ہر ذرّہ دوست کی منزل کی طرف اڑ رہا ہے۔راستے کا نشان اڑتی ہوئی ریت سے حاصل کر لے۔

تشریح زمین آسمان کی راز دان ہے اور مکان کو لامکاں کے رازوں کی تشریح سمجھ لے ہر ذرہ دوست کی منزل کی جانب یعنی اپنے رب کی طرح اڑتا جارہا ہے لہذا اپنے لئے راستے کا نشان اڑتی ہوئی ریت سے حاصل کر کہ اُس کا ہر ذرہ مکاں سے لامکاں کے راستے پر اُڑتا چلا جارہا ہے۔

﴿133﴾

ضمیرِ کن فکاں غیر از تو کس نیست نشانِ بے نشاں غیر از تو کس نیست
قدم بیباک تر نہِ در رہِ زیست بہ پہنائے جہاں غیر از تو کس نیست

ترجمہ:۔ا۔کن فکاں (فرمایا: ہو جاتو وہ ہوگئی) کی حقیقت تیرے سوا کوئی اور نہیں۔ بے نشان کا نشان تیرے سوا کوئی اور نہیں۔

ترجمہ:۔۲۔ زندگی کے راستوں پر اپنا قدم نڈر ہو کر رکھ، کیونکہ جہان کی وسعتوں کا وارث تیرے سوا کوئی اور نہیں۔

تشریح کن فکاں کی اصل (حقیقت تُو ہے تیرے سوا کوئی اور نہیں بے نشاں کا نشاں بھی تیرے علاوہ کوئی اور نہیں کہ تُو ہی بے نشاں تھا جسے نشاں بنایا گیا لہذا زندگی کے راستوں پر اپنے قدم بے خوف ہو کر رکھ کیوں کہ تجھی کو جہاں کی وسعتوں کا وارث بنایا گیا ہے۔ اور جہان کی ہر شے تیرے تابع کر کے تجھے جہاں میں بھیجا گیا ہے۔

﴿134﴾

زمیں خاکِ در میخانۂ ما فلک یک گردشِ پیمانۂ ما
حدیثِ سوز و سازِ ما دراز است جہاں دیباچۂ افسانۂ ما

ترجمہ:۔ا۔ زمین تو ہمارے میخانہ کے دروازے کی گرد ہے۔ آسمان تو ہمارے جام کی ایک گردش ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ ہمارے سوز و ساز کی داستان بہت طویل ہے۔ جہان تو صرف ہمارے افسانہ کا دیباچہ (ابتدائیہ) ہے۔

تشریح زمین ہمارے شراب خانے کے دروازے کی گرد ہے اور آسمان چونکہ ہر پل گردش میں رہتا ہے اس لئے وہ ہمارے جام ہی کی گردش ہے کیونکہ ہمارے سوز و ساز کی کہانی بہت لمبی ہیں اس طوالت کے حوالے سے یہ جہان تو صرف ابتدائیہ ہے مراد یہ کہ اس جہان

کے علاوہ بھی رب کائنات کی قدرت کے شاہکار کئی جہان موجود ہیں۔

﴿135﴾

سکندر رفت و شمشیر و علَم رفت   خراجِ شہر و گنج کان و یم رفت

اُمم را از شہاں پائندہ ترَ داں   نمی بینی کہ ایراں ماند و جم رفت؟

ترجمہ:۔ا۔سکندر جاتا رہا اور اس کی شمشیر اور علَم (جھنڈا) جاتا رہا۔شہروں کے خراج، کانوں کی معدنیات اور سمندر کی دولت (جو سکندر کی ملکیت تھی سب) جاتی رہی۔

ترجمہ:۔۲۔یہ سمجھ لے کہ قومیں بادشاہوں سے زیادہ دیرپا ہوتی ہیں۔کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایران تو باقی ہے لیکن بادشاہ جمشید جاتا رہا۔؟

تشریح سکندر کے ساتھ ہی سکندر کی تلوار (بہادری) اور علم یعنی دنیا کو فتح کرنے کی آرزو بھی جاتی رہی۔لہذا جو کچھ اس نے اپنی تگ و دو سے حاصل کیا تھا،شہروں کے خراج، کانوں سے حاصل ہونے والی معدنیات اور سمندر سے حاصل ہونے والے جواہرات وہ سب بھی جاتے رہے۔یعنی وہ خالی ہاتھ ہی دنیا میں آیا اور خالی ہاتھ ہی دنیا سے رخصت ہوگیا۔دنیا کے تمام اسباب دنیا ہی میں رہ گئے۔صرف اپنے اعمال ہی اپنے ساتھ لے جاسکا۔

﴿136﴾

ربودی دل زچاک سینہَ من   بغارت بردہ گنجینہَ من

متاعِ آرزویم با کہ دادی؟   چہ کردی با غمِ دیرینہَ من؟

ترجمہ:۔ا۔تو نے میرے چاک سینہ سے میرے دل کو اُچک لیا۔تو نے میرے خزانہ کو غارت کردیا (لوٹ لیا۔)

ترجمہ:۔۲۔میری آرزو کی متاع تو نے کسے دے دی؟ تو نے میرے پرانے غم کے ساتھ کیا کیا۔؟

تشریح تُو نے میرے چاک شدہ سینے سے میرا دل نکال لیا ہے۔یہی میرا خزانہ تھا جسے تو نے لوٹ لیا۔اور اسے برباد کردیا۔اور میری آرزو کا سامان کس کے حوالے کردیا۔تو نے

میرے دیرینہ غم کے ساتھ کیا کیا؟

﴿137﴾

ز پیشِ من جہانِ رنگ و بو رفت زمین و آسمان و چار سو رفت

تو رفتی اے دل از ہنگامۂ او؟ و یا از خلوت آبادِ تو او رفت؟

ترجمہ:۔ا۔میرے سامنے سے جہانِ رنگ و بو جاتا رہا۔زمین و آسمان اور چاروں اطراف جاتے رہے۔

ترجمہ:۔۲۔اے دل! کیا تو اس (زندگی کے) ہنگاموں سے چلا گیا؟ یا پھر تیری خلوتیں تیری آبادی سے جاتی رہیں۔؟

تشریح رنگ و بو کا جہان میرے سامنے نہیں رہا، نہ زمین اور نہ ہی آسمان اور نہ ہی چاروں اطراف موجود ہیں۔اے دل کیا تو میری زندگی کے ہنگاموں سے رخصت ہو گیا ہے اور یہ جہان تیرے خلوت کدے سے نکل گیا ہے۔کیونکہ یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ مجھے میرے چار سو کچھ بھی موجود نظر نہیں آتا۔

﴿138﴾

مرا از پردۂ ساز آگہی نیست ولے دانم نوائے زندگی چیست

سرودم آنچناں در شاخساراں گل از مرغِ چمن پرسد کہ ایں کیست؟

ترجمہ:۔ا۔میں ساز کے پردہ سے آگاہ نہیں ہوں،لیکن میں جانتا ہوں کہ زندگی کا نغمہ کیا ہے؟

ترجمہ:۔۲۔میں نے شاخوں پر ایسا پُر سرور نغمہ گایا کہ پھول نے بلبل سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟

تشریح اگر چہ میں ساز کے راز سے واقف نہیں ہوں لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ زندگی کا نغمہ کیا ہے۔اس لئے میں نے شاخ پر بیٹھ کر ایسا سرور بخش نغمہ گایا کہ پھول نے بلبل سے پوچھا یہ کون ہے جس نے اس قدر خوبصورت راگ سنایا ہے اس کی آواز تو تم سے ملتی جلتی نہیں۔

﴿139﴾

نوا مستانہ در محفل زدم من شرارِ زندگی بر ِگل زدم من

دل از نورِ خرد کردم ضیا گیر خرد را بر عیارِ دل زدم من

ترجمہ:۔ا۔ میں نے محفل میں مست کردینے والا نغمہ گایا۔ میں نے زندگی کے شرارے (حقیقتیں) مٹی (انسان) پر مارے۔

ترجمہ:۔۲۔ میں نے اپنے دل کو عقل کے نور سے منور کیا اور پھر عقل کو دل کے چور پردے مارا۔

تشریح میں نے محفل میں مست کردینے والا نغمہ گایا اور اس طرح اس مٹی سے بنے ہوئے انسان پر زندگی کے شرارے پھینکے یعنی مٹی کو زندگی اور زندگی کی حرارت سے فیض یاب کیا، میں نے اپنی عقل کے نور سے اپنے دل کو منور کیا اور پھر عقل کو دل کے چور پردے پر مارا یعنی عقل کیلئے دل کو معیار بنایا۔

﴿140﴾

عجم از نغمہ ہائے من جواں شد ز سوادیم متاعِ او گراں شد

ہجومے بود رہ گم کردہ در دشت ز آوازِ درایم کارواں شد

ترجمہ:۔ا۔ عجم میرے نغموں کی بدولت جوان ہوگیا۔ میرے سودا (شاعری کی بیماری) کے طفیل عجم کی قدرو قیمت زیادہ ہوگئی۔

ترجمہ:۔۲۔ عجمی اس ہجوم کی طرح تھے جس نے جنگل میں اپنا راستہ کھو دیا ہو۔ اہل عجم میری گھنٹی کی آواز کے طفیل قافلے کی صورت اختیار کرگئے۔

تشریح عجم میں میرے نغموں کے سبب زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی اور وہ جوان سوگیا میں نے اپنی شاعری کے ذریعے اس کی قدرو قیمت میں اضافہ کیا۔ کیونکہ عجمی ایک ایسے ہجوم کی صورت تھے جو جنگل میں اپنا راستہ کھو بیٹھے ہوں لہذا میری گھنٹی کی آواز (شاعری) ہی سے اُنہوں نے قافلے کی صورت اختیار کی۔ اور اپنے آپ کو زندگی سے جوڑا۔

﴿141﴾

عجم از نغمہ ام آتش بجاں است صدائے من درائے کاروان است
حُدی را تیز تر خوانم چو عرؔفی کہ رہ خوابیدہ و محمل گراں است

ترجمہ:۔ا۔عجم میرے نغموں کی بدولت آتش بجاں (متحرک) ہو گئے۔میری صدا ان کے لئے کارواں کی گھنٹی ثابت ہوئی۔

ترجمہ:۔۲۔ میں عرؔفی کی طرح حُدی (اونٹ کو مسلسل چلانے کے لیے پڑھا جانے والا گیت) کو تیز تیز پڑھتا ہوں، کیونکہ عجم کا اونٹ راستے میں سویا ہوا ہے اور اس پر بہت سا بوجھ لدا ہوا ہے۔

تشریح میرے شعروں کی وجہ سے وہ مسلمان جو عرب کے علاوہ ادھر ادھر آباد تھے متحرک ہو گئے اور میری شاعری کے سبب اُنہوں نے ایک کارواں کی شکل میں اپنے آپ کو اکٹھا کیا یعنی میری شاعری نے کارواں کیلئے گھنٹی کا کام کیا۔ میں عرفی کی طرح اونٹ کو تیز چلانے والا گیت تیز تیز سناتا ہوں تا کہ اس گیت کی آواز سن کر جو راستے میں سویا اپنے اوپر بھاری بوجھ لادے پڑا ہے بیدرا ہو جائے اور میرے گیت کے ردھم پر تیز رفتاری سے چلنا شروع کردے اگر چہ۔

﴿142﴾

ز جانِ بیقرار آتش کشادم دلے در سینۂ مشرقؔ نہادم
گِلِ او شعلہ زار از نالۂ من چو برق اندر نہادِ او فتادم

ترجمہ:۔ا۔ بے قرار جان سے میں نے آگ پیدا کی۔اسے دل بنا کر مشرق کے سینے میں رکھ دیا۔

ترجمہ:۔۲۔اس کی مٹی میرے نالہ سے شعلہ زار بن چکی ہے۔ میں بجلی کی طرح اس کی سرشت پر گرا ہوں۔

تشریح میں نے اپنی بے قرار جان سے آگ پیدا کر کے اسے دل بنایا اور پھر اسے مشرق کے سینے میں رکھ دیا۔ یعنی میرا دل مشرق کے سینے میں دھڑکتا ہے اب مشرق کی مٹی میرے نالوں کی وجہ سے شعلہ زار میں ڈھل چکی ہے یعنی مشرقی مٹی سے آگ کے شعلے پیدا ہونے لگے ہیں، یہ میرے ہی سبب ہے کہ میں بجلی بن کر اس کی فطرت پر گرا ہوں۔

﴿143﴾

مرا مثلِ نسیم آوارہ کردند دلم مانندِ گل صد پارہ کردند

نگاہم را کہ پیدا ہم نہ بیند شہیدِ لذّت نظّارہ کردند

ترجمہ:۔ا۔ مجھے بادِ نسیم کی طرح آوارہ کر دیا گیا ہے۔ میرے دل کے پھول کی طرح سو ٹکڑے کر دیئے گئے۔

ترجمہ:۔۲۔ ظاہر تک کو دیکھنے سے محروم رہنے والی میری نگاہ کو لذّتِ نظارہ کا دلدادہ بنا دیا گیا ہے۔

تشریح جس طرح صبح کی پھول کھلانے والی معطر ہوا آوارہ مزاج ہے مجھے بھی اسی طرح آوارہ بنا دیا گیا ہے اور میرے دل کے پھول کی پنکھڑیوں کی طرح سو ٹکڑے کر دیئے گئے۔ یعنی مجھے صد چاک کر دیا گیا۔ اس طرح میری نظر جو ظاہری چیزوں کو پوری طرح دیکھنے کے قابل نہیں اُسے حقیقت کے نظاروں کے لطف و کرم سے فیض یاب کر دیا گیا۔

﴿144﴾

خرد کرپاس را زرّینہ سازد کمالش سنگ را آئینہ سازد

نوائے شاعرِ جادو نگارے زہرِ زندگی نوشینہ سازد

ترجمہ:۔ا۔ عقل موٹے کپڑے کو سونے کی تاروں والا کپڑا بنا دیتی ہے۔ اس کا کمال پتھر تک کو آئینہ میں تبدیل کر دیتا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ جادو نگار شاعر کا نغمہ زندگی کے زہر کو شیریں شربت بنا دیتا ہے۔

تشریح عقل میں یہ خوبی ہے کہ وہ موٹے کپڑے کو سونے کے تاروں والا قیمتی کپڑا بنا دیتی ہے اور

اپنے کمال کی بدولت پتھر کو آئینے کا روپ دے دیتی ہے۔ لیکن شاعر کو یہ کمال حاصل ہے کہ وہ اپنے شعروں کے جادو سے زندگی کے گیت کو زہر سے میٹھا شربت بنا دیتا ہے۔ اور زندگی میں دلکشی پیدا کر دیتا ہے۔

﴿145﴾

ز شاخِ آرزو بر خوردہ ام من   بہ رازِ زندگی پے بردہ ام من
بترس از باغباں اے ناوک انداز   کہ پیغامِ بہار آوردہ ام من

ترجمہ:۔ا۔آرزو کی شاخ سے میں نے لذیذ پھل کھایا ہے۔ میں نے زندگی کے راز کو پا لیا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔اے تیر چلانے والے شکاری! باغباں سے ڈر کہ میں بہار کا پیغام لایا ہوں۔

تشریح آرزو کی شاخ پر اُگنے والے پھل کے ذائقے سے واقف ہوں اور میں زندگی کے راز کو پا گیا ہوں اے تیر چلانے والے شکاری باغ کے رکھوالے سے ڈر کیونکہ میں باغ میں بہار کا پیغام لانے والا ہوں اور اس باغ کی حالت کو بدل دینے والا ہوں جواب صرف شکار گاہ ہے۔

﴿146﴾

خیالم کو گُل از فردوس چیند   چو مضمونِ غریبے آفریند
دلم در سینہ می لرزد چو برگے   کہ بر وے قطرۂ شبنم نشیند

ترجمہ:۔ا۔میری بلند خیالی اس وقت جنت کے پھولوں کو چن لیتی ہے، جب وہ منفرد مضمون تیار کرتی ہے۔

ترجمہ:۔۲۔میرا دل میرے سینے میں اس پتے کی طرح لرزتا ہے کہ جس پر شبنم کا قطرہ گرا ہو۔

تشریح میرے خیال اس قدر بلند ہیں کہ جس وقت وہ انوکھے مضامین تیار کر رہے ہوتے ہیں گویا وہ جنت کے باغ سے خوبصورت اور خوشبوئیں لٹانے والے پھولوں کو چُن رہے ہوتے ہیں۔ ایسے میں میرا دل میرے سینے میں خوشی سے اس پتے کی طرح تھرکتا جو اپنے اوپر

شبنم کا قطرہ ٹپکنے سے لرزتا ہو۔

﴿147﴾

عجم بحریست ناپیدا کنارے   کہ در وے گوہرِ الماس رنگ است
و لیکن من نہ رانم کشتی خویش   بدریائے کہ موجش بے نہنگ است

ترجمہ:۔ ا۔ عجم ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ جس میں ایسے موتی ہیں جن کا رنگ الماس (ہیرے) جیسا ہے۔

ترجمہ:۔ ۲۔ لیکن میں اس دریا میں اپنی کشتی نہیں چلاتا کہ جس دریا کی موجوں میں خونخوار مگرمچھ نہ ہوں۔

تشریح عجم ایک بے کراں سمندر کی طرح ہے جس میں ایسے بے حد قیمتی موتی موجود ہیں جو سفید اور نہایت چمکیلے ہیں۔ لیکن میں اس میں اپنی کشتی نہیں چلاتا اس لئے کہ اس سمندر کی موجوں میں خونخوار مگرمچھ موجود نہیں یعنی میں آسانیوں کا طلب گار نہیں بلکہ سمندر کا سینہ چیر کر اور خطروں سے کھیل کر راستہ بنانے والا ہوں۔

﴿148﴾

مگو کارِ جہاں نا استوار است   ہر آنِ ما ابد را پردہ دار است
بگیر امروز را محکم کہ فردا   ہنوز اندر ضمیرِ روزگار است

ترجمہ:۔ ا۔ یہ نہ کہنا کہ جہان کا کام غیر مستحکم ہے۔ ہماری ہر آن ابد کی پردہ دار ہے۔

ترجمہ:۔ ۲۔ زمانۂ حال کو مضبوطی سے پکڑ لو، کیونکہ مستقبل ابھی تک زمانے کے ضمیر میں پوشیدہ ہے۔

تشریح یہ نہ کہنا کہ دنیا کے کام میں پائیداری موجود نہیں ہماری نہیں ہمارے ایک ایک لمحے کے اندر ابد چھپا ہوا ہے۔ موجود زمانے کو مضبوطی سے پکڑ لو یعنی اسے بہتر طور پر جیو جیسے جینے کا حق ہے کیونکہ آنے والا کل ابھی آیا نہیں وہ ابھی زمانے کے باطن میں چھپا ہوا ہے۔ اور آنے والے کل کا انحصار آج پر ہوتا ہے۔

149

رمیدی از خداوندانِ افرنگ ولے بر گور و گنبد سجدہ پاشی

بہ لالائی چناں عادت گرفتی ز سنگِ راہ مولاے تراشی

ترجمہ:۔ا۔تو فرہنگی آقاؤں (مشرکوں) سے بھاگا ہے، لیکن پھر بھی تو قبروں اور گنبدوں پر سجدے کر رہا ہے؟ (یعنی مشرکوں سے بھاگنے والا خود شرک میں مبتلا ہو گیا ہے)

ترجمہ:۔۲۔ہندوں کے ساتھ رہنے کے سبب سے تو نے یہ عادت اپنالی ہے کہ ہر راستے کے پتھر کو تو اپنا آقا بنا لیتا ہے۔

تشریح تجھے فرنگی آقاؤں جو مشرک ہیں سے بھاگ کر کیا حاصل ہوا جو تو قبروں اور گنبدوں پر سجدے کر رہا ہے یعنی مشرکوں کے چنگل سے نکل کر خود شرک کے چنگل میں پھنس گیا ہے ۔تو نے ہندووں کے ساتھ رہ رہ کر اُن کا طریقہ کار اپنالیا ہے جس طرح وہ راہ چلتے راستے کے پتھروں کو اپنا آقا بنا لیتے ہیں تو بھی ویسا ہی کرنے لگا ہے ۔اے مسلمان! اپنے بزرگوں کے طریق کار کو اپنا اور اپنے کھوئے ہوئے وقار کو بحال کر۔

150

قبائے زندگانی چاک تا کے؟ چو موراں آشیاں در خاک تا کے؟

بہ پرواز آ و شاہینی بیاموز تلاشِ دانہ در خاشاک تا کے؟

ترجمہ:۔ا۔کب تک لباسِ زندگی پھٹا رہے گا؟ کب تک چیونٹیوں کی طرح خاک میں آشیانہ رہے گا؟

ترجمہ:۔۲۔اڑان اختیار کر اور شاہینی سیکھ۔تو کب تک تنکوں میں اپنا دانہ تلاش کرتا رہے گا؟

تشریح زندگی کا لباس کب تک پھٹا رہے گا اور کب تک یونہی چیونٹیوں کی طرح خاک میں گھر بنا کر رہے گا تجھے چاہیے کہ اُڑان بھرے اور شاہینوں کی طرح اُڑنا سیکھے اس طرح تنکوں میں کب تک اپنا دانہ تلاش کرتا رہے گا۔کہ تیرا یہ مقام نہیں۔

﴿151﴾

میانِ لالہ و گُل آشیاں گیر ز مرغِ نغمہ خواں درسِ فغاں گیر
اگر از ناتوانی گشتہ پیر نصیبے از شبابِ ایں جہاں گیر

ترجمہ:۔۱۔ لالہ اور گلاب کے پھولوں کے درمیان اپنا آشیانہ تعمیر کر۔ نغمہ خوان پرندے (کوئل) سے آہ وفغاں سیکھ۔

ترجمہ:۔۲۔ اگر تو ضعف کے سبب سے خود کو بڑھاپے کا مارا ہوا سمجھ بیٹھا ہے تو پھر اس دنیا کے شباب سے اپنا نصیب حاصل کر۔

تشریح اپنے آپ کو پہچان اور لالہ کے پھول اور گلاب کے پھولوں کے درمیان میں رہنا سیکھ، گیت گانے والی کوئل سے آہ وفغاں سیکھ۔ اگر تو اپنی کمزوری کی وجہ سے خود کو بوڑھا سمجھ بیٹھا ہے تو پھرا س دنیا کے شباب سے اپنا نصیب حاصل کرنے کی کوشش کر۔

﴿152﴾

بجانِ من کہ جاں نقشِ تن انگیخت ہوائے جلوۂ ایں گُل را دورو کرد
ہزاراں شیوہ دارد جانِ بیتاب بدن گردد چو با یک شیوہ خو کرد

ترجمہ:۔۱۔ میری جان میں جب جان نے تن کا نقش ابھارا۔ جلوہ کی خواہش نے اس پھول کے دو رُخ کر دیئے۔

ترجمہ:۔۲۔ جانِ بے تاب ہزاروں کیفیتیں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اگر یہ ایک کیفیت اختیار کر لے تو بدن بن جائے۔

تشریح میری روح نے جب تن کو پیدا کیا تو جلوے کی آرزو نے اس پھول کے دو چہرے بنا دیئے بے قرار جان کے ہزاروں رنگ ہیں لیکن جب اس نے ایک رنگ اختیار کر لیا تو بدن بن گیا۔

﴿153﴾

بگوشم آمد از خاکِ مزارے که در زیرِ زمیں هم می تواں زیست

نفس دارد و لیکن جاں ندارد کسے کو بر مرادِ دیگراں زیست

ترجمہ:۔ا۔میرے کان میں ایک مزار کی مٹی سے یہ آواز آئی کہ زمین کے نیچے بھی زندہ رہا جا سکتا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔وہ سانس تو رکھتا ہے لیکن جان نہیں رکھتا جو کوئی دوسروں کی مراد پر زندہ ہے۔

تشریح ایک مزار کی مٹی سے میرے کان میں یہ آواز آئی کہ زمین کے نیچے یعنی قبر میں بھی زندہ رہا جا سکتا ہے اور یہی آواز زمین کے نیچے زندہ رہنے کا ثبوت فراہم کر رہی تھی۔ مگر وہ شخص جو دوسروں کی خواہش پر زندہ رہتا ہے وہ اس طرح ہے جیسے صرف سانس لے رہا ہے مگر زندہ نہیں ہے مراد یہ کہ غلامی کی زندگی زندگی نہیں۔

﴿154﴾

مشو نومید ازیں مشتِ غبارے پریشاں جلوۂ نا پایدارے

چو فطرت می تراشد پیکرے را تمامش می کند در روزگارے

ترجمہ:۔ا۔اس مٹھی بھر مٹی (انسان) سے ناامید نہ ہونا۔ وہ تو ناپائیدار اور پریشان جلوہ ہے۔

ترجمہ:۔۲۔جب فطرت کوئی پیکر تراشتی ہے تو اس کے زمانے میں ہی اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا دیتی ہے۔

تشریح اس انسان سے نا اُمید نہ ہو کہ اس کا جلوہ پریشان بھی ہے اور ناپائیدار بھی کیونکہ فطرت جب کوئی پیکر تراشی ہے تو اُسے اُس کے زمانے میں ہی مکمل کرتی ہے۔ لہذا یہ اپنی تکمیل کے مراحل میں ہے اس لئے اس سے اُمید رکھ۔

﴿155﴾

جہانِ رنگ و بو فہمیدنی ہست
دریں وادی بسے گل چیدنی ہست

ولے چشم از درونِ خود نہ بندی
کہ در جانِ تو چیزے دیدنی ہست

ترجمہ:۔ا۔ جہانِ رنگ و بو (دنیا) فہم کے لیے ہے۔اس وادی میں بہت سے پھول چنے جانے کے قابل ہیں۔

ترجمہ:۔۲۔اپنے اندر دیکھنے سے آنکھ کو بند نہ کر، کیونکہ تیری جان میں بھی ایک قابلِ دید چیز (دل) ہے۔

تشریح یہ رنگا رنگ دنیا سمجھنے کیلئے ہے اور اس دنیا میں بہت سے پھول ایسے ہیں جو بہت خوبصورت ہیں اور چُنے جانے کے جانے کے قابل ہیں اپنے اندر دیکھ اور تلاش کر کہ تیرے وجود میں بھی ایک ایسی چیز موجود ہے جو واقعی دیکھنے کے قابل ہے۔اور وہ ہے دل جو خود ایک دنیا ہے ایسی دنیا جو رنگ و بو سے لدی ہوئی ہے اور دلکشی میں اپنے کمال پر ہے

﴿156﴾

تو می گوئی کہ من ہستم ، خدا نیست
جہانِ آب و گِل را انتہا نیست

ہنوز ایں راز بر من ناکشود است
کہ چشم آنچہ بیند ہست یا نیست

ترجمہ:۔ا۔کیا تو یہ کہتا ہے کہ میں تو موجود ہوں لیکن خدا موجود نہیں ہے؟ جہان آب وگل کی انتہا نہیں ہے۔؟

ترجمہ:۔۲۔ابھی تک مجھ پر یہ راز نہیں کھلا کہ میری آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے وہ ہے بھی یا نہیں ہے۔

تشریح کیا تو یہ کہتا ہے! کہ میں تو موجود ہوں لیکن وہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہ موجود نہیں اور یہ جو دنیا ہے جس میں رہ رہا ہوں یہ کبھی نہ ختم ہونے والی ہے یعنی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہے اسے فنا نہیں۔
مگر مجھ پر تو ابھی تک یہ راز بھی نہیں کھلا کہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں وہ ہے یا نہیں اور تُو دنیا کو ہمیشہ قائم

رہنے والی قرار دے رہا ہے۔

157

بساطم خالی از مرغِ کباب است　　نہ در جامم مےَ آئینہ تاب است
غزالِ من خورد برگِ گیاہے　　ولے خونِ دلِ او مشکناب است

ترجمہ:۔ا۔میرا دسترخوان بھنے ہوئے مرغ سے محروم ہے اور نہ ہی میرے جام میں آئینہ کی طرح روشن شراب ہے۔

ترجمہ:۔۲۔میرا ہرن سبزہ خور ہے، لیکن اس کے دل کا خون سراسر خالص مشک کی خوشبو دیتا ہے۔

تشریح　نہ تو میرے دسترخوان پر بھنا ہوا مرغ اور کباب موجود ہیں اور نہ ہی میرے جام میں عمدہ اور آئینے کی طرح چمکتی ہوئی شراب موجود ہے یعنی مراد دسترخوان امراء کی طرح سجا ہوا نہیں ہے میرا ہرن پتے کھاتا ہے مگر اس کے دل کا خون مشک نافہ کی طرح خوشبودار ہے

158

رگِ مسلم ز سوزِ من تپید است　　زچشمش اشکِ بیتابم چکید است
ہنوز از محشرِ جانم نداند　　جہاں را با نگاہِ من ندید است

ترجمہ:۔ا۔مسلمان کی رگ میرے سوز سے تڑپ رہی ہے۔اس کی آنکھ سے میری بے تابی کا آنسو گر رہا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔ابھی تک وہ میری جان میں برپا ہونے والی قیامت کو نہیں دیکھ سکا، کیونکہ اس نے جہان کو میری نگاہ سے نہیں دیکھا۔

تشریح　مسلمان کی رگوں میں خون کی تڑپ اور حرارت میرے سوز کے سبب ہے اور اس کی آنکھ سے میری ہی بے چینی اور بے تابی کے آنسو گر رہے ہیں۔لیکن ابھی تک وہ میری جان میں اُٹھنے والی قیامت کو نہیں دیکھ پایا کیونکہ اُس نے جہاں کو میری نظر سے نہیں دیکھا کہ یہ جہان مسلمان ہی کیلئے ہے یعنی جب وہ میری نگاہ سے جہان کو دیکھے گا تو یقیناً اُس کی

جان میں بھی ایسی ہی قیامت بپا ہوئی۔

﴿159﴾

بحرف اندر نگیری لا مکاں را درونِ خود نگر ، ایں نکتہ پیدا ست
بہ تن جاں آنچناں دارد نشیمن کہ نتواں گفت اینجا نیست آنجاست

ترجمہ:۔ا۔لا مکاں کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔اپنے اندر نگاہ ڈال کہ یہ نکتہ وہاں موجود ہے۔

ترجمہ:۔۲۔جسم میں جان کا نشیمن اس طرح موجود ہے کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ یہاں نہیں ہے اور وہاں ہے۔

تشریح اپنے اندر نگاہ ڈالے گا تو تجھے یہ نکتہ وہاں ملے گا کہ لا مکاں کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا اور یہ بات اسی طرح سمجھ آ سکتی ہے کہ ہمارے جسم کے اندر ہماری جان نے اپنا آشانہ بنایا ہوا ہے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ آشیانہ موجود ہے لیکن کوئی یہ نہیں بتا سکتا کہ ہماری جان ہمارے جسم کے کس حصے میں رہتی ہے۔

﴿160﴾

بہر دل عشق رنگِ تازہ بر کرد گہے با سنگ گہ با شیشہ سر کرد
ترا از خود ربود و چشمِ تر داد مرا با خویشتن نزدیک تر کرد

ترجمہ:۔ا۔ہر دل میں عشق نے تازہ رنگ اُبھارا ہے۔عشق کبھی تو پتھر سے اور کبھی شیشہ سے موافقت پیدا کرتا ہے۔

ترجمہ:۔۲۔اس نے تجھے خود سے چھین لیا ہے، اور تجھے چشمِ تر عطا کر دی ہے، لیکن مجھے عشق نے اپنا قرب عطا کر دیا ہے۔

تشریح یہ عشق کا کمال ہے کہ وہ ہر دل میں اپنے تازہ رنگ اُبھارتا ہے۔لہذا کبھی وہ پتھر سے مطابقت پیدا کر لیتا ہے اور کبھی شیشے سے موافقت پیدا کر لیتا ہے۔تیرے عشق نے تجھے خود سے چھین لیا ہے اور تجھے چشمِ تر عطا کر دی ہے جبکہ میرے عشق نے مجھے اپنا قرب عطا

کردیا ہے۔

﴿161﴾

ہنوز از بندِ آب و گل نہ رَستی تو گوئی رومیؔ و افغانیمؔ من

من اول آدمِ بے رنگ و بویم ازاں پس ہندیؔ و تورانیمؔ من

ترجمہ:۔۱۔تو ابھی تک پانی اور مٹی سے رہائی نہ پا سکا؟ تو ابھی تک خود کو رومی اور افغانی کہتا ہے؟

ترجمہ:۔۲۔میں پہلے تو رنگ و بو کے امتیاز کے بغیر انسان ہوں۔ پھر ہندی اور تورانی ہوں۔

تشریح ابھی تو تو پانی اور مٹی سے ہی اپنے آپ کو رہائی نہیں دے سکا اور کہہ رہا ہے کہ تو رومی ہے اور افغانی ہے۔ میں سب سے پہلے انسان ہوں اور تمام تر نسلی امتیاز اور رنگوں کے فرق سے ماورا ہوں۔اس کے بعد میں ہندوستان کا باشندہ ہوں یا توران کا رہنے والا ہوں۔

﴿162﴾

مرا ذوقِ سخن خوں در جگر کرد غبارِ راہ را مشتِ شرر کرد

بگفتارِ محبت لب کشودم بیاں ایں راز را پوشیدہ تر کرد

ترجمہ:۔۱۔شاعری کے ذوق نے میرے جگر میں خون کردیا۔اسی نے غبارِ راہ (راستے کی مٹی) کو مشتِ شرر (سوز و تڑپ والا انسان) کردیا۔

ترجمہ:۔۲۔جب بھی میں نے محبت پر بات کرنے کے لیے لب کشائی کی تو میرے اس بیان نے اس راز کو اور پوشیدہ کردیا۔

تشریح شاعری کے ذوق کی وجہ سے میرے جگر کا خون ہوا ہے اور اسی ذوق کی بدولت راستے میں اُڑتا ہوا مٹھی بھر غبار شراروں میں تبدیل ہوا ہے۔یعنی خاک انسان کا روپ دھار گئی ہے جو احساسات اور زندگی سے مرصع ہے اور محبت کا سوز اس کی زندگی کا حصہ ہے۔لہذا جب بھی میں نے محبت پر کوئی بات کرنے کی کوشش کی اور اس کے راز کو ظاہر کرنے کا ارادہ کیا میرے بیان نے ہی اس راز پر مزید پردے ڈال دیئے۔

163

گریز آخر ز عقلِ ذوفنوں کرد　　دلِ خود کام را از عشق خوں کرد

ز اقبالِ فلک پیما چہ پرسی　　حکیمِ نکتہ دانِ ما جنوں کرد

ترجمہ:۔ا۔ بالآخر میں نے مکروفریب سے پُر عقل سے اجتناب کیا۔ میں نے اپنے خودغرض دل کو عشق سے خون کرڈالا۔

ترجمہ:۔۲۔ عقل کے گھوڑوں کے سوار اقبال کے بارے میں کیا پوچھتے ہیں؟ میرے نکتہ دان حکیم نے ہی تو مجھے مجنون کردیا۔

تشریح　آخرکار اقبال نے مکروفریب سے بھری ہوئی عیار عقل سے کنارا کرلیا اور اپنے خودغرضی میں مبتلا دل کو عشق سے خون کرڈالا یعنی عشق کے حوالے کردیا۔ آپ اُس اقبال کے بارے میں کیا پوچھتے ہیں جو عقل کے گھوڑوں پر سوار ہوا کرتا تھا حیرت تو اس پر ہے کہ اُسی فلسفی اور نکتہ دان یعنی اقبال نے ہی تو عقل کی بجائے عشق وجنون کی باتیں کی ہیں۔

افکار (علامہ اقبال کی فکروسوچ)

گُلِ نخُستین

(بہار کا پہلا پھول)

ہنوز ہم نفسے در چمن نمی بینم بہار می رسد و من گلِ نخستینم

ترجمہ:۔ میں ابھی تک کوئی بھی ساتھی چمن میں نہیں دیکھ پایا۔ بہار آ پہنچی اور میں بہار کا پہلا پھول ہوں۔

تشریح ابھی تک چمن میں میرا کوئی دوسرا ساتھی نہیں میں پہلا پھول ہوں جو بہار آنے پر کھلا ہے۔ یہاں بہار آنے سے مراد ہے اسلام کی تجدید۔

بہ آبجو نگرم ، خویش را نظارہ کنم بایں بہانہ مگر روے دیگرے بینم

ترجمہ:۔ میں نہر کے پانی میں اپنا خود ہی نظارہ کرتا ہوں۔ اس بہانے گویا میں کسی اور کا چہرہ دیکھ رہا ہوں۔

تشریح میں ندی کے پانی میں اپنے عکس کو دیکھتا ہوں اس بہانے سے جیسے میں کسی اور کا چہرہ دیکھ رہا ہوں یعنی میں اپنے آپ کو اپنے آپ سے الگ کر کے دیکھتا ہوں اور اپنے محاسن تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

بخامۂ کہ خطِ زندگی رقم زدہ است نوشتہ اند پیامے بہ برگِ رنگینم

ترجمہ:۔ قلم کہ جس سے اللہ نے زندگی کا خط لکھا ہے، اسی سے میری رنگیں پتیوں پر ایک پیام لکھ دیا ہے۔

تشریح وہ قلم جس سے خالقِ کائنات نے زندگی کا خط لکھا ہے یعنی زندگی کو جس عبارت میں محدود کیا ہے اسی قلم سے میری رنگین پتیوں پر بھی ایک پیغام لکھ دیا ہے۔

دلم بہ دوش و نگاہم بہ عبرتِ امروز شہید جلوۂ فردا و تازہ آئینم

ترجمہ:۔ میرا دل ماضی اور میری نگاہ حال کی عبرت میں مگن ہے۔ میں مستقبل کے جلوؤں کا مقتول اور نئے اصولوں کا منتظر ہوں۔

تشریح میرا دل ماضی کے اسلام میں اٹکا ہوا ہے اور میری نظر موجود دور کے حالات کی تلخیوں کو دیکھ کر پریشان ہے۔ میں اسلام کی اقدار کو نئے انداز میں پیش کرتا ہوں اور آنے والے اسلامی دور کا بڑی شدت سے منتظر ہوں اور چاہتا ہوں کہ اسلام کا بول بالا ہو۔

زتیرہ خاک دمیدم ، قبائے گل بستم وگرنہ اخترِ واماندۂ ز پروینم

ترجمہ:۔ میں تو تاریک مٹی سے کھلا ہوں اور پھول کی قبا پہن لی۔ ورنہ میں اپنی پروین کا ایک پیچھے رہ جانے والا ستارہ ہوں۔

تشریح یہ الگ بات کہ میں زمین کی تاریک تہہ سے نکلا ہوں پھول کا لباس پہنے ہوئے ہوں ورنہ تو میں اُن سات ستاروں میں سے ایک ہوں آسمان کی جو نہایت بلندی پر اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں اور بدقسمتی سے اپنے قافلے سے پیچھے رہ گیا ہوں۔

۞۞۞

دُعا

اللہ تعالیٰ کے حضور التجا

اے کہ از خمخانۂ فطرت بجامم ریختی زآتشِ صہبائے من بگداز مینائے مرا

ترجمہ:۔ اے وہ ذات کہ جس نے فطرت کے شراب خانہ کی شراب میرے جام میں انڈیلی ہے۔ میری شراب کی آگ سے میری صراحی کو پگھلادے۔

تشریح اے اللہ کی پاک ذات تو نے فطرت کے شراب خانے کی شراب میری جام میں ڈال دی ہے۔ میری شراب کی آگ سے میری صراحی کو بھی پگھلا دے۔ تاکہ میں اپنی حدود سے نکل آؤں۔

عشق را سرمایہ ساز از گرمیٔ فریادِ من شعلۂ بیباک گرداں خاکِ سینائے مرا

ترجمہ:۔ اے اللہ! میری فریاد کے جوش کے سبب عشق کو سرمایہ عطا فرمادے۔ میری طورِ سینا کی خاک کو بے باک شعلہ بنادے۔

تشریح اے اللہ! میری فریاد کی گرمی اور حرارت کی شدت سے عشق کو سرمایہ عطا فرما، اور کامیاب بنادے۔ اور میری طورسینا کی خاک کو بے باک شعلہ بنادے یعنی مجھے بھی حضرت موسیٰ کی طرح اپنے جلوے سے فیض یاب فرما۔

چوں بمیرم از غبارِ من چراغِ لالہ ساز تازہ کن داغِ مرا، سوزاں بصحرائے مرا

ترجمہ:۔ جب میں مر جاؤں تو میرے غبار سے گلِ لالہ کا چراغ بنانا۔ میرے (عشق کے) داغ کو ہمیشہ تازہ رکھنا اور میرے صحراء میں سوز پیدا کیے رکھنا۔

تشریح میرے مرنے کے بعد جب میرا وجود اپنی اصلی حالت میں آجائے یعنی مٹی بن جائے تو اس مٹی سے لالے کے پھول کا چراغ بنانا (گلِ لالہ کو اُس کے رنگ کی مناسبت سے چراغ کہا ہے کیونکہ اس کا رنگ آتشیں ہوتا ہے)

اس طرح میرے عشق کے داغ کو مٹنے نہ دینا اور تازہ رکھنا اور میرے صحرا میں جلن کو بھی

پیدا کئے رکھنا۔ یعنی میرے بعد میرے اشعار اور افکار سے فیض یاب ہوتے رہنا۔

ہلالِ عید

(عید کے پہلے دن کا چاند)

نتواں ز چشمِ شوق رمید اے ہلالِ عید از صد نگہ براہِ تو دامے نہادہ اند

ترجمہ:۔ اے ہلالِ عید! تو میرے شوق کی نگاہ سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ لوگوں نے تو سینکڑوں نگاہوں کے تیر بطورِ جال تیرے لیے بچھا رکھے ہیں۔

تشریح اے عید کے چاند تو میرے شوق کی نگاہ (یعنی تجھے دیکھنے کا شوق) سے بچ کر نہیں جا سکتا کیونکہ جتنے لوگ تجھے دیکھنے کیلئے بے چین ہو رہے ہیں ان سب کی نگاہیں میری نگاہیں ہیں اور میں نے نگاہوں کا یہ جال تیرے لئے ہی بچھا رکھا ہے۔ لہٰذا تیرا بغیر اپنا نظارہ کرائے چھپ جانا ممکن نہیں۔

بر خود نظر کشا ز تہی دامنی مرنج در سینۂ تو ماہِ تمامے نہادہ اند

ترجمہ:۔ (اے ہلالِ عید!) خود پر نگاہ کر، اپنے خالی دامن کو دیکھ کر افسوس نہ کر۔ تیرے سینے میں پورا چاند چھپا ہوا ہے۔

تشریح اے عید کے چاند! اپنے آپکو دیکھ، تُو جو ایک خالی پیالے کی طرح دکھائی دے رہا ہے اس خالی پن پر افسردہ نہ ہو غور تو کر کہ تیرے سینے میں پورا چاند چھپا ہوا ہے۔ (چاند کا وہ حصہ جو زمین کی گردش کی وجہ سے زمین کے پیچھے چھپ جاتا ہے اور چاند کا نہ چھپنے والا حصہ ہلالی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جو واضح اور روشن ہوتا ہے)

تسخیرِ فطرت (فطرت کی تسخیر)

ا۔ میلادِ آدم

(حضرت آدم کا میلاد)

نعرہ زد عشق کہ خونیں جگرے پیدا شد
حسن لرزید کہ صاحب نظرے پیدا شد

ترجمہ:۔ عشق نے نعرہ مارا تو ایک خونی جگر والا پیدا ہوا۔ حسن لرز گیا کیونکہ ایک صاحبِ نظر پیدا ہوا۔

تشریح عشق نے نعرہ لگایا کہ ایک خونی جگر والا پیدا ہو گیا حسن لرز اُٹھا کہ ایک صاحبِ نظر یعنی حُسن کے جلووں کو دیکھنے والا پیدا ہو گیا۔

فطرت آشفت کہ از خاک جہانِ مجبور
خود گرے، خود شکنے، خود نگرے پیدا شد

ترجمہ:۔ فطرت پراگندہ ہوگئی کہ مجبور و بے بس جہان کی مٹی سے ایک خود گر (خودی کو تعمیر کرنے والا)، خود شکن (نفسِ اَمّارہ کو مٹانے والا)، خود نگر (اپنی معرفت رکھنے والا) پیدا ہوا۔

تشریح فطرت اپنی جگہ پر پریشان و حیران ہوگئی کہ بے بس اور مجبور جہان کی مٹی جو بے کار پڑی ہوئی تھی اس مٹی سے کئی خوبیوں کا مالک جو خودی کو تعمیر کرنے والا ہے، اپنے نفسِ امارہ کو مٹا دینے والا ہے اور اپنے بارے میں جاننے والا اور اپنی معرفت رکھنے والا ہے، پیدا ہوا!

خبرے رفت ز گردوں بہ شبستانِ ازل
حذر اے پردگیاں پردہ درے پیدا شد

ترجمہ:۔ آسمان سے اَزل کے شبستان میں یہ خبر پہنچی، کہ ڈرو! اے پردے میں رہنے والو (فرشتو!) کہ (رازوں سے) پردہ اٹھانے والا پیدا ہو گیا ہے۔

تشریح آسمان نے یہ خبر ازل کے شبستانوں میں رہنے والے فرشتوں تک پہنچائی اور اُن سے کہا کہ ڈرو! اے پردے میں رہنے والے فرشتو! کہ رازوں سے پردہ اُٹھانے والا (آدم) پیدا ہو گیا ہے۔

آرزو بیخبر از خویش با آغوشِ حیات چشم وا کرد و جہانِ دگرے پیدا شد

ترجمہ:۔ آرزو آغوشِ حیات میں خود سے بے خبر پڑی تھی۔ اس نے چشم کشائی کی اور ایک دوسرا جہاں پیدا ہو گیا۔

تشریح زندگی کی گود میں آرزو اپنے آپ سے بے خبر سوئی پڑی تھی اس نے آنکھ کھولی تو ایک نیا جہاں پیدا ہو گیا۔

زندگی گفت کہ در خاک تپیدم ہمہ عمر تا ازیں گنبدِ دیرینہ درے پیدا شد

ترجمہ:۔ زندگی نے کہا کہ میں تمام عمر خاک میں تڑپتی رہی، حتی کہ اس پرانے گنبد میں دروازہ پیدا ہو گیا۔

تشریح زندگی نے کہا میں ساری عمر خاک میں تڑپتی رہی تب جا کر اس پرانے گنبد یعنی آسمان میں ایک دروازہ پیدا ہوا اور ایک راستہ بنا۔

۲۔ انکارِ ابلیس

(سیدنا آدمؑ کو سجدہ کرنے سے شیطان کا انکار کرنا)

نوریٔ ناداں نیم، سجدہ بآدم برم! او بہ نہاد است خاک، من بہ نژاد آذرم!

ترجمہ:۔ میں نادان نوری جسم والا (فرشتہ) نہیں ہوں کہ آدم کو سجدہ کروں۔ اس کی فطرت خاکی ہے جبکہ میں آذر نژاد (آگ سے بنایا گیا) ہوں۔

تشریح اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں شیطان مردود نے انکار کا ایک جواز گھڑا اور آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا کہ میں ناسمجھ نوری جسم والا یعنی فرشتہ نہیں ہوں کہ آدم کو سجدہ کروں یہ حکم تو نوریوں کیلئے ہے۔

می تپد از سوزِ من خونِ رگِ کائنات من بہ دوِ صرصرم، من بہ غوِ تندرم

ترجمہ:۔ کائنات کی رگوں کا خون میرے سوز کے سبب پُر جوش ہے۔ میں صرصر (تیز و تند ہوا) کی طرح طوفانی ہوں اور کڑک میں بجلی کی طرح ہوں۔

تشریح چونکہ میں آگ سے بنایا گیا ہوں اس لئے حرارت میری پیدا کردہ ہے اور کائنات کی رگوں میں جو خون دوڑ رہا ہے اس میں جو گرمی اور جوش ہے یہ میری حرارت اور گرمی کی بدولت ہے۔ میں طوفانی ہواؤں کی طرح غضب ناک اور دو آتشہ ہوں اور میری کڑک بجلی کی طرح ہے۔

رابطۂ سالمات' ضابطۂ اُمّہات سوزم و سازے وہم، آتشِ مینا گرم

ترجمہ:۔ میں سالمات (اجزائے کائنات) کا ربط ہوں۔ میں تمام ضابطوں کا آئین ہوں۔ میں خود جلتا ہوں اور دوسروں کو جِلا (زندگی و روشنی) بخشتا ہوں۔ میں ہنر مند کاریگر کی آگ ہوں۔

تشریح میں کائنات کے اجزا کا ربط ہوں یعنی کائنات کا وجود میرے دم سے ہے۔ اور کائنات کے تمام ضابطے اور قوموں کے قوانین کو میری ہی آگ سے زندگی، روشنی اور حرارت ملتی ہے۔ اور میں ہی وہ آگ ہوں جو شراب کی صراحی کو وجود دیتی ہے یعنی تکبر کی انتہا کا اظہار کیا گیا ہے۔

ساختۂ خویش را' در شکنم ریز ریز تا ز غبارِ کہن، پیکرِ نو آورم

ترجمہ:۔ میں خود ساختہ (اپنے بنائے ہوئے) جہان کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیتا ہوں، تا کہ اس پرانی گرد سے نیا پیکر پیدا کر سکوں۔

تشریح میں اپنے بنائے ہوئے جہان کو اس لئے خود ہی توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیتا ہوں تا کہ اسی کی پرانی گرد سے نیا پیکر یعنی نیا جہان پیدا کر سکوں۔

از زِ من موجۂ چرخِ سکوں ناپذیر نقش گرِ روزگار' تاب و تبِ جوہرم

ترجمہ:۔ میرے تھپیڑے سے بے سکون آسمان میں موج اٹھتی ہے۔ میری تڑپ اور حرارت کا جوہر زمانے کا نقش گر (نقوش ثبت کرنیوالا) ہے۔

تشریح یہ گھومتا ہوا بے سکون آسمان میرے ہی دریا کی ایک موج ہے۔ میں ہی زمانے کے نقوش تیار کرتا ہوں اور زمانے کے موتی کی چمک دمک دینے والا ہوں۔

پیکرِ انجم ز تو' گردشِ انجم ز من جاں بجہاں اندرم' زندگی مضمرم

ترجمہ:۔ (اے خدا!) ستاروں کا وجود تیرے سبب سے ہے، لیکن ستاروں کی گردش میری وجہ سے ہے۔ جہاں کی جان میں ہوں، زندگی مجھ میں مضمر (پوشیدہ) ہے۔

تشریح اے مالک کون ومکاں! ستاروں کو تو نے بنایا ہے لیکن ان کی گردش میری وجہ سے ہے میں ہی جہان کی جان ہوں اور جہان کے اندر چھپی ہوئی زندگی بھی میں ہی ہوں۔

تو بہ بدن جان دہی، شور بجاں من دہم تو بہ سکوں رہ زنی، من بہ تپش رہبرم

ترجمہ:۔ بدن کو جان تو تُو عطا کرتا ہے، لیکن اس میں ہنگامے میں برپا کرتا ہوں۔ تُو سکون کے ساتھ راستہ طے کرنے کا حکم دیتا ہے، لیکن تیزی کا رہبر میں ہوں۔

تشریح بدن کو جان تو تو ہی عطا کرتا ہے لیکن اس میں ہنگامے اور شور پیدا کرنے والا میں ہوں کیونکہ تُو سکون کے ساتھ راستہ طے کرنے کا حکم دیتا ہے جبکہ میں تیزی کا رہبر ہوں۔ یعنی آدم میں حرارت پیدا کرنے والا اور جلدی جلدی کا کام سرانجام دینے والا میں ہوں۔

من ز تنک مایگاں گدیہ نہ کردم سجود قاہرِ بے دوزخم، داورِ بے محشرم

ترجمہ:۔ میں نے سرمایہ سے محروم فرشتوں سے سجدہ کی بھیک نہیں مانگی (جبکہ آدم نے ایسا کیا)۔ میں قہر کرنے والا ہوں، اگرچہ میں دوزخ نہیں رکھتا۔ میں منصف ہوں اگرچہ میں قیامت نہیں رکھتا۔

تشریح ابلیس نے طنزیہ انداز اپناتے ہوئے کہا میں نے ان ظرف نہ رکھنے والوں یعنی فرشتوں سے سجدہ کی بھیک نہیں مانگی یعنی میں نے اتنا بااختیار ہونے کے باوجود بھی فرشتوں کو یہ نہیں کہا کہ مجھے سجدہ کرو، جبکہ آدم نے ایسا کیا ہے میں دوزخ نہ رکھنے کے باوجود قہر ہوں اور قیامت نہ رکھنے کے باوجود منصف ہوں۔

آدمِ خاکی نہاد، دوں نظر و کم سواد
زاد در آغوشِ تو پیر شود در بَرم

ترجمہ:۔ مٹی کی فطرت والا آدم، کم نظر اور کم عقل ہے۔ یہ پیدا تو تیری قرب میں ہوا ہے لیکن بوڑھا میرے پہلو میں ہوتا ہے۔

تشریح ابلیس کی نگاہ میں مٹی سے پیدا ہونے والا آدم کم عقل بھی ہے اور کم نظر اور کم حوصلہ بھی ہے

یہ پیدا تو تری آغوش میں ہوا ہے لیکن بوڑھا میرے ہی پہلو میں ہوگا۔

۳۔اغوائے آدم

(شیطان کا حضرت آدمؑ کو دھوکا دینا)

زندگی سوز و ساز ، بہ ز سکونِ دوام　　　فاختہ شاہین شود' از تپشِ زیرِ دام

ترجمہ:۔تڑپ وحرارت کی زندگی ہمیشہ کے سکون سے بہتر ہے۔جدوجہد کی حرارت کے سبب فاختہ بھی شاہین بن جاتی ہے۔

تشریح　سکون کی زندگی سے تڑپ اور حرارت یعنی سوز وساز والی زندگی بہتر ہے کیونکہ حرارت اور تڑپ والی زندگی میں جدوجہد ہوتی ہے اور یہی جدوجہد فاختہ، جو امن پسند اور معصوم پرندہ ہے اُسے بھی شاہین بنا دیتی ہے۔

ہیچ نیامد ز تو غیرِ سجودِ نیاز　　　خیز چو سروِ بلند' اے بعمل نرم گام

ترجمہ:۔(اے آدم! یہاں جنت میں) نیازمندی کے سجدوں کے سوا تجھے اور کوئی کام نہیں۔ اے میدانِ عمل میں نرم قدموں والے! بلند قامت سرو کی طرح اٹھ۔!

تشریح　اے آدم! جنت میں رہ کر تجھے نیازمندانہ سجدوں کے علاوہ اور کوئی کام نہیں، عمل کے میدان میں تو بالکل سُست ہے۔بلند وبالا قد والے درخت سرو کی طرح اُٹھ اور عمل کے میدان میں آ۔

کوثر و تسنیم برد' از تو نشاطِ عمل　　　گیر ز مینائے تاک' بادۂ آئینہ فام

ترجمہ:۔کوثر وتسنیم (نامی جنتی نہروں) نے تجھ سے عمل کی خوشی چھین لی ہے۔انگور کی بیل سے آئینہ کی طرح چمکدار شراب نکال۔

تشریح　جنتی نہروں کوثر اور تسنیم کے میٹھے اور شفاف پانی نے تجھ سے سرگرم عمل ہونے کی صلاحیت اور جذبہ چھین لیا ہے۔اُٹھ اور عمل کر اور اپنے عمل سے انگور کی بیل سے شیشے کی طرح چمکتی ہوئی شفاف شراب کشید کر۔

زشت و نکو زادۂ وہم خداوندِ تست　　　لذتِ کردار گیر' گام بنہ' جوے کام

ترجمہ:۔نیکی وبدی کا تصور تیرے وہم کے خدا کا پیدا کردہ ہے۔کردار کی لذت حاصل کر، راستہ

پر قدم رکھ اور مقصد کو تلاش کر۔

تشریح نیکی اور بدی کا خیال چھوڑ دے کیونکہ یہ تصور تیرے وہم کو پیدا کرنے والے نے ہی تجھے اس طرف لگایا ہے۔ اپنے عمل کا مزہ لے، اپنا راستہ بنا اُس پر چل اور کامیابیاں حاصل کر لہذا ان چکروں میں پڑنے کی بجائے۔

خیز کہ بنمایمت مملکتِ تازۂ چشمِ جہاں بیں کشا' بہرِ تماشا خرام

ترجمہ:۔ اٹھ کہ میں تجھے ایک نئی مملکت دکھاؤں۔ جہان کو دیکھنے والی آنکھ کھول اور اس کے نظارہ کے حصول کے لئے چل۔!

تشریح اُٹھ میں تجھے ایک نئی دنیا سے متعارف کرواتا ہوں اور جو کچھ میں دکھانا چاہتا ہوں اُسے آنکھ کھول کر دیکھنے کی کوشش کر اور جو کچھ دیکھے اُسے حاصل کرنے کیلئے نکل پڑ۔

قطرۂ بے مایۂ' گوہرِ تابندہ شو از سرِ گردوں بیفت' گیر بدریا مقام

ترجمہ:۔ اے بے قیمت قطرے! تابندہ موتی بن جا۔ آسمان سے گر، اور دریا میں مقام کر (جیسا کہ بارش کا بے قیمت قطرہ سمندر میں صدف کے منہ میں گر کر موتی بن جاتا ہے۔)

تشریح اے بے قیمت قطرے، آدم اپنے آپ کو قیمتی بنا ایک چمکتا ہوا موتی بن جا آسمان سے دریا میں گر اور جیسے ایک بارش کا قطرہ صدف کے منہ میں گر کر موتی بن جاتا ہے اسی طرح تو بھی ایک قیمتی موتی بن جا۔

تیغِ درخشندۂ جانِ جہانے گسِل جوہرِ خود را نما' آے بروں از نیام

ترجمہ:۔ تو ایک چمک دار تلوار ہے، اس جہان کی جان کو کاٹ ڈال۔ اپنے جوہر دکھا اور نیام سے باہر آ۔

تشریح کیا تجھے خبر ہے کہ تو ایک چمکتی ہوئی تیز دھار تلوار ہے۔ نیام سے باہر آ کر اپنے جوہر دکھا اور اس جہان کی جان کو کاٹ ڈال اور اپنے آپ کو منوا۔

بازوے شاہیں کشا' خونِ تدرواں بریز مرگ بود باز را' زیستن اندر کنام

ترجمہ:۔ اپنے شاہین نما پر کھول اور چکوروں کا خون بہا۔ باز کے لیے یہ موت ہے کہ وہ اپنے گھونسلے میں بیٹھا رہے۔

تشریح اپنے شاہین کی طرح کے پروں کو کھول، اُڑ اور چکوروں کا شکار کر اور اُن کا خون بہا۔ تُو باز ہے اور باز کبھی اپنے گھونسلے میں پڑا نہیں رہتا کیونکہ گھونسلے میں پڑا رہنا اُس کی موت ہے۔

تو نہ شناسی ہنوز شوق بمیرد ز وصل چیست حیاتِ دوام؟ سوختنِ ناتمام

ترجمہ:۔ تو ابھی تک نہیں پہچان سکا کہ شوق وصل کے سبب مر جاتا ہے۔ حیاتِ دوام آخر کیا ہے؟ یہی ناتمام جلنا!!

تشریح افسوس کہ تو ابھی تک یہ نہیں جان پایا کہ وصال شوق کیلئے موت ہے اور ہمیشہ کی زندگی اسی میں ہے کہ تو ہر وقت محبت میں جلتا رہے۔ لہذا جو میں کہہ رہا ہوں اُسے کر گزر۔

۴۔ آدم از بہشت بیروں آمدہ می گوید

(حضرت آدمؑ جنت سے باہر آتے ہوئے کہتے ہیں)

چہ خوش است زندگی را ہمہ سوز و ساز کردن دلِ کوہ و دشت و صحرا بہ دمے گداز کردن

ترجمہ:۔ کیا ہی اچھا ہے کہ زندگی کو سراپا سوز و ساز بنایا جائے۔ کیا ہی اچھا ہے کہ پہاڑ، دریا اور بیابان کے دل کو ایک دم سے گداز کر دیا جائے۔

تشریح ساری زندگی سوز و گداز ہو جائے تو کیا بات ہے اور کتنا اچھا ہو کہ پہاڑ، دریا اور بیابان کے دل کو نرمی سے آشنا کر دیا جائے۔

زِ قفس درے کشادن بہ فضائے گلستانے رہِ آسماں نوردن بہ ستارہ راز کردن

ترجمہ:۔ گلستان کی فضا میں کسی پنجرے کا دروازہ کھولنا کیا ہی اچھا ہے۔ آسمانوں کی راہ پر چلنا اور ستاروں کو ہم راز بنانا کیا ہی اچھا ہے۔

تشریح کیا خوب ہو اگر پنجرے (بہشت) کا دروازہ کھول کر گلستان کی فضا میں آیا جائے یہاں جنت کو قید خانے سے تعبیر کیا گیا ہے جبکہ گلستان کو آزاد فضا اور یہ شیطان کا بہکاوا ہے جس کو یوں قلمبند کیا گیا ہے۔ بہر حال یہ آدم کی جنت سے نکل کر جو سوچ مرتب ہوئی وہ یہ ہے

کہ وہ آسمانوں کو اپنی راہ گزر اور ستاروں کو اپنا راز داں سمجھے ہوئے ہے۔

بگداز ہائے پنہاں ، بہ نیاز ہائے پیدا
نظرے ادا شناسے بحریم ناز کردن

ترجمہ:۔کبھی پوشیدہ گداز ظاہری نیاز سے بہتر ہوتا ہے۔ادا شناس کا حریمِ ناز میں ایک نظر کرنا کتنا اچھا ہے۔

تشریح کبھی دل میں چھپا ہوا گداز ظاہر نیاز یعنی ظاہری طور پر سجدے کرنے سے بہتر ہوتا ہے ۔اداؤں کی زبان اور راز و نیاز کو سمجھنے والے کا حریم ناز کو دیکھنا کیا خوب ہے۔

گہے جز یکی ندیدن بہ ہجومِ لالہ زارے
گہے خارِ نیش زن راز گُل امتیاز کردن

ترجمہ:۔گلِ لالہ کے ہجوم میں کبھی ایک کے سوا کسی اور کو نہ دیکھنا۔زخمی کر دینے والے کانٹے اور گلاب کے پھول میں امتیاز کرنا کیا ہی اچھا ہے۔

تشریح لالے کے پھول کے ہجوم میں کبھی ایک کے سوا کسی اور کو نہ دیکھنا یعنی کثرت میں وحدت کے سوا کسی اور پر نظر نہ ڈالنا اور کانٹے کے چبھنے اور پھول کے نرم و نازک ہونے میں کیا ہی عمدہ ہے۔

ہمہ سوزِ ناتمامم ' ہمہ دردِ آرزویم
بگماں دہم یقین را کہ شہیدِ جستجویم

ترجمہ:۔میں سرتاپا سوزِ ناتمام ہوں۔میں خود سرتاپا اپنی ہی آرزوؤں کا درد ہوں۔میں یقین کو گمان عطا کرتا ہوں۔میں شہیدِ جستجو ہوں۔

تشریح میں سر سے لیکر پاؤں تک ناتمام سوز ہوں اور مکمل کا مکمل ہی آرزوؤں کا درد ہوں میں یقین دے کر گمان حاصل کرتا ہوں اور جستجو پر جان دیتا ہوں یعنی تلاش میری محبوب ترین شے ہے کہ میں نئی چیزوں کی دریافت اور ایجادات کا بہت زیادہ شوق رکھنے والا ہوں۔

۵۔صبحِ قیامت

آدمؑ درحضور باری

(قیامت کی صبح......حضرت آدمؑ اللہ تعالیٰ کے حضور میں)

اے کہ زخورشیدِ تو کوکبِ جاں مستنیر از دلم افروختی شمعِ جہانِ ضریر

ترجمہ:۔اے اللہ! تیرے سورج سے میری جان کا ستارہ روشن ہے۔تو نے میرے دل سے اندھیرے جہان کی شمع کو روشن کیا ہے۔

تشریح اے میرے اللہ تیرے ہی سورج سے میری روح کا ستارہ روشن ہے تو نے میرے دل سے اس اندھیرے جہاں کی شمع کو روشن کیا۔یعنی یہ دل جو تیری عطا ہے یہی جہان سے اندھیروں کو دور کرنے والا ثابت ہوا۔

ریخت ہنرہائے من بحر بیک نائے آب تیشۂ من آورد از جگرِ خارہ شیر

ترجمہ:۔میرے ہنر نے سمندر کو ایک ندی میں بند کر دیا۔میرا تیشہ سخت پتھروں سے بھی دودھ کی نہر جاری کر دیتا ہے۔

تشریح اے میرے پروردگار! میرے ہنر کے کمال نے ایک بے کراں سمندر کو چھوٹی سی ندی میں بند کر دکھادیا اور یہ بھی میرے ہی ہنر کے تیشے کا کمال ہے کہ سخت پتھروں میں سے دودھ کی نہر جاری کر دیتا ہے (واقعہ فرہاد کی جانب اشارہ ہے)

زُہرہ گرفتارِ من ' ماہ پرستارِ من عقلِ کلاں کارِ من بہرِ جہاں دار و گیر

ترجمہ:۔زہرہ میرے مَن کا قیدی ہے اور چاند میرے مَن کا دلدادہ ہے۔بڑے بڑے کام سرانجام دینے والی میری عقل جہاں کی تسخیر کرنے والی ہے۔

تشریح زہرہ ستارہ میرے مَن کا قیدی ہے اور میرا دم بھرتا ہے اور یہ چاند یہ بھی پرستار اور مجھ پر جان چھڑکتا ہے۔جتنے بھی بڑے بڑے کام ہیں وہ میری عقل کی وجہ سے ہی سرانجام ہوئے ہیں یعنی میرے ہی عقل میں وہ قدرت ہے کہ وہ جہان کو اپنے تابع کر لے۔

من بہ زمیں در شدم' من بفلک بر شدم   بستۂ جادوئے من ذرّہ و مہرِ منیر

ترجمہ:۔ میں نے زمین کی تہوں میں گھر بنایا، اور میں آسمان کی بلندیوں تک جا پہنچا۔ مہرِ منیر (روشن سورج) ایک ذرّہ کی طرح میرے جادو میں گرفتار ہے۔

تشریح اے مالک! میں نے تیری بچھائی ہوئی زمین کی تہوں میں گھر بنایا یعنی میں زمین کی تہوں میں بھی گیا اور آسمان کی بلندیوں پر بھی جا پہنچا یہ تیرا روشن اور چمکتا ہوا سورج ایک ذرے کی طرح میرے جادو میں گرفتار ہے اور میری قوتوں کو تسلیم کرتا ہے۔

گرچہ فسونش مرا برد ز راہِ صواب   از غلطم درگذر عذرِ گناہم پذیر

ترجمہ:۔ اگرچہ اس (شیطان) کے جادو کے اثر سے میں راہِ صواب سے ہٹ گیا۔ میری خطا سے درگزر فرما، میری غلطی کا عذر قبول فرما۔

تشریح اگرچہ شیطان مردو کے جادو کے اثر سے اور اُس کے بہکاوے میں آکر میں سیدھے راستے سے ہٹ گیا ہوں تُو بخشنے والا اور خطائیں معاف فرمانے والا ہے میری خطا درگزر فرما اور میرا عذر قبول فرما۔

رام نگردد جہاں تا نہ فسونش خوریم   جز بکمندِ نیاز' ناز نہ گردد اسیر

ترجمہ:۔ اس وقت تک جہاں مطیع نہیں ہوسکتا جب تک ہم اس (شیطان) سے دھوکہ نہ کھا لیں، کیونکہ نیاز کی کمند ڈالے بغیر ناز گرفتار نہیں ہوسکتا۔

تشریح اے غفور الرحیم! اُس وقت تک جہان فرماں بردار اور تابع نہیں ہوسکتا جب تک ہم شیطان مردود سے دھوکا نہ کھالیں اور اُس کے بہکاوے میں نہ آجائیں اور دنیا داری میں نہ الجھ جائیں کیونکہ ناز کو صرف نیاز کی کمند سے ہی قابو کیا جاسکتا ہے۔

تا شود از آہِ گرم ایں بتِ سنگیں گداز   بستنِ زنار او بود مرا ناگزیر

ترجمہ:۔ تاکہ میری آہ سے یہ پتھر کا بت (جہان) مسخر ہو جائے۔ میرے لیے اس (شیطان) کا زنار پہننا لازم تھا۔

تشریح لہذا میں نے یہی کیا تاکہ میری آہ سے یہ پتھر کا بت یعنی یہ دنیا میری تابع ہو جائے۔ اور اسی وجہ سے میرے لئے شیطان کی پیروی کرنا لازم تھا جو میں نے کی۔

عقل بدام آورد فطرتِ چالاک را اہرمن شعلہ زاد سجدہ کند خاک را .

ترجمہ:۔عقل بالآخر چالاک فطرت کو اپنے دام میں پھنسا کر ہی دم لیتی ہے۔ بدی کا دلدادہ ،آگ کا بیٹا (شیطان) بھی مٹی کو سجدہ کر رہا ہے۔

تشریح آخر کار میری عقل چالاک فطرت ابلیس کو اپنے جال میں پھنسانے میں کامیاب ہوگئی مراد یہ کہ میں اس سے بھی کہیں زیادہ بد اور بدنام ہوں جس کی وجہ سے آگ کے بیٹے اور بدی کے عاشق شیطان کو بالآخر خاکی کو سجدہ کرنا پڑا۔

☆☆☆

بوئے گل

(گلاب کے پھول کی خوشبو)

حورے بکنج گلشنِ جنّت تپید و گفت مارا کسے ز آنسوے گردوں خبر نداد

ترجمہ:۔ایک حور جنت کے گلشن کے کونے میں تڑپی اور کہنے لگی: آسمان سے دوسری طرف بسنے والے جہاں کی مجھے کسی نے خبر نہ دی۔

تشریح ایک حور جنت کے ایک کونے میں بے تاب تھی اور کہنے لگی کوئی مجھے آسمان کے دوسری طرف بسنے والے جہان کی خبر نہیں دیتا۔

ناید بفہمِ من سحر و شام و روز و شب عقلم ربود ایں کہ بگویند مرُ د و زاد

ترجمہ میری فہم میں اس جہاں کے سحر و شام اور روز و شب نہیں آرہے۔ میری عقل اس بات تک بھی رسائی حاصل نہ کر سکی کہ مرنا اور جینا کیا ہے۔

تشریح مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی کہ اس جہان میں جسے صبح و شام اور رات اور دن کہتے ہیں وہ کیا ہیں۔اور یہ بات بھی کچھ پلے نہیں پڑ رہی کہ مرنا اور جینا کیا ہے۔

گردید موجِ نکہت و از شاخِ گل دمید پا ایں چنیں بعالمِ فردا و دی نہاد

ترجمہ:۔ وہ (کلیوں کی صورت میں) خوشبو کی موج بن گئی اور پھول کی شاخ سے نمودار ہوئی۔ یوں وہ ''عالمِ فردا و دی'' (ماضی اور مستقبل کے جہان) میں وارد ہوئی۔

تشریح پھر وہ خوشبو کی لہر بنی اور پھول کی شاخ سے پھوٹی اسی طرح اس نے آج اور کل کے جہان میں قدم رکھا۔

گل گشت و برگ برگ شد، و برزمین فتاد واکرد چشم و غنچہ شد و خندہ زد دمے

ترجمہ:۔اس (خوشبو کی صورت میں موجود حور) نے آنکھ کھولی اور غنچہ بن گئی، ایک لمحہ کے لیے کھلی، پھول بنی، اور پتی پتی ہوئی اور زمین پر گرگئی۔

تشریح اور خوشبو کے روپ میں ڈھلی ہوئی حور نے اپنی آنکھ کھولی، کلی بنی تھوڑی سی دیر کیلئے مسکرائی اور پھول بنی اور پھراس کے پتے بکھر کر زمیں پر گر گئے۔

زاں نازنیں کہ بند ز پایش کشادہ اند آہے است یادگار کہ بوٗ نام دادہ اند

ترجمہ:۔ پاؤں کے بندھنوں سے رہائی پانے والی اس نازنین سے ایک آہ یادگار کے طور پر باقی رہ گئی ہے جس کا نام خوشبو ہے۔

تشریح وہ نازنین (حور) جس کے پاؤں قید سے رہا ہوئے تھے اُس کی ایک آہ جو یادگار کے طور پر باقی رہ گئی اُس کا نام خوشبو ہے۔

✡✡✡

نوائے وقت

(وقت کی آواز)

خورشید بہ دامانم ، انجم بہ گریبانم در من نگری ہیچم ، در خود نگری جانم

ترجمہ:۔(وقت پکارتا ہے کہ) سورج میرے دامن کا اسیر ہے۔ستارے میرے گریبان کے پرستار ہیں۔اگر تو میرے اندر نگاہ کرے گا تو میں کچھ نہیں۔اور اگر تو اپنے اندر نگاہ کرے گا تو میں تیری جان ہوں۔

تشریح وقت کہتا ہے کہ سورج میرے دامن میں ہےاور ستارے میرے گریبان کے اندر ہیں اگر تو میرے اندر نگاہ ڈالے گا تو تجھے کچھ دکھائی نہیں دے گا۔اور اگر تو اپنے اندر جھانکے گا تو مجھے اپنی جان پائے گا۔

در شہر و بیابانم درکاخ و شبستانم من دردم و درمانم ، من عیش فراوانم

من تیغِ جہاں سوزم ، من چشمۂ حیوانم

ترجمہ:۔شہر میں، بیابان میں، محلوں میں، باغوں میں، سنو! میں تو ہر جگہ ہوں۔ میں درد ہوں، درد کا علاج ہوں اور بہت عظیم خوشی ہوں۔ میں جہان کو جلانے والی تلوار ہوں اور میں ہی زندگی کا چشمہ بھی ہوں۔

تشریح سنو! میں ہر جگہ موجود ہوں، شہر ہوں جنگل ہوں، محل ہوں کہ باغ کوئی جگہ مجھ سے خالی نہیں اور میرے کئی روپ اور انداز ہیں میں درد بھی ہوں اور درد کا علاج بھی ہوں اور بہت بڑی خوشی بھی ہوں ہاں میں جہان کو جلانے والی تلوار بھی ہوں اور آب حیات کا چشمہ بھی۔

چنگیزی و تیموری ' مشتے ز غبارِ من ہنگامۂ افرنگی ' یک جستہ شرارِ من

ترجمہ:۔چنگیزی (ظلم وستم) اور تیموری (فتوحات وعیش وعشرت) میرے غبار کی ایک مٹھی ہی تو ہے۔ انگریزوں کا برپا کردہ ہنگامہ (ایجادات) میری آگ کا ایک شعلہ ہی تو ہے۔

تشریح چنگیزی کا ظلم وستم ہو کہ تیموری عیش وعشرت یہ سب میرے ہی غبار کی ایک مُٹھی ہیں اور انگریزوں کے ہنگامے اور ایجادات یہ سب میرے باطن سے اُٹھے ہوئے اک شرر کی

طرح ہیں۔

انسان و جہانِ او' از نقش و نگارِ من　　خونِ جگر مرداں' سامانِ بہارِ من

من آتشِ سوزانم ' من روضۂ رضوانم

ترجمہ:۔ انسان اور اس کا جہان میرے نقش و نگار کا ایک حصہ ہی تو ہے۔ بہادروں کے جگر کا خون میری بہار کا سامان ہی تو ہے۔ میں سوز و گداز بخشنے والی آگ ہوں، میں اپنی جنت کا باغ ہوں۔

تشریح　انسان اور انسانوں کی یہ دنیا میرے ہی بنائے ہوئے نقش و نگار کا حصہ ہیں۔ بہادروں کے جگر کا خون ہی میری بہار کا سامان ہے میں جلا دینے والی آگ ہوں اور اپنی جنت کا باغ بھی خود ہی ہوں۔

آسودہ و سیّارم' ایں طرفہ تماشا بیں　　در بادۂ امروزم' کیفیتِ فردا بیں

ترجمہ:۔ میں ہی تو آسودگی ہوں اور میں ہی تو حقیقی تحریک ہوں، یہ عجیب تماشا دیکھ، میرے حال کی شراب سے مستقبل کو دیکھ۔

تشریح　میں ہی سُکھ، آرام اور خوشحالی ہوں اور میں ہی اور میں ہی اصل میں ترغیب دینے والا ہوں آ تجھے ایک عجیب تماشا دکھاؤں! میرے آج کی شراب میں آنے والے کل کا سرور دیکھ۔

پنہاں بہ ضمیرِ من' صد عالمِ رعنا بیں　　صد کوکبِ غلطاں بیں' صد گنبدِ خضرا بیں

من کسوتِ انسانم ' پیراہنِ یزدانم

ترجمہ:۔ میرے ضمیر میں چھپے ہوئے سینکڑوں حسین جہانوں کو دیکھ۔ گردش کرتے ہوئے سینکڑوں ستاروں کو دیکھ، سینکڑوں سبز گنبد (بادل و آسمان) دیکھ۔ میں انسان کا کپڑا اور خدا کا پردہ (پیراہن) ہوں۔

تشریح　میرے اندر کئی خوبصورت جہان چھپے ہوئے ہیں مجھ میں گردش کرتے ہوئے سینکڑوں ستاروں کو بھی دیکھ سینکڑوں سبز گنبد موجود ہیں کئی آسمان بھی اپنی چالوں میں مصروف ہیں میں انسان کا لباس ہوں اور یزداں کا پیراہن یعنی پردہ ہوں۔

تقدیر فسونِ من ' تدبیر فسونِ تو　　تو عاشقِ لیلائے' من دشتِ جنونِ تو

ترجمہ:۔ تقدیر میرا جادو اور تدبیر تیرا جادو ہے۔ تو لیلیٰ کا عاشق ہے اور میں تیرے جنون کا بیابان ہوں۔

تشریح تقدیر میرے جادو سے ظاہر ہوتی ہے اور تدبیر تیرا جادو اور طریقہ ہے۔ تجھے لیلیٰ کی آرزو ہے اور میں تیرے عشق کے جنون کا بیابان ہوں۔

چوں روحِ رواں پاکم' از چند و چگونِ تو تو رازِ درونِ من' من رازِ درونِ تو
از جانِ تو پیدایم ' در جانِ تو پنہانم

ترجمہ:۔ میں تیری روحِ رواں کی طرح پاک ہوں، جو کہ تیری حقیقت سے جاری ہے۔ تو میرا راز دان ہے اور میں تیرا راز دان ہوں۔ میں تیری جان سے ظاہر ہوں اور تیری جان میں چھپا ہوا ہوں۔

تشریح میں تیری روح رواں کی طرح تیرے کم وبیش سے پاک ہوں تو میرے باطن کے رازوں سے واقف ہے اور میں تیرے اندر کے رازوں کو جانتا ہوں یعنی ہم دونوں ہی اک دوسرے کا بھید ہیں۔ میں تیری جان سے ہی ظاہر ہوں اور تیری ہی جان کے اندر چھپا ہوا ہوں۔

من رہرو وتو منزل' من مزرع وتو حاصل تو سازِ صد آہنگے' تو گرمیِ ایں محفل

ترجمہ:۔ میں مسافر ہوں اور تو منزل ہے۔ میں کھیتی ہوں تو پیداوار ہے۔ تو سینکڑوں نغموں والا ساز ہے۔ تو اس محفل کی روحِ رواں ہے۔

تشریح میں مسافر ہوں تو تو میری منزل مقصود ہے اگر میں کھیتی ہوں تو میری پیداوار تو ہے۔ تو ایسا ساز ہے جس سے سینکڑوں ساز نکلتے ہیں تو اس محفل کی رونق ہے اور تیرے ہی دم سے اس محفل میں ہنگامے موجود ہیں۔

آوارۂ آب و گل! دریاب مقامِ دل گنجیدہ بہ جامے بیں' ایں قلزمِ بے ساحل
از موجِ بلندِ تو سر برزدہ طوفانم

ترجمہ:۔ اے آب وگل کے سرگرداں! اپنے دل کے مقام کی معرفت حاصل کر لے۔ اس بے کنارہ سمندر کو ایک پیالے میں چھپا ہوا دیکھ۔ تیری بلند موج ہی سے تو میرے طوفان نے سر ابھارا ہے۔!!

تشریح تو اس دنیا میں پریشان رہنے کی بجائے اپنے دل کے مقام کو پہچاننے کی کوشش کر تیرے دل کے اس پیالے میں ایک بے کنار سمندر چھپا ہوا ہے۔ اور میں بھی تیری ہی اُبھرتی ہوئی موج سے اُٹھا ہوا اک طوفان ہوں۔

✿✿✿

فصلِ بہار

(۱)

خیز کہ در کوہ و دشت ' خیمہ زد ابرِ بہار
مستِ ترنّم ہزار
طوطی و درّاج و سار
برطرفِ جویبار
کشتِ گل و لالہ زار
چشمِ تماشا بیار
خیز کہ در کوہ و دشت ، خیمہ زد ابرِ بہار

ترجمہ:۔ اُٹھ کہ پہاڑوں اور بیابانوں میں بہار کا بادل خیمہ زن ہے۔
بلبل نغموں میں مست ہے۔
طوطی، تیتر اور تلیئر بھی نغموں میں مست ہیں۔
ندی کے کناروں پر
گلاب کے اور گلِ لالہ کے باغات ہیں۔
ان کے لیے دیکھنے والی آنکھ پیدا کر۔
اُٹھ کہ پہاڑوں اور بیابانوں میں بہار کا بادل خیمہ زن ہے۔

تشریح اُٹھ دیکھ کہ بہار کے موسم کے بادل نے پہاڑوں اور بیابانوں میں ڈیرے ڈال لئے ہیں بلبل بہار سے لطف اندوز ہوتی ہوئی اپنے نغموں کی دھنوں میں مست ہے دوسرے

پرندے جن میں طوطی، تیتر اور تلیئر شامل ہیں وہ بھی مستی میں اپنے اپنے راگ الاپ رہے ہیں۔
ندی کے کناروں پر گلاب کے پھولوں اور لالے کے پھولوں کے باغات ہیں اور اپنی خوبصورتیاں لٹا رہے ہیں۔
ان باغوں کی خواہش ہے کہ ان کی خوبصورتی اور دلکشی پر بھی کوئی نگاہ ڈالے، اے مخاطب! ان قدرت کے نظاروں کو دیکھنے والی آنکھ پیدا کر، اُٹھ دیکھ اور ان نظاروں کو اپنے اندر سمیٹ لے کہ بہار کے موسم کے بادل نے پہاڑوں اور بیابانوں میں ڈیرے ڈال لئے ہیں۔

﴿۲﴾

خیز کہ در باغ و راغ ، قافلۂ گُل رسید
بادِ بہاراں وزید
مرغ نوا آفرید
لالہ گریباں درید
حسن گُلِ تازہ چید
عشق غمِ نَو خرید
خیز کہ در باغ و راغ ، قافلۂ گُل رسید

ترجمہ:۔ اٹھ کہ باغوں اور سبزہ زاروں میں **پھولوں کا قافلہ آ پہنچا ہے۔**
بہار کی پُر رونق ہوا چلی۔
بلبل چہچہایا۔
گُلِ لالہ نے گریبان پھاڑا۔
حسن نے تازہ پھول چن لیا۔
عشق نے نیا غم خریدا۔
اٹھ کہ باغوں اور سبزہ زاروں میں پھولوں کا قافلہ آ پہنچا ہے۔

تشریح اُٹھ کہ باغوں اور سبزہ زاروں میں پھول کھل اُٹھے ہیں اور یوں لگ رہا ہے جیسے پھولوں کا قافلہ آ پہنچا ہے۔ بہار کی ہوا نے ہر طرف رونق بچھا دی ہے۔ بلبل چہک رہا ہے اِدھر لالے کے پھول کھل اُٹھے۔ حُسن نے آگے بڑھ کے تازہ پھول چُن لیا اور عشق نے اپنے لئے نیا غم خرید لیا کہ یہ حسن و عشق کی فطرت ہے۔ تو بھی اُٹھ اور دیکھ کہ باغوں اور سبزہ زاروں میں پھول کھل اُٹھے ہیں اور یوں لگ رہا ہے جیسے پھولوں کا قافلہ آ پہنچا ہے۔

﴿۳﴾

بلبلگاں در صفیر، صلصلگاں در خروش
خونِ چمن گرم جوش
اے کہ نشینی خموش
در شکن آئینِ ہوش
بادۂ معنی بنوش
نغمہ سرا، گل بپوش
بلبلگاں در صفیر، صلصلگاں در خروش

ترجمہ:۔ بلبلیں نغموں میں مصروف ہیں اور فاختیں شور مچانے میں مگن ہیں۔
چمن کا خون گرم ہے اور جوش میں ہے۔
اے کہ تو خاموش بیٹھا ہے۔
ہوش کے آئین کو پامال کر دے۔!
معنی کی شراب نوش کر۔!
نغمے گا اور پھولوں کا لباس پہن۔!
بلبلیں نغموں میں مصروف ہیں اور فاختیں شور مچانے میں مگن ہیں۔

تشریح بلبلیں اپنی دھن میں راگ الاپ رہی ہیں اور فاختائیں اپنی مستی میں شور مچانے میں مصروف ہیں اس وقت چمن پورے شباب پر ہے اس کا گرم خون جوش میں آیا ہوا ہے اے مخاطب تُو چپ چاپ بیٹھا ہوا ہے اپنے ہوش حواس کی جکڑ بندیوں کو توڑ کے

خوبصورت رنگوں میں رنگ جا معنی کی شراب پی اور اس کے نشے میں جھوم، مستی کے نغمے گا اور پھولوں کے لباس کو پہن کر چمن کا حصہ بن جا کہ بلبلیں اپنی دھن میں راگ الاپ رہی ہیں اور فاختائیں اپنی مستی میں شور مچانے میں مصروف ہیں۔

﴿۴﴾

حجرہ نشینی گذار، گوشہ صحرا گزیں
برلبِ جوئے نشین
آبِ رواں را بہ بیں
نرگسِ ناز آفریں
لختِ دل فرودیں
بوسہ زنش برجبیں
حجرہ نشینی گذار، گوشہ صحرا گزیں

ترجمہ:۔ حجرہ نشینی ترک کر دے اور صحرا کا گوشہ اختیار کر۔
نہر کے کنارے پر سکونت اختیار کر۔
بہتے ہوئے پانی کو دیکھ۔
ناز پیدا کرنے والی نرگس
(یعنی) بہار کے دل کا ٹکڑا (ملاحظہ کر)
اور اس کی پیشانی کا بوسہ لے۔
حجرہ نشینی ترک کر دے اور صحرا کا گوشہ اختیار کر۔

تشریح اپنے حجرے سے نکل کر صحرا میں آ جا کہ یہاں تیری دلجوئی کیلئے قدرت کے نظارے تیرے منتظر ہیں نہر کے کنارے پر ڈیرہ ڈال اور بہتے ہوئے پانی کی روانی کو دیکھ کہ زندگی کس طرح رواں دواں ہے اور یہ اپنی خوبصورتی پر ناز کرتے ہوئے نرگس کے پھول جیسے بہار کے دل کا ٹکڑا یہی ہیں اسے دیکھ اس کی پیشانی کا بوسہ لے اور اسے سدا پُر شباب

رہنے کی دعا دے۔ اپنے حجرے سے نکل اور صحرا میں آجا۔

﴿۵﴾

دیدۂ معنی کشا ' اے ز عیاں بیخبر

لالہ کمر در کمر

نیمۂ آتش بہ بر

می چکدش بر جگر

شبنم اشکِ سحر

در شفق انجم نگر

دیدۂ معنی کشا ' اے ز عیاں بیخبر

ترجمہ:۔ اے ظاہر سے بے خبر رہنے والے! معنوی (باطنی) آنکھ کھول۔

گلِ لالہ کثرت سے کھلے ہوئے ہیں۔

ان کے پہلو میں آگ (سرخ رنگ) کی صدری ہے۔

ان کے جگر پر ٹپک رہی ہے،

سحر کے آنسوؤں کی شبنم۔

شفق میں ستاروں کو ملاحظہ کر۔

اے ظاہر سے بے خبر رہنے والے! معنوی (باطنی) آنکھ کھول۔

تشریح اے ظاہر سے بے خبر فطرت کو حسن قاری دیکھ اپنی باطنی آنکھ کھول اور قدرت کی رعنائیوں کو اپنے اندر انڈیل لے کہ اس بہار میں ہر طرف لالے کے پھول اپنی خوبصورتی لٹا رہے ہیں۔ اور ان کے پہلو میں آگ ان کا آتشیں لباس ہے۔ صبح کے آنسوؤں کی شبنم کے قطرے گلِ لالہ کے جگر پر ٹپک رہے ہیں وہ دیکھ شفق کی سرخی میں ستاروں کے موتیوں کی جھلملاہٹ، یہ سب تیرے لئے ہے۔

اے ظاہر سے بے خبر فطرت کی حسن کاری دیکھ!

﴿۶﴾

خاکِ چمن وا نمود' رازِ دلِ کائنات

بودونبودِ صفات

جلوہ گریہائے ذات

آنچہ تو دانی حیات

آنچہ تو خوانی ممات

ہیچ ندارد ثبات

خاکِ چمن وا نمود' رازِ دلِ کائنات

ترجمہ:۔خاکِ چمن نے بالآخر کائنات کے دل کا راز ظاہر کر دیا ہے۔

صفات باری تعالیٰ کا ظاہر و باطن۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجلی۔

وہ کہ جس کو تو زندگی سمجھتا ہے،

وہ کہ جس کو تو موت کہتا ہے،

ان میں سے کوئی بھی ثبات (ہمیشگی) نہیں رکھتی۔

خاکِ چمن نے بالآخر کائنات کے دل کا راز ظاہر کر دیا ہے۔

تشریح آخر کار چمن کی مٹی نے پھولوں اور سبزے کو اُگل کر کائنات کے دل کے راز کو ظاہر کر دیا ہے۔یعنی زندگی کا راز بتا دیا اللہ تعالیٰ کے اوصاف کا ظاہری اور باطن اور اُس کے حُسن کی تجلی اور جلوہ گری کا کسی مقام پر ہونا اور کسی مقام پر نہ ہونا اور جسے تُو زندگی سمجھتا ہے جس کو تُو موت گردانتا ہے۔ان میں سے کسی کو بھی ہمیشہ کی زندگی حاصل نہیں چمن کی خاک نے زندگی کا راز اُگل دیا ہے کہ اس جہان میں کسی کو ہمشگی حاصل نہیں۔

حیاتِ جاوید

گماں مبر کہ بپایاں رسید کارِ مغاں ہزار بادۂ ناخوردہ در رگِ تاک است

ترجمہ:۔ یہ گمان نہ کر کہ شراب کشید کرنے کا کام انتہا کو پہنچ (ختم ہو) گیا۔ ابھی تک انگور کی بیل میں ہزاروں ایسی شرابیں ہیں کہ جنہیں ابھی تک پیا نہیں گیا۔

تشریح تیرا خیال ہے کہ شراب نچوڑنے اور بنانے کا کام ختم ہو چکا نہیں ایسا نہیں ہے ابھی تو انگور کی بیل میں ہزاروں قسم کی ایسی شرابیں موجود ہیں جن کو کشید نہیں کیا گیا اور نہ ہی اُن کے ذائقے کو چکھا گیا۔ لہذا اپنی کوششوں کو جاری رکھ کہ

چمن خوش است ولیکن چو غنچہ نتواں زیست قبائے زندگیش از دمِ صبا چاک است

ترجمہ:۔ چمن بہت اچھا ہے لیکن غنچوں کی طرح جیا نہیں جاسکتا۔ اس کی زندگی کی قبا صبح کی ٹھنڈی ہوا سے تار تار ہوئی ہے۔

تشریح چمن بہت اچھا ہے اس لئے کہ یہ ہمیں تازگی کا احساس عطا کرتا ہے۔ لیکن جس طرح اس کے غنچے نرم و نازک ہیں اور کسی بھی غیر موافق آب و ہوا کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان کی طرح زندگی نہیں گزاری جاسکتی۔ ان بے چاروں کی زندگی کا لباس صبح کی ٹھنڈی ہوا سے ہی تار تار ہو جاتا ہے یعنی ہوا سے ہی بکھر کر رہ جاتے ہیں۔

اگر ز رمزِ حیات آگہی، مجوے دمگیر دلے کہ از خلشِ خارِ آرزو پاک است

ترجمہ:۔ اگر تو زندگی کے رموز و اسرار سے آگاہ ہے تو پھر ایسا دل تلاش نہ کر جو کہ آرزو کی خلش کے کانٹے سے پاک ہو۔

تشریح اگر تو زندگی کے رازوں سے واقف ہے تو پھر ایسا دل تلاش نہ کر جس میں کسی آرزو کے کانٹے کی چبھن نہ ہو۔ کیونکہ آرزو زندگی ہے اور زندگی آرزو۔ لہذا آرزو کے بغیر دل زندہ نہیں مردہ ہے۔

بخود خزیدہ و محکم چو کوہساراں زی چو خس مزی کہ ہوا تیز و شعلہ بیباک است

ترجمہ:۔ خود میں سمٹ جا اور کوہساروں کی طرح مضبوط ہو کر زندگی جی۔ تنکے کی طرح نہ جی کیونکہ

ہوا تیز اور شعلہ بے لحاظ و نڈر ہے۔

تشریح اپنے آپ میں سمٹ جا یعنی خود کو ایک جگہ اکٹھا کرتا کہ تیری طاقت بھی ایک جگہ اکٹھی ہو اور تو پہاڑوں کی طرح مضبوط بن کر اپنی زندگی کو جیئے۔ تنکے کی طرح جینیاً سے کیا فائدہ کہ تنکا تو نہ تیز ہوا کے جھونکے سے لڑنے کا حوصلہ رکھتا ہے اور نہ ہی بے باک شعلے کا مقابلہ کرنے کی سکت۔

maablib.org

بندگی نامہ (فارسی، اردو)

(غلامی نامہ)

از

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مؤلف و مترجم کتب کثیرہ

پروفیسر مفتی محمد وسیم اکرمُ القادری (ایم فل)

(ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ: سپیریئر کالج سمبڑیال)

شارح

یوسف مثالی

maablib.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندگی نامہ

گفت با یزداں مہِ گیتی فروز
تابِ من شب را کند مانندِ روز

ترجمہ:۔ زمین کو روشن کرنے والے چاند نے خدا سے کہا: میری آب و تاب رات کو دن کی مانند روشن کر دیتی ہے۔

تشریح جہان کو اپنی چاندنی سے روشن کرنے والے چاند نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ میری چاندنی رات کو دِن کی طرح روشن کر دیتی ہے۔

یاد ایّامے کہ بے لیل و نہار
خفتہ بودم در ضمیرِ روزگار

ترجمہ:۔ مجھے وہ دن یاد ہیں جب کہ میں دن اور رات کے بغیر زمانے کے ضمیر میں سویا ہوا تھا۔

تشریح لیکن مجھے وہ دِن بھی یاد ہیں جب یہ رات اور دِن نہیں ہوتے تھے اور میں زمانے کے ضمیر میں سویا پڑا تھا۔ میں اپنے ماضی کو نہیں بھولا۔

کوکبے اندر سوادِ من نبود
گردشے اندر نہادِ من نبود

ترجمہ:۔ کوئی ستارہ تک میری حدود میں نہ تھا۔ میری فطرت میں کوئی گردش نہیں تھی۔

تشریح یہ وہ وقت تھا جب مجھے اپنے گرد و پیش دور دور تک کوئی ستارہ دکھائی نہیں دیتا تھا اور نہ ہی ابھی مجھے گردش عطا کی گئی تھی۔

نے ز نورم دشت و در آئینہ پوش
نے بدریا از جمالِ من خروش

ترجمہ:۔ نہ تو میری روشنی کی بدولت جنگل اور آبادیاں آئینہ پوش (روشن) تھیں، نہ ہی میرے حسن سے سمندر میں مدوجزر (خروش) تھا۔

تشریح اُس وقت جب میں زمانے کے ضمیر میں سویا پڑا تھا نہ تو میری چاندنی کی بدولت جنگل اور

آبادیاں آئینے کی طرح چمک رہی تھیں اور نہ ہی میرے حسن کی کشش سے سمندر کی موجیں اُبھر اُبھر کر مجھ کو چھونے کی کوشش کرتی تھیں۔

آہ زیں نیرنگ و افسونِ وجود!
وائے زیں تابانی و ذوقِ نمود!

ترجمہ:۔ اس وجود کی فریب کاری اور شعبدہ بازی پر آہ نکلتی ہے۔ چاندنی کے ظاہر ہونے کے ذوق پر افسوس ہے۔

تشریح ایک طرف مجھے اپنے اس انوکھے اور جادوئی وجود ہونے پر دُکھ ہے دوسری طرف مجھے اپنی چاندنی کے وسیلے سے اپنی ذات کے اظہار پر افسوس ہے۔

تافتن از آفتاب آموختم
خاکدانے مردہَ افروختم

ترجمہ:۔ چمکنا تو میں (چاند) نے سورج سے سیکھا ہے۔ پھر مردہ مٹی کے گھر (دنیا) کو روشن کیا۔

تشریح میں نے سورج سے روشنی لے کر چمکنا سیکھ لیا اور رات کی تاریکی میں دنیا کو اپنی چاندنی سے چمکا دیا۔

خاکدانے با فروغ و بے فراغ
چہرہَ او از غلامی داغ داغ

ترجمہ:۔ یہ خاکی جہان روشن تو ہے لیکن اس میں کسی کو بھی سکون میسر نہیں۔ اس کا چہرہ غلامی سے داغدار ہے۔

تشریح یہ مٹی کا جہان روشن تو ہے لیکن دُکھ اس بات کا ہے کہ اس میں بسنے والے کو سکون میسر نہیں اور اُس کے چہرے پہ اس کی غلامی کے داغ موجود ہیں، وہ کسی نہ کسی کا غلام ہے آزاد نہیں۔

آدم او صورت ماہی بہ شست
آدمے یزداں کشے آدم پرست

ترجمہ:۔ اس جہان کے انسان مچھلی کی طرح کانٹے دار ہیں (مچھلی کے کانٹوں کی طرح انہوں نے بھی مکروفریب کے کانٹے اپنے اخلاق پر آویزاں کیے ہوئے ہیں) اس جہان کا انسان

خدا کے وجود کا منکر اور انسان کی پوجا کرنے والا ہے۔

تشریح　اس جہان کے انسان کے گلے میں مچھلی کی طرح کانٹا پھنسا ہوا ہے۔ جس کی ڈور کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہے اور وہ بے بسی کی زندگی گزار رہا ہے۔ اپنے خالقِ حقیقی کو بھول کر اپنے جیسے بندوں کی پوجا میں لگا ہوا ہے۔

تا اسیرِ آب و گل کردی مرا
از طوافِ او خجل کردی مرا

ترجمہ:۔ آپ نے جب سے مجھے (چاند کو) آب وگل (مادی ہیئت) کا اسیر بنایا ہے، تب سے میں اس جہان کا طواف کر رہا ہوں۔

تشریح　اے میرے خالق میرے مالک آپ نے جب سے مجھے پانی اور مٹی سے تخلیق کیا ہے میں اسی پل سے اس جہان کا طواف کر رہا ہوں اور اس کو دیکھ کر پریشان ہوں اور اس کے طواف سے شرمسار ہوں۔

ایں جہاں از نورِ جاں آگاہ نیست
ایں جہاں شایانِ مہر و ماہ نیست

ترجمہ:۔ یہ جہاں جان کے نور سے آگاہ نہیں ہے۔ یہ جہان چاند اور سورج کے شایانِ شان نہیں ہے۔

تشریح　یہ جہان روح کے نور سے واقف نہیں ہے اس لئے چاند اور سورج کے شایانِ شان نہیں۔

در فضائے نیلگوں او را بہل
رشتۂ ما نوریاں از وے گسل

ترجمہ:۔ (اے اللہ! یا تو) اس دنیا کو نیلی فضا میں چھوڑ دے (تاکہ تباہ ہو جائے اور پھر ایک نیا جہاں پیدا کر جو ہمارے نور کے لائق ہو، یا پھر) ہم سے جو کہ سراپا نور ہیں، اس کا تعلق توڑ دے۔

تشریح　اس لئے اے مالک کون ومکاں! آپ سے التجا ہے کہ آپ یا تو اس جہان کو نیلی فضا میں چھوڑ دیں یعنی اسے تباہ کر دیں اور اس کی جگہ پر کوئی اور جہان پیدا فرما دیں جو ہماری طرح سراپا نور ہو۔ یا پھر اس کا تعلق ہم سے توڑ دیں۔

یا مرا از خدمتِ او وا گزار
یا ز خاکش آدمِ دیگر بیار

ترجمہ:۔ یا تو مجھے اس کی خدمت سے رہائی عطا فرما، یا پھر اس کی مٹی سے کوئی نیا آدم پیدا کر۔

تشریح یا آپ مجھے اس کے طواف اور اس کی خدمت سے فارغ کر دیں، یا پھر اس جہان کی مٹی سے کوئی نیا آدم پیدا فرما دیں۔ جو آپ کا نام لیوا ہو اور ہماری طرح چمکنے والا ہو۔

چشمِ بیدارم کبود و کور بہ اے خدا ایں خاکداں بے نور بہ

ترجمہ:۔ میرے لیے نیلی (اندھی) اور نابینا آنکھیں ہی بہتر ہیں۔ اے خدا! خاکیوں کا یہ جہان بے نور ہی بہتر ہے۔

تشریح میری بیدار آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں تو ان کا نہ دیکھنا ہی بہتر ہے۔ اے رب کائنات اس خاکدان کو میری روشنی کے بغیر ہی رہنے دیں۔

از غلامی دل بمیرد در بدن
از غلامی روح گردد بارِ تن

ترجمہ:۔ دل غلامی کے سبب بدن میں گھٹ گھٹ کر مر جاتا ہے۔ روح غلامی کے سبب بدن کا بوجھ بن جاتی ہے۔

تشریح ان کی یہ حالت ہے کہ ان کا دل غلامی کی وجہ سے اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر مر جاتا ہے اور روح جس کے نور سے یہ آشنا نہیں وہ غلامی کے سبب ان کے بدن کا بوجھ بن جاتی ہے۔ لہٰذا جو آزاد زندگی ان کے سپرد کی گئی تھی اُسے چند وقتی آسائشوں کے عوض دوسروں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

از غلامی ضعفِ پیری در شباب
از غلامی شیرِ غاب افگندہ ناب

ترجمہ:۔ غلامی کے سبب عین جوانی میں بڑھاپا آلیتا ہے۔ غلامی کے سبب جنگل کا آزاد شیر بھی دانتوں سے محروم (شکار کے سامنے مجبور و بے بس) ہو جاتا ہے۔

تشریح غلامی کی وجہ سے ان کی صلاحیتیں دم توڑ دیتی ہیں جواب دے دیتی ہیں جوانی پر بڑھاپا طاری رہتا ہے اور بے بسی حاوی۔ غلامی تو ایسی بُری چیز ہے جس کی وجہ سے جنگل کا بادشاہ

جو ایک آزاد شیر ہوتا ہے وہ بھی شکار کرنے سے عاری ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

از غلامی بزمِ ملّت فرد فرد
این و آں با این و آں اندر نبرد

ترجمہ:۔غلامی کے سبب مضبوط ملت بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے۔یہ اور وہ (لوگ) یہ اور وہ (لوگوں سے) سے لڑنے لگتا ہے۔

تشریح غلامی وہ لعنت ہے جس کے سبب مضبوط ملت بھی ٹکڑوں میں بٹ جاتی ہے اور طاقت اور حرمت وو قار کو کھو بیٹھتی ہے اور یوں ایک گروہ دوسرے سے لڑنے لگتا ہے اور مثبت اقدار بھلا دی جاتی ہیں۔

آں یکے اندر سجود ایں در قیام
کاروبارش چوں صلوٰۃ بے امام

ترجمہ:۔(غلام قوموں میں سے) وہ ایک سجدہ میں ہوتا ہے اور یہ ایک قیام میں ہوتا ہے۔غلاموں کا کاروبار امام سے محروم نماز کی طرح ہے۔

تشریح غلام قوم اپنے اپنے مفادات میں بٹی ہوتی ہیں ایک بندہ سجدہ کر رہا ہوتا ہے تو دوسرا قیام میں ہوتا ہے۔اتفاق واتحاد میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں اور تفرقے پیدا ہو جاتے ہیں لہٰذا غلاموں کا کاروبار اور زندگی اسی طرح ہے جیسے امام سے محروم نمازیوں کی نماز جو اپنے پورے لوازمات کی پابند نہیں ہوتی۔

درفتد ہر فرد با فردے دگر
ہر زماں ہر فرد را دردے دگر

ترجمہ:۔ ہر فرد دوسرے فرد کے گلے پڑا ہوا ہوتا ہے۔ ہر وقت ہر فرد کسی نہ کسی نئے درد میں مبتلا رہتا ہے۔

تشریح اخوت اور بھائی چارے کا نام نہیں ہر شخص دوسرے شخص کے گلے پڑا ہوا ہے فساد،لڑائی، جھگڑا یہاں تک کہ قتل و غارت سے بھی پیچھے نہیں ہٹتے اور اس وجہ سے ہر شخص ہر وقت پریشان ہے اور ہر لمحہ کسی نئی الجھن اور نئی تکلیف میں مبتلا ہوتا چلا جا رہا ہے۔

از غلامی مردِ حق زنار بند
از غلامی گوہرش نا ارجمند

ترجمہ:۔غلامی کے سبب مردِ حق زنار بند (کافر) ہوجاتا ہے۔غلامی کے سبب اس کا موتی بے قیمت ہوجاتا ہے۔

تشریح غلامی کے مردِ حق کو کافر بنادیا ہے مسلمان غیراللہ کی رسم ورواج اور چکاچوند سے مرعوب ہوکر اُس کی پیروی کرنے کو ترجیح دے رہا ہے اور یوں اپنی عالیشان اور اعلیٰ اقدار والی زندگی سے منہ موڑ رہا ہے جو دینِ اسلام کی وجہ سے اور ایک ملت (ملت اسلامیہ) ہونے کے سبب اسے حاصل تھی۔

شاخِ او بے مہرگاں عریاں ز برگ
نیست اندر جانِ او جز بیم مرگ

ترجمہ:۔اس کی شاخ خزاں کے بغیر ہی پتوں سے محروم ہوجاتی ہے (عین جوانی میں بڑھاپا آلیتا ہے اور سوچ بچگانہ ہوجاتی ہے) بجز موت کے خوف کے (رذیل صفات کے سوا) اس کی جان میں کچھ اور باقی نہیں رہتا۔

تشریح غلامانہ ذہنیت اور رجحان کی وجہ سے بغیر کسی تبدیلی اور ناموافق حالات کے اس کی شاخ سے پتے جھڑ جاتے ہیں اور اس کی جان پر زندگی کی بے باکی کی بجائے موت کا خوف حاوی ہوجاتا ہے۔

کور ذوق و نیش را دانستہ نوش
مردۂ بے مرگ و نعشِ خود بدوش

ترجمہ:۔غلام ذوق (لذّت) سے محروم ہوجاتا ہے اور دیدہ دانستہ زہر کو (شربت سمجھ کر) پینے لگتا ہے۔وہ بے موت مردہ ہوتا ہے اور اپنی نعش کو خود کندھوں پر اٹھائے پھرتا ہے۔

تشریح غلام کی زندگی لذت سے محروم ہوتی ہے اور جان بوجھ کر بے دینی کو دین کے کھاتے میں ڈالتے ہوئے زہر کو شربت سمجھ کر پینے لگتا ہے۔اصل میں وہ ایسا مردہ ہوتا ہے جس پر موت وارد نہیں ہوئی ہوتی بس وہ اپنی لاش کو خود اپنے کندھوں پر اُٹھائے پھرتا ہے اور اسی کو زندگی گردانتا ہے۔

آبروے زندگی در باختہ

چوں خزاں باکاہ و جو در ساختہ

ترجمہ:۔وہ زندگی کی آبرولٹا چکا ہوتا ہے۔وہ گدھوں کی طرح تنکے اور جو کھاتا پھرتا ہے (اسے صرف روٹی کی فکر ہوتی ہے اور جیسا ملے جو ملے اسی پر جانوروں کی طرح گزارہ کرتا ہے۔)

تشریح اصل میں وہ زندگی کی آبرولٹا چکا ہوتا ہے اس لیے زندگی اُسے منہ لگانا بھی گوارا نہیں کرتی۔لہٰذا وہ گدھوں کی طرح گھاس کھا اور جو کھا کر مطمئن ہو جاتا ہے یعنی اُس کی زندگی مقاصد سے خالی ہے۔

ممکنش بنگر محالِ او نگر

رفت و بودِ ماہ و سالِ او نگر

ترجمہ:۔غلام کی آسانیوں اور مشکلات کو دیکھ۔اس کے گزرے ہوئے ماہ و سال دیکھ (اور اندازہ کر کہ غلام کی زندگی کتنی ذلت آمیز ہوتی ہے۔)

تشریح اگر تُو غلام کی آسانیوں اور مشکلات پر غور کرنے کو دیکھے گا کہ اس کی زندگی کس قدر ذلت آمیز ہوتی ہے اور اُسے ہر حال میں دوسروں کے تلوے چاٹنا پڑتے ہیں۔

روزہا در ماتمِ یک دیگر اندر در خرام از ریگِ ساعت کمتر اند

ترجمہ:۔اس کے دن ایک دوسرے کا ماتم کر رہے ہیں۔رفتار (جدوجہد) میں وہ گھڑی کی ریت کی طرح (انتہائی سست) ہیں۔

تشریح اس کے گزرے ہوئے دِن ایک دوسرے کا ماتم کر رہے ہیں کیونکہ وقت اس سے نالاں ہے اور اس کے دنوں کے گزرنے کی رفتار گھڑی کی ریت کی طرح نہایت سست ہے یعنی اس کے حصے کا وقت بھی اس سے عاجز آجاتا ہے کیونکہ وہ کسی دوسرے کی مرضی سے گزارا جاتا ہے۔

شورہ بوم از نیشِ کژدم خار خار

مورِ او اژ درگز و عقرب شکار

ترجمہ:۔وہ بنجر زمین جو بچھوؤں کے ڈنگ کے زہر سے کانٹے ہی کانٹے ہو چکی ہو۔اس کی چیونٹیاں اژدھے کو کاٹنے اور بچھوؤں کو شکار کرنے والی ہوں۔

تشریح وہ بنجر زمین جو بچھوؤں کے ڈنگ سے زہر آلود ہو چکی ہو اور جو صرف زہریلے کانٹے ہی اُگاتی ہو اور اس زمین کی چیونٹیاں اژدھوں اور بچھوؤں کا شکار کرنے والی ہوں۔

صرصر او آتشِ دوزخ نژاد
زورقِ ابلیس را بادِ مراد

ترجمہ:۔ اس زمین کی گرم اور تیز ہوا دوزخ کی نسل سے ہو۔ اس کی ہوائیں ابلیسی کشتی کے موافق چلتی ہوں۔

تشریح وہ زمین جس کی گرم اور تیز ہوا دوزخ کی نسل سے ہو اور اس میں چلنے والی ہوائیں ابلیس کی کشتی کے رخ کے موافق چلتی ہوں۔

آتشے اندر ہوا غلیطیدۂ
شعلۂ در شعلۂ پیچیدۂ

ترجمہ:۔ اس ہوا میں آگ لپیٹی ہوئی ہو۔ اس آگ میں شعلہ کے اندر شعلہ لپٹا ہوا ہو۔

تشریح اور یہ ہوا ایسی ہو جس میں آگ کو لپیٹا گیا ہو اور اس آگ کے ہر شعلے کے اندر بھی شعلہ لپیٹا گیا ہو۔

آتشے از دودِ پیچاں تلخ پوش
آتشے تندر غو و دریا خروش

ترجمہ:۔ وہ آگ جس کو پیچ و تاب کھانے والے دھوئیں کی تلخی نے ڈھانپا ہوا ہو۔ وہ آگ جو بجلی کی کڑک اور دریا کے طوفان کے شور والی ہو۔

تشریح اور اس آگ کو پیچ و تاب کھانے والے دھویں کی تلخی نے اپنے چاروں طرف سے ڈھانپا ہو اور جس آگ میں بجلی کی سی کڑک اور دریاؤں کے طوفانوں جیسا زور و شور ہو۔

در کنارش مارہا اندر ستیز
مارہا با کفچہ ہائے زہر ریز

ترجمہ:۔ وہ آگ جس کے کناروں پر سانپ گتھم گتھا (حالتِ جنگ میں) ہوں۔ ایسے سانپ کہ جن کے پھنوں سے زہر ٹپک رہا ہو۔

تشریح ایسی آگ جس کے کناروں پر زہریلے پھنوں والے سانپ آپس میں گتھم گتھا ہوں اور

اُن کے پھنوں سے زہر ٹپک رہا ہو۔

شعلہ اش گیرندہ چوں کلب عقور
ہولناک و زندہ سوز و مردہ نور

ترجمہ:۔اس آگ کا شعلہ زہر کھا چکے کتے کی طرح (کاٹنے کے لیے) لپکتا ہو۔ وہ ڈرانے والا، زندہ حرارت والا اور مردہ نور والا ہو۔

تشریح ایسی آگ جس کا شعلہ ہولناک، خوف و ہراس پیدا کرنے والا، تیز، جلا دینے والا اور کاٹنے والے کتے کی طرح لپٹ جانے والا ہو۔

در چنیں دشتِ بلا صد روزگار خوشتر از محکومیِ یک دم شمار

ترجمہ:۔ بلاؤں سے بھرے ایسے بیابان میں سو سال بسر کرنا، غلامی کی ایک سانس سے زیادہ بہتر شمار کر۔

تشریح ایسے خطرناک اور ہولناک ماحول اور بلاؤں سے بھرے جنگل میں صدیاں گزارنا غلامی کی ایک گھڑی گزارنے سے کہیں بہتر ہے۔ لہٰذا اپنے آپ کو غلامی سے بچا کہ یہ مسلمان کا شیوہ نہیں مسلمانیت آزادی سے ہے اور ساری دنیا مسلمان کا وطن ہے۔ اس کے دین کی پابندی کے علاوہ اس پر کوئی پابندی نہیں۔

☆☆☆

در بیانِ فنونِ لطیفہ غلاماں

(غلاموں کے لطیف فنون کا بیان)

موسیقی

(غلاموں کے لطیف فنون میں سے موسیقی کا بیان)

مرگ ہا اندر فنونِ بندگی
من چہ گویم از فسونِ بندگی

ترجمہ:۔ میں غلامی کی جادوگری کے بارے میں کیا کہوں؟ کہ اموات تو غلامی کے فنون تک میں پوشیدہ ہیں۔

تشریح غلامی کی جادوگری کے بارے میں کیا بات کی جائے غلامی کے فنون میں تو کئی موتیں چھپی ہوئی ہیں یعنی غلام پر ایک ہی طرح کی موت واقع نہیں ہوتی وہ تو کئی طرح کی موتوں کا شکار ہوتا ہے اور پل پل مرتا ہے بلکہ ایک ایک پل میں کئی کئی بار مرتا ہے۔

نغمۂ او خالی از نارِ حیات
ہمچو سیل افتد بدیوارِ حیات

ترجمہ:۔ اس کا نغمہ زندگی کی حرارت سے محروم ہے۔ وہ سیلاب کی طرح زندگی کی دیواروں سے ٹکراتا ہے۔

تشریح اس کے نغمے میں زندگی کی حرارت ہی موجود نہیں اس لئے وہ سیلاب کی طرح زندگی کی دیواروں سے سر ٹکراتا ہے لیکن بے بسی اُس کا پیچھا نہیں چھوڑتی اور وہ آزاد زندگی کا لطف حاصل نہیں کر پاتا۔

چوں دل او تیرہ سیمائے غلام
پست چوں طبعش نواہائے غلام

ترجمہ:۔دل کی طرح غلام کی پیشانی بھی تاریک ہے۔غلام کی طبیعت کی طرح اس کی نوا (شاعری و نغمے) بھی پست ہیں۔

تشریح غلام کا دل اور پیشانی دونوں ہی تاریک ہوتے ہیں کیونکہ دل میں نور کی بجائے خوف اور ماتھے پر سجدے کے روشن نشان کی بجائے غیر اللہ کی غلامی کی مہر، غلام کی سوچ اور طبیعت بھی چونکہ غلام ہوتی ہے اس لئے اُس کو شاعری اور نغمے بھی غلامی کا ہی پرچار کرتے ہیں اور غلامی ہی کا پرتو ہوتے ہیں۔

از دلِ افسردہٗ او سوز رفت
ذوقِ فردا ، لذّتِ امروز رفت

ترجمہ:۔غلام کے افسردہ دل سے سوز جاتا رہا۔مستقبل کا ذوق اور حال کی لذّت جاتی رہی۔

تشریح غلام کا دل ہر پل افسوس زدہ رہتا ہے اس لئے اُس میں سوز پیدا ہونے کا سوال ہی نہیں اٹھتا غلام اپنے آئیندہ سے مایوس اور اپنے حال سے ڈرا ہوا رہتا ہے۔

از نئے او آشکارا رازِ او!
مرگِ یک شہر است اندر سازِ او

ترجمہ:۔غلام کی بنسری سے اس کا راز آشکار ہوتا ہے۔اس کے ساز میں ایک شہر کی موت پوشیدہ ہے۔

تشریح غلام کے نغمے سے ہی اس کے اندر کی حالت ظاہر ہو جاتی ہے اور اس کے ساز میں پورے شہر کی موت چھپی ہوئی ہوتی ہے۔

ناتوان و زار می سازد ترا
از جہان بیزار می سازد ترا

ترجمہ:۔وہ ساز تجھے کمزور اور عاجز بناتا ہے۔وہ ساز تجھے جہان سے بیزار کرتا ہے۔

تشریح اس کا راگ تجھے بے ہمت کمزور اور عاجز بنا دیتا ہے اور اس کا ساز تجھے جہان سے بیزار کر دیتا ہے۔یعنی تیری زندگی کو زندگی ہی نہیں رہنے دیتا۔

چشمِ او را اشکِ پیہم سرمہ ایست
تا توانی بر نوائے او مایست

ترجمہ:۔اس کی آنکھوں کا سرمہ مسلسل بہنے والے آنسو ہی ہیں۔جہاں تک ممکن ہو اس کی نوا پر کان نہ

دھر۔

تشریح اس کی آنکھوں سے مسلسل بہنے والے آنسو اس کی آنکھوں کا سرمہ ہے بس جہاں تک ممکن ہو سکے اس کی آواز پر کان نہ دھر اور اپنے آپ کو اس سے بچا کے رکھ۔

الحذر ایں نغمۂ موت است و بس
نیستی در کسوتِ صوت است و بس

ترجمہ:۔ بچو! یہ نغمہ صرف اور صرف موت کا نغمہ ہے۔ آواز کے لباس میں یہ فنا ہے اور کچھ نہیں۔

تشریح اس نغمے سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ اس کا نغمہ موت کا نغمہ ہے اس کی آواز کی اوٹ میں زندگی نہیں فنا کے سوا اور کچھ نہیں۔

تشنہ کامی؟ ایں حرم بے زمزم است
در بم و زیرش ہلاکِ آدم است

ترجمہ:۔ کیا تو پیاسا ہے؟ اس (غلامی کے) حرم میں زمزم کا پانی نہیں ہے۔ اس کی موسیقی کی پست اور بلند سریں آدمی کی ہلاکت کا سامان لیے ہوئے ہیں۔

تشریح اگر تو پیاسا بھی ہے تو اس غلامی کے حرم میں کوئی زم زم کا پانی موجود نہیں جو تیری پیاس بجھائے گا لہٰذا اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھ اس کی موسیقی کے اُتار چڑھاؤ میں آدمی کی موت کا سامان ہے۔

سوزِ دل از دل برد غم میدہد
زہر اندر ساغرِ جم میدہد

ترجمہ:۔ (غلاموں کی موسیقی) دل سے دل کا سوز لے جاتی ہے اور اس کی جگہ غم دے جاتی ہے۔ وہ جمشید کے ساغر میں زہر دیتی ہے۔

تشریح غلاموں کی موسیقی تو دل سے دل کا سوز تک لے جاتی ہے اور وہ دل دل نہیں رہتا جو سوز سے خالی ہو جائے اُس دل میں سوائے غم کے اور کچھ بھی پرورش نہیں پا سکتا۔ وہ جام جم یعنی جمشید کے پیالے میں زہر ڈال کر پلاتی ہے اور دھوکے میں رکھتی ہے۔ تمہارے کل کو مایوسیوں سے بھرنا اس کا کام ہے۔

غم دو قسم است اے برادر گوش کن
شعلۂ ما را چراغِ ہوش کن

ترجمہ:۔اے برادر! غم دو قسم کا ہے، غور سے سن لے۔ ہمارے شعلے سے اپنی عقل کے چراغ کو روشن کر لے۔

تشریح اے بھائی! غم دو طرح کے ہوتے ہیں میری بات ذرا دھیان سے سن اور اس پر غور کر اور اس کے شعلے سے اپنی عقل کے چراغ کو روشن کر لے تا کہ تیری آنکھوں کا اندھیرا دور ہو جائے اور تو سوجھ بوجھ سے کام لے کر اپنی زندگی آزاد گزارے۔

یک غم است آں غم کہ آدم را خورد
آں غمِ دیگر کہ ہر غم را خورد

ترجمہ:۔ ایک غم وہ غم ہے جو آدمی کو کھا جاتا ہے۔ ایک دوسرا غم (عشق) وہ غم ہے جو ہر غم کو کھا جاتا ہے۔

تشریح ایک غم وہ ہے جو آدمی کو کھا جاتا ہے اور ایک دوسرا غم ہے جسے عشق کا غم کہتے ہیں یہ غم ہر غم کو کھا جاتا ہے۔

آں غمِ دیگر کہ مارا ہمدم است
جانِ ما از صحبت او بے غم است

ترجمہ:۔ یہ دوسرا غم وہ ہے جو ہمارا لحہ لحہ کا ساتھی ہے۔ اس (عشق کے غم) کی صحبت کے طفیل ہماری جان میں کوئی غم باقی نہیں رہتا۔

تشریح یہ دوسرا ہی غم ہے جو ہمارا پل پل کا ساتھی ہے ہمارے ساتھ رہتا ہے اور اس کی موجودگی اور صحت کی بدولت ہماری جان میں اور کوئی غم باقی نہیں رہتا۔ یا یوں کہہ لو کہ اس غم کے ہونے سے انسان بے غم ہو جاتا ہے۔

اندر و ہنگامہ ہائے غرب و شرق
بحر و در وے جملہ موجودات غرق

ترجمہ:۔ عشق کے غم میں مشرق اور مغرب کے ہنگامے پوشیدہ ہیں۔ یہ غم وہ سمندر ہے کہ جس میں تمام موجودات غرق ہیں۔

تشریح یہ عشق کا غم آفاقی ہے اس کے اندر ہی مغرب و مشرق کے ہنگامے چھپے ہوئے ہیں بس سمجھ لے کہ یہ غم وہ سمندر ہے جس میں تمام کے تمام موجودات یعنی کائنات گم ہے۔

چوں نشیمن می کند اندر دلے
دل ازو گردد یمِ بے ساحلے

ترجمہ:۔ جب یہ غم کسی دل کو اپنا نشیمن بنالیتا ہے تو وہ دل اس غم کی بدولت بے کنارہ سمندر بن جاتا ہے۔

تشریح اور ہاں! جب یہ غم کسی دل میں اپنا گھر بنالیتا ہے تو اُس دل کو بھی اپنی برکت سے بے کنار سمندر بنا دیتا ہے۔ اُسے بھی اپنے جیسی وسعتوں سے آشنا کر دیتا ہے۔

بندگی از سرِّ جاں نا آگہی است
زاں غمِ دیگر سرودِ او تہی است

ترجمہ:۔ غلامی روح کے اسرار سے ناواقف ہونے کا نام ہے۔ یہ اس دوسرے غم (غمِ عشق) کے نغمے سے محروم ہونے کا نام ہے۔

تشریح غلامی اسی لئے غلامی ہے کہ یہ روح کے رازوں کو نہیں جانتی اور نہ ہی جان سکتی ہے اور اسی ناواقفیت کی وجہ سے غلامی دوسرے غم جو غمِ عشق ہے کے نغمے سے محروم رہتی ہے۔

من نمی گویم کی آہنگش خطا است بیوہ زن را ایں چنیں شیون رواست!

ترجمہ:۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس کے سُر خطا پر مشتمل ہیں۔ بیوہ ہی کے لیے اس قسم کا نوحہ روا (جائز) ہے۔

تشریح میرا کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے سروں میں اتار چڑھاؤ نہیں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس قسم کا راگ کسی بیوہ ہی کے لیے ہوسکتا ہے اور اُسی کو زیب دیتا ہے۔

نغمہ باید تند رو مانندِ سیل
تا برد از دل غماں را خیل خیل

ترجمہ:۔ ضرورت اس نغمہ کی ہے جو سیلاب کی طرح تیز رو ہو، تا کہ وہ دل سے گروہ در گروہ غم لے جائے (سارے غم دل سے نکال باہر کر دے۔)

تشریح یہاں ضرورت ایسے نغمے کی ہے جو سیلاب کی طرح تیز رو ہو اور دلوں کے ہر دُکھ کو بہا کر

لے جائے نہ کہ ایسے نغمے کی جو مایوس کن ہو اور مایوسی پھیلا کر ہمت اور حوصلہ کو ڈھانے کی کوشش کرے۔

نغمہ می باید جنوں پروردۂ
آتشے در خونِ دل حل کردۂ

ترجمہ:۔ ضرورت تو اس نغمے کی ہے کہ جنون نے جس کی پرورش کی ہو۔ضرورت تو اس نغمے کی ہے کہ جس کے خونِ دل میں آگ حل کی گئی ہو۔

تشریح ہاں ایسے ہی نغمے کی ضرورت ہے جس کی پرورش جنونِ عشق سے کی گئی ہو ہاں ایسا ہی نغمہ چاہیے کہ جس نغمے کے دل کے خون میں آگ حل کی گئی ہو جو دوسروں میں جینے کا حوصلہ اور حرارت پیدا کرے اور زندگی کو چار چاند لگا دے۔

از نمِ او شعلہ پروردن تواں
خامشی را جزوِ او کردن تواں

ترجمہ:۔اس کے نم (نغمے) سے شعلہ کی پرورش کی جا سکتی ہے۔خاموشی کو اس کا جزو بنایا جا سکتا ہے۔

تشریح ایسے ہی نغمے ہوتے ہیں جن کی نمی سے شعلوں کی پرورش کی جا سکتی ہے اور خاموشی کو بھی اس کا حصہ بنایا جا سکتا ہے۔

می شناسی؟ در سرود است آں مقام
کاندروٗ بے حرفؒ می روید کلامؒ

ترجمہ:۔کیا تو جانتا ہے؟ راگ میں وہ مقام ہے، جس مقام پر کلام بے حرف کیا جاتا ہے۔
(دوسرا مصرع مولانا رومؒ کے ایک شعر سے لیا گیا ہے، مکمل شعر کچھ یوں ہے:

اے خدا بنما تو جاں را آں مقام
'کاندرو بے حرف می روید کلامؒ

''اے خدا! تو جان کو وہ مقام دِکھا جہاں کلام بغیر حروف کے ہوتا ہے۔'')

تشریح کیا تو اس بات کو جانتا ہے کہ موسیقی میں ایک مقام وہ بھی آتا ہے جس میں حروف کے بغیر کلام کیا جاتا ہے۔

نغمہَ روشن چراغِ فطرت است
معنیٔ او نقشبندِ صورت است

ترجمہ:۔روشن نغمہ فطرت کا چراغ ہے۔ایسے نغمہ کا معنی صورتیں بنانے والا ہے۔

تشریح اگر نغمہ عشق کے سوز سے روشن ہو تو وہ فطرت کا چراغ ہے ایسے ہی نغمے فطرت کو معانی عطا کرنے والے ہوتے ہیں۔

اصلِ معنی را ندانم از کجا ست
صورتش پیدا و با ما آشنا است

ترجمہ:۔ میں معنی کی اصل کے بارے میں کچھ نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے ہے۔ ہاں! اس معنی کی صورت ظاہر ہے اور مجھ سے آشنا ہے۔

تشریح میں یہ تو نہیں جانتا کہ معنی کی اصل کہاں سے ہے البتہ اس معنی کی صورت ظاہر ہے اور میں اس سے بخوبی واقف ہوں۔

نغمہ گر معنی ندارد مردہ ایست
سوزِ او از آتش افسردہ ایست

ترجمہ:۔نغمہ اگر معنی کی دولت سے محروم ہوگا تو مردہ ہی ہوگا۔ معنی سے محروم نغمے کا سوز بجھی ہوئی آگ کا سوز ہے۔

تشریح اگر نغمہ معنی کی دولت سے خالی ہوگا تو وہ مردہ ہے کیونکہ معنی زندگی ہے اور وہ زندگی سے محروم لہٰذا اگر میں سوز موجود بھی ہو تو وہ بجھی ہوئی آگ کا سوز ہے۔ جو کوئی اثرات مرتب نہیں کرسکتا۔

رازِ معنی مرشدِ رومی کشو
فکرِ من بر آستانش در سجود

ترجمہ:۔پیرِ روم نے معنی کے راز سے پردہ اٹھایا ہے۔ وہ پیر روم جن کے آستانے پر میرا فکر سربسجود ہے۔

تشریح مولانا رومؒ جو میرے مرشد ہیں اُنہوں نے معنی کے راز سے پردہ اٹھایا ہے۔ وہ مرشد جن کے آستانے پر میری فکر بھی سجدے میں گری رہتی ہے یعنی اُن کا مقام میرے لیے انتہائی

معتبر اور قابلِ رشک ہے کہ اُنہوں نے میری اور میری فکر کی آبیاری کی۔

''معنی آں باشد کہ بستاند ترا
بے نیاز از نقش گرداند ترا''

ترجمہ:۔ معنی وہ ہے جو تجھے خود میں اتار لے۔ معنی وہ ہے جو تجھے نقش سے بے نیاز کر دے۔

تشریح وہ فرماتے ہیں کہ معنی وہ ہے جو تجھے خود میں اُتار لے اور تجھے تجھ سے رہائی دلا دے اور تجھے نقش یعنی ظاہری صورت سے بے نیاز کر دے۔

''معنی آں نبود کہ کور و کر کند
مرد را بر نقش عاشق تر کند''

ترجمہ:۔ معنی یہ نہیں کہ آدمی کو اندھا اور بہرہ کر دے، معنی یہ نہیں کہ آدمی کے لیے عاشق کے نقش کو زیادہ کرے (اور یوں اُسے بیہودہ عاشق بنا کر ذلیل و خوار کر دے۔)

تشریح معنی وہ نہیں کہ آدمی کو اندھا اور بہرہ کر دے اور آدمی کو ظاہری صورت میں ہی گم کر دے۔

دل بصورت بست و از معنی رمید! دل بصورت بست و از معنی رمید!

ترجمہ:۔ ہمارے مطرب (ساز بجانے والے) نے معنی کا جلوہ نہیں دیکھا۔ صورت سے تو دل لگایا اور معنی سے بھاگا۔

تشریح ہمارے ساز بجانے والے موسیقار نے معنی کا جلوہ نہیں دیکھا کیونکہ اُس نے معنی کی طرف توجہ ہی نہیں دی وہ صرف ظاہری شکل شباہت میں کھو کر رہ گیا اور یوں معنی سے دور رہا۔

مصوری

(غلاموں کے لطیف فنون میں سے مصوری کا بیان)

ہمچناں دیدم فنِ صورتگری
نے براہیمی درو نے آزری

ترجمہ:۔ اسی طرح میں نے فن مصوری کو دیکھا ہے کہ نہ تو اس میں ابراہیمی ہے اور نہ ہی آذری (غلاموں کی مصوری میں کوئی انفرادیت نہیں ہے۔)

تشریح فن شاعری کی طرح فن مصوری کو بھی دیکھا اور جانچا ہے کہ اس میں نہ تو ابراہیمی ہے اور نہ ہی آذری یعنی نہ تو یہ تصویریں پرانی روایت کی عکاس ہیں اور نہ ہی جدید طرز کی ہیں۔ البتہ غلامانہ ذہن کی ترجمانی ضرور کرتی ہیں۔

"راہبے در حلقۂ دامِ ہوس
دلبرے با طائرے اندر قفس

ترجمہ:۔ (غلاموں کی بنائی ہوئی تصاویر میں دکھایا گیا ہے کہ) ایک راہب ہوس کے جال میں گرفتار ہے۔ ایک معشوق ایک پرندے کے ساتھ پنجرے میں قید ہے۔

تشریح ان غلاموں کی بنائی ہوئی تصاویر میں دکھایا گیا ہے کہ ایک پادری جو تارک الدنیا ہونے کا دعویدار ہے وہ ہوس کے جال میں پھنسا ہوا ہے اور ایک خوبصورت لڑکی ایک پرندے کے ساتھ ایک پنجرے میں قید ہے یعنی وہ بے بس لڑکی اُس کا شکار ہے جو پادری کے ظاہر اور باطن کو ظاہر کر رہے ہیں۔

خسروے پیشِ فقیرے خرقہ پوش
مردِ کوہستانی ہیزم بدوش

ترجمہ:۔ کسی بادشاہ کو خرقہ پوش فقیر کے سامنے دکھایا گیا ہے۔ پہاڑوں میں رہائش اختیار کرنے والے کو کندھوں پر لکڑیاں اٹھائے دکھایا گیا ہے۔

تشریح یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ کوئی بادشاہ ہے جو ایک گدڑی پہنے ہوئے فقیر کے سامنے کھڑا ہے پھر پہاڑوں میں رہنے والے کو اپنے کندھوں پر لکڑیاں اُٹھائے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ جو اس نے جلانے کے لیے اکٹھی کر رکھی ہیں۔

نازنینے در رہِ بت خانۂ
جو گئے در خلوتِ ویرانۂ

ترجمہ:۔ ناز بھری حسینہ کو بت خانہ کے راستہ میں دکھایا گیا ہے۔ ایک جوگی کو ویرانے کی خلوت میں دکھایا گیا ہے۔

تشریح کہیں ایک خوبصورت اور حسین ناز و ادا سے بھری ہوئی لڑکی کو مندر کی طرف جاتے ہوئے دکھایا گیا ہے کہیں ایک جوگی دنیا سے بے زار ہوکر ویرانے کے ایک طرف دکھایا گیا ہے۔

پیرکے از دردِ پیری داغ داغ
آنکہ اندر دستِ او گل شد چراغ

ترجمہ:۔ بچوں جیسا بوڑھا جو بڑھاپے کے درد کے سبب داغ داغ ہے، اس کے ہاتھ میں بجھا ہوا چراغ دکھایا گیا ہے۔

تشریح کہیں ایک بوڑھا آدمی اپنے بڑھاپے سے بے حال اور دُکھی ہے اس کے ہاتھ میں بجھا ہوا چراغ ہے جو اس بات کا اشارہ دے رہا ہے کہ زندگی بجھ چکی ہے اور میں چند گھڑیوں کا مہمان ہوں۔

مطربے از نغمۂ بیگانہ مست
بلبلے نالید و تارِ او گسست

ترجمہ:۔ وہ نغمہ خوان دکھایا گیا ہے جو کسی دوسرے کے نغمہ سے مست ہے۔ ایک بلبل دکھائی گئی ہے کہ جس کی فریاد کے سبب سانس ٹوٹ چکی ہے۔

تشریح پھر ایسا ساز نواز دکھایا گیا ہے جو کسی دوسرے کے نغمے میں مست ہے ایک طرف ایک

بلبل کی تصویر ہے جو فریاد کرتے کرتے دم توڑ چکی ہے۔ (یعنی اُس کی فریاد پر کسی نے دھیان ہی نہیں دیا) مراد یہ کہ ہر کوئی اپنے حال میں مست ہے کسی کو کسی سے کوئی ہمدردی نہیں۔

نوجوانے از نگاہے خوردہ تیر
کودکے بر گردنِ بابائے پیرؔ

ترجمہ:۔ وہ نوجوان دکھایا گیا ہے جو کسی کی نگاہ کا تیر کھا چکا ہو۔ ایک بچہ کسی بوڑھے بابا کی گردن پر بیٹھا دکھایا گیا ہے۔

تشریح ایک ایسا نوجوان دکھایا گیا جو کسی کی نگاہ کا تیر کھا کر زخمی ہے اور بُری طرح اُس کے عشق میں گرفتار ہے دوسری طرف ایک بچہ کسی بوڑھے شخص کی گردن پر بیٹھا ہوا دکھایا گیا ہے جو شاید اُس کا باپ ہے۔

می چکد از خامہ ہا مضمونِ موت ہر کجا افسانہ و افسونِ موت

ترجمہ:۔ ان (غلام مصوروں) کی قلموں سے موت کا مضمون ٹپکتا ہے۔ ہر جگہ موت کا افسانہ اور جادو نظر آتا ہے۔

تشریح ان غلاموں کے برش ایسی ہی تصویریں بناتے ہیں جو موت کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی کرتے ہوں کیونکہ جو کچھ ان کے ذہن میں موجود ہے وہی باہر آتا ہے اب تک میں نے جتنی بھی تصویریں دیکھی ہیں وہ ہر حوالے سے موت کا افسانہ اور جادو ہی نظر آتی ہیں۔ زندگی کو چونکا دینے والا فن کہیں دکھائی نہیں دیا۔

علمِ حاضر پیشِ آفل در سجود
شک بیفزود و یقیں از دل ربود

ترجمہ:۔ عصرِ حاضر کا علم باطل کے سامنے سجدہ ریز ہے۔ عصرِ حاضر کے علم نے شک کو بڑھایا اور یقین کو دل سے نکال پھینکا۔

تشریح موجودہ علم باطل کے سامنے جھکا ہوا ہے جب کہ باطل تو مٹنے کے لیے ہے اور اسے مٹنا ہی ہے موجودہ علم اسی لئے باطل کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہے کہ یہ علم یقین کو دل سے نکال پھینکتا ہے اور ہر چیز کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

بے یقیں را لذّتِ تحقیق نیست
بے یقیں را قوّتِ تخلیق نیست

ترجمہ:۔ بے یقین شخص میں تحقیق کی لذّت نہیں ہوتی۔ بے یقین شخص کے اندر تخلیق کی قوّت نہیں ہوتی۔

تشریح اور بے یقین شخص میں نہ تو تحقیق کی لذت ہوتی ہے کیونکہ وہ تحقیق کو بھی شک وشبہ کی نذر کر دیتا ہے اور یوں اُس کے سامنے کوئی واضح مقصد نہیں ہوتا، تخلیقی قوت کا ہونا تو بہت دور کی بات ہے بے یقین شخص تخلیق کی قوت سے یکسر محروم ہوتا ہے۔

بے یقیں را رعشہ ہا اندر دل است نقشِ
نو آوردن او را مشکل است

ترجمہ:۔ بے یقین شخص کے دل میں رعشے (کپکپی/شکوک وشبہات) ہوتے ہیں۔ بے یقین شخص کے لیے نیا نقش پیدا کرنا مشکل ہوتا ہے۔

تشریح بے یقین شخص چونکہ شک وشبہ کی حدود سے باہر نہیں نکلتا اس لئے اُسے ہر وقت ایک خوف گھیرے رہتا ہے اور کئی طرح کے وسوسوں کو اپنے اردگرد بنتا رہتا ہے۔ اس لئے اس کے ذہن ودل پر کوئی نئی چیز یا نئی ایجاد کے خاکے نہیں اُبھرتے لہٰذا وہ لکیر کے فقیر ہوتے ہیں۔

از خودی دور است و رنجور است و بس
رہبرِ او ذوقِ جمہور است و بس

ترجمہ:۔ بے یقین شخص خودی سے محروم ہوتا ہے اور تکلیف اور غم میں مبتلا ہوتا ہے اور بس۔ (اس میں خود سوچنے کی صلاحیت نہیں ہوتی بلکہ) اس کا رہنما عوام کا ذوق ہوتا ہے اور بس۔

تشریح بے یقین شخص خودی سے محروم ہونے کی وجہ سے صلاحیتوں کا مالک نہیں ہوتا اس لئے غلامی کو ترجیح دیتا ہے اور اُسے ذلت کا احساس نہیں ہوتا لہٰذا وہ اپنی کرتوتوں کی وجہ سے ہر پل غم اور تکلیف میں مبتلا رہتا ہے اور اُس ذوق کی پیروی کرتا ہے جو اُس کے اردگرد پھیلے ہوئے لوگوں میں پایا جاتا ہو۔

حسن را در یوزہ از فطرت کند
رہزن و راہِ تہی دستے زند

ترجمہ:۔ وہ اپنے کاسہ میں فطرت سے حسن کی بھیک مانگتا ہے۔ وہ ایسا رہزن ہے جو خالی ہاتھ والے (غریب) کا راستہ روک بیٹھے۔

تشریح بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ وہ ایک ایسا لٹیرا ہے جو اُس غریب کو بھی لوٹنے کی کوشش کرتا ہے جس بے چارے کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔

حسن را از خود برون جستن خطاست
آنچہ می بائست پیشِ ما کجاست؟

ترجمہ:۔ حسن کو اپنے باہر ڈھونڈنا سراسر خطا ہے۔ جو کچھ کہ ہونا چاہیے وہ ہمارے سامنے کہاں ہے؟

تشریح حسن تمہارے اندر ہے اس لئے حسن کو اپنے آپ سے باہر ڈھونڈنا سراسر غلط ہے کیونکہ جو کچھ ہونا چاہیے وہ ہمارے سامنے کب ہے اس لیے ہم جو کچھ چاہ رہے ہوتے ہیں اُس کے خاکے ہمارے باطن ہی میں بنتے اور پرورش پاتے ہیں اور وہی حسن ہے کیونکہ وہ عین ہماری خواہشات کے مطابق ہوتا ہے۔

نقش گر خود را چو با فطرت سپرد
نقشِ او افگند و نقشِ خود سترد

ترجمہ:۔ نقش گر (مصور) نے اگر خود کو فطرت کے سپرد کر دیا ہے تو اس نے فطرت کا نقش تو کھینچ دیا ہے، لیکن اپنا نقش مٹا دیا ہے (بھیڑ چال کی وجہ سے اپنی صلاحیتوں کو زنگ آلود کر دیا ہے۔)

تشریح اگر کسی مصور نے اپنے آپ کو فطرت کے حوالے کر دیا ہے تو اُس نے فطرت کی خوبصورتی کو تو نقش کر دیا ہے لیکن اُس کا اپنا نقش اُس سے مٹ کر رہ گیا ہے یعنی اس نے اپنے آپ کو اپنے اندر ہی دبا دیا ہے اور ایک وقت وہ آئے گا جب اسی حالت میں اُس کی موت واقع ہو جائے گی۔

یک زماں از خویشتن رنگے ترد
بر زجاج ما گہے سنگے نزد

ترجمہ:۔اس نے ایک بار بھی اپنی طرف سے کوئی رنگ نہیں بھرا (اپنی صلاحیت سے کوئی نئی تصویر نہیں بنائی) اس نے کبھی ہمارے شیشے پر کوئی پتھر نہیں مارا (کوئی نئی فکر پیش کر کے ہم میں ہلچل پیدا نہیں کی۔)

تشریح اس نے ایک بار بھی اپنی طرف سے کوئی تخلیقی عمل نہیں کیا اور نہ ہی کوئی رنگ بھرنے کی کوشش کی۔یعنی اس کا اپنا رنگ کوئی نہیں لہٰذا ایسا شخص کبھی ہمارے شیشے پر پتھر نہیں مار پاتا یعنی ایجادات کے لیے اُس نے خود ہی اپنے اختیارات کو تج دیا۔

فطرت اندر طیلسانِ ہفت رنگ
ماندہ بر قرطاس او با پائے لنگ

ترجمہ:۔فطرت اپنی سات رنگوں والی چادر میں لپٹی ہوئی اس کے کاغذ پر لنگڑے پاؤں کے ساتھ کھڑی ہوتی ہے (مصور انہی سات رنگوں سے تصاویر بناتا ہے جو دھنک میں دکھائی دیتے ہیں، پھر تصاویر بھی وہی بناتا ہے جو ہم پہلے اصل صورت میں دیکھ چکے ہیں، فطرت کے اصل نظارہ، نقش اور رنگ کو دیکھ کر جو تاثر پیدا ہوتا ہے وہ مصور کے کھینچے ہوئے نقش سے پیدا نہیں ہوتا۔اصل اصل ہے اور نقل نقل ہے۔)

تشریح فطرت اپنی سات رنگوں کی چادر میں لپٹی ہوئی اس کے کینوس پر لنگڑے پاؤں کے ساتھ کھڑی ہوتی ہے وہ فطرت کی صحیح عکاسی کرنے سے بھی معذور ہے اور اُس کا یہ فن پارہ بھی ادھورہ ہوتا ہے۔یعنی وہ فطرت کی نقالی بھی ادھورے انداز میں کرتا ہے۔

بے تپش پروانۂ کم سوزِ او
عکسِ فردا نیست در امروزِ او

ترجمہ:۔اس کا پروانہ جلنے سے محروم ہے۔اس کے حال میں مستقبل کا عکس نہیں ہے (اس کا دل عشق سے محروم ہے، اس لیے وہ ماضی اور حال ہی کی تصویر کشی کر سکتا ہے، کبھی مستقبل کو اپنی تصاویر میں پیش نہیں کر پایا۔)

تشریح اس کے پروانے میں وہ ذوق ہی موجود نہیں جس کے تحت جلنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے لہٰذا اس کا پروانہ یعنی عشق کا ذوق رکھنے والی حس بے حسی کا شکار ہے اور اس کا حال مستقبل کے امکانات سے عاری ہے۔

از نگاہش رخنہ در افلاک نیست
زانکہ اندر سینہ دل بیباک نیست

ترجمہ:۔اس کی نگاہ سے آسمانوں میں کوئی شگاف نہیں پڑتا۔اس کا سینہ جرأت والے دل سے محروم ہے۔

تشریح اس کے دل میں وہ جرات والا دل ہی نہیں جس کے بل بوتے پر اس کی نگاہ آسمانوں میں شگاف ڈالنے کی اہل ہو سکے۔اس لئے ایسے شخص کو توقعات کی کسوٹی پر پرکھنا غیر مناسب ہے۔

خاکسار و بے حضور و شرمگیں
بے نصیب از صحبتِ روح الامیں

ترجمہ:۔وہ تو خاکسار، بے حضور اور شرمسار ہے۔وہ روح الامینؑ (حضرت جرائیل) کی صحبت سے محروم ہے۔

تشریح اس لئے وہ ہر وقت احساس کمتری کا شکار رہتا ہے اور اپنے کئے پر شرمندہ شرمندہ سا رہتا ہے اور اسی لئے ہی وہ روح الامین حضرت جرائیل علیہ السلام کی صحبت اور فیض سے بھی محروم ہے۔

فکرِ او نادار و بے ذوقِ ستیز
بانگِ اسرافیل او بے رستخیز

ترجمہ:۔ اس (بھیڑ چال سے متأثر مصور) کی فکر مفلس ہے اور جنگ کے ذوق سے محروم ہے۔ اس کے اسرافیل کا صور ہنگامہ آرائی سے محروم ہے (عوام سے متأثر ہو کر مصوری کرنے والا اپنی قوم میں حوصلہ اور دلیری پیدا کرنے والا نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی مصوری سے ان کے ذہنوں کو مزید پست فکر بنا دیتا ہے۔)

تشریح دوسروں کی نقالی کرنے والے مصوروں کے پارے متأثر نہیں کرتے کیونکہ ان کی فکر مفلس ہوتی ہے اور ایسی فکر کے دامن میں کچھ نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ جدوجہد کے ذوق سے ہم آہنگ ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے لہٰذا ایسی فکر کبھی کوئی چونکا دینے والا اور حیران کر دینے والا فن پارہ تخلیق نہیں کر سکتی جو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور کی طرح

ہنگامہ پیدا کر دے۔

خویش را آدم اگر خاکی شمرد
نورِ یزداں در ضمیرِ او بمرد

ترجمہ:۔آدمی اگر خود کو خاکی شمار کرے، تو پھر اس میں جو خدا کا نور تھا وہ ختم ہو جائے گا۔

تشریح اگر انسان اپنے آپ کو صرف خاکی سمجھ کر بیٹھ جائے تو اس کے اندر کی صلاحیتیں دم توڑ دیں گے اور اس کا باطن جو اللہ تعالیٰ کے نور سے روشن ہے وہ ختم ہو جائے گا اور اس کا باطن اندھیروں میں ڈوب جائے گا۔

چوں کلیمے شد بروں از خویشتن
دستِ او تاریک و چوبِ او رسن

ترجمہ:۔ جیسا کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اندر سے کلیم اللہ (نبوت) باہر آ جاتا تو ان کا ہاتھ تاریک اور ان کا عصا محض رسی بن جاتا۔ (اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی انفرادیت ختم ہو جاتی اور ان کو نبوت کی خصوصیت سے مالا مال نہ کیا گیا ہوتا تو وہ اتنے اعلیٰ معجزات نہ دکھا سکتے۔)

تشریح بالکل اسی طرح جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اندر سے نبوت کا نور باہر آ جاتا تو اُن کا ہاتھ (ید بیضا) تاریک ہو جاتا اور اُن کا عصا محض ایک رسی بن جاتا یعنی اُن کے معجزات اُن کی نبوت کے حوالے سے ہی تھے اگر ایسا نہ ہوتا تو ایسی صلاحیتیں دوسروں کے پاس بھی ہوتیں۔

زندگی بے قوّتِ اعجاز نیست ہر کسے دانندۂ ایں راز نیست

ترجمہ:۔ انفرادیت کے بغیر زندگی کچھ نہیں۔ ہر کوئی اس راز تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔

تشریح قوتِ اعجاز کے بغیر زندگی کچھ نہیں لیکن یہ وہ راز ہے جس کو سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔

آں ہنر مندے کہ بر فطرت فزود
رازِ خود را بر نگاہِ ما کشود

ترجمہ:۔وہ ہنر مند کہ جس نے فطرت میں اضافہ کیا۔ اس نے اپنے راز کو ہم پر آشکار کیا۔

تشریح جو بھی ہنرمند یعنی فنکار فطرت کی تخلیق میں اضافہ کرتا ہے یعنی اپنی طرف سے کوئی فن پارہ تخلیق کرتا ہے اُس نے ہم پر اپنے راز کو ظاہر کیا ہے۔

گرچہ بحرِ او ندارد احتیاج
می رسد از جوئے ما او را خراج

ترجمہ:۔ اگرچہ اس کا سمندر (ظرف، ہماری تعریف کی) محتاجی سے بے نیاز ہے۔ ہماری ندی (زبان) سے اس کو خراج (تعریف کا صلہ) ضرور ملتا ہے۔

تشریح اگرچہ فطرت کا سمندر ہماری تعریف کا محتاج نہیں لیکن جب ہم اس کے سمندر سے ایک ندی نکالتے ہیں تو وہ اسے خراج تحسین پیش کرتی ہے۔ (یہ خراجِ تحسین جذبوں کو تسکین اور تقویت دیتا ہے)

چیں رباید از بساطِ روزگار
ہر نگار از دستِ او گیرد عیار

ترجمہ:۔ یہ (باصلاحیت مصور) زندگی کی چادر سے اس کی شکنیں چن لیتا ہے۔ ہر محبوب اس کے ہاتھ سے اپنا معیار پہچانتا ہے۔

تشریح باصلاحیت مصور کی یہی خوبی ہوتی ہے کہ وہ زندگی کی چادر سے اُس کی شکنیں چُن لیتا ہے اور اس کے ہاتھ کا بنایا ہوا ہر فن پارہ محبوب کے لیے معیار سمجھا جاتا ہے۔

حورِ او از حورِ جنّت خوشتر است
منکرِ لات و مناتش کافر است

ترجمہ:۔ اس کی (بنائی ہوئی خیالی) حور جنت کی حور سے زیادہ اچھی ہے۔ اس کے بنائے ہوئے لات و منات (تصاویر اور فن پارے، آرٹ) کا منکر کافر (حسن کی رنگینی کو پہچاننے سے محروم) ہے۔

تشریح اور اس کی بنائی ہوئی خیالی تصویر بھی جنت کی حور سے زیادہ خوبصورت اور اچھی لگتی ہے لہٰذا اس کی محبت گری اور مصوری کو نہ ماننے والا کافر ہے۔

آفریند کائناتِ دیگرے
قلب را بخشد حیاتِ دیگرے

ترجمہ:۔ وہ ایک نئی کائنات بناتا ہے۔ دل کو ایک نئی زندگی عطا کرتا ہے۔

تشریح کیونکہ وہ ایک نئی کائنات تخلیق کرتا ہے اور دل کو نئی زندگی عطا کرتا ہے۔

بحر و موجِ خویش را برخود زند!
پیشِ ما موجش گہر می افگند

ترجمہ:۔ وہ اپنے سمندر اور اس کی موجوں کو خود پر اُچھالتا ہے۔ اس کی موج ہمارے سامنے موتی پھینک دیتی ہے۔

تشریح یقیناً وہ ایک ایسا سمندر ہے جو اپنی موجوں میں خود ہلچل پیدا کرتا ہے اور انہیں خود اُچھالتا ہے اور اس کی موجیں ہمارے سامنے موتیوں کو لا پھینکتی ہیں یعنی اُس کی تخلیق اور فن پارے ہمارے لیے قیمتی موتی ہوتے ہیں۔

زاں فراوانی کہ اندر جانِ اوست
ہر تہی را پر نمودن شانِ اوست

ترجمہ:۔ (نئے نئے خیالات کی) فراوانی اس (مصور) کی جان ہے۔ ہر خالی کو پُر کرنا اس کی شان ہے۔

تشریح اور نئے نئے خیالات کی فراوانی جو اس مصور کی جان ہے جس کی وجہ سے وہ ہر خالی کو پُر کر دیتا ہے اور یہی اس کی شان ہے۔

فطرتِ پاکش عیارِ خوب و زشت
صنعتش آئینہ دارِ خوب و زشت

ترجمہ:۔ اس کی پاک فطرت اچھائی اور برائی کی کسوٹی ہے۔ اس کی کاریگری اچھے اور برے کی آئینہ دار ہے۔

تشریح اس لیے اس کی پاک فطرت اچھائی اور برائی کا معیار ہے اور اس کی تخلیق اچھائی اور برائی کو واضح کر دیتی ہے۔

عینِ ابراہیم و عینِ آزر است
دستِ او ہم بت شکن ہم بت گر است

ترجمہ:۔ وہ ایک ہی وقت میں حضرت ابراہیمؑ کے اعتقادات کو ماننے والا بھی ہے اور آذر کے

اعتقادات کو بھی۔ اس کا ہاتھ بت توڑنے والا (کفر کو مٹانے والا) بھی ہے اور بت (تصویر، فن پارے) بنانے والا بھی ہے۔

تشریح لہٰذا وہ ایک ہی وقت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیروکار بھی ہے اور آذر بھی یعنی وہ بیک وقت بُت توڑنے والا بھی ہے اور تصاویر بنانے والا بھی کیونکہ وہ بُت گری کے پرانے معیار کو توڑ کر نئے معیار قائم کرنے والا ہے۔

ہر بنائے کہنہ را بر می کند جملہ موجودات را سوہاں زند

ترجمہ:۔ وہ (مصور) ہر پرانی بنیاد کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکتا ہے۔ وہ سب موجود چیزوں پر ریتی پھیر دیتا ہے۔

تشریح اسی لئے وہ ہر پرانی بنیاد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے اور موجود چیزوں پر ریتی پھیر کر اُنہیں صاف کر دیتا ہے اور نیا رنگ دے دیتا ہے۔

در غلامی تن ز جاں گردد تہی
از تنِ بے جاں چہ اُمید بہی

ترجمہ:۔ دورِ غلامی میں جسم روح سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بے جان جسم سے بہتری کی امید کیسے کی جاسکتی ہے؟

تشریح غلامی کے دور میں زندگی زندگی نہیں رہتی اور جسم روح سے محروم ہو جاتے ہیں لہٰذا بے جان جسموں سے بہتری کی اُمید نہیں باندھی جاسکتی۔

ذوقِ ایجاد و نمود از دل رود
آدمی از خویشتن غافل رود

ترجمہ:۔ دورِ غلامی میں دل ایجاد اور نمود کے ذوق سے سراسر محروم ہو جاتے ہیں۔ آدمی اپنی خودی سے غافل ہو جاتا ہے۔

تشریح بہتری اُسی وقت متوقع ہوتی ہے جب دل ایجادات اور نمود کے ذوق سے محروم نہ ہو۔ اور غلامی کا زمانہ تو دل کو ان خوبیوں سے محروم کر دیتا ہے اور آدمی اپنی خودی سے بالکل غافل ہو جاتا ہے وہ اپنے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو دریافت ہی نہیں کر پاتا اور اُسے اپنا ہوش تک باقی نہیں رہتا۔

جبرئیلے را اگر سازی غلام
برفتد از گنبدِ آئینہ فام

ترجمہ:۔اگر تو جبرئیل کو غلام بنالے تو وہ بھی آئینہ کے رنگ برنگے گنبد (آسمان) سے نیچے (زمین پر) آگرے گا۔

تشریح غلامی اس قدر بُری شے ہے کہ اگر تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنا غلام بنالے تو وہ بھی آسمان سے زمین پر آ گریں گے یعنی بلندی سے پستی میں گر جائیں گے۔

کیشِ او تقلید و کارش آذری ست
ندرت اندر مذہبِ او کافری ست

ترجمہ:۔غلام کا مذہب تقلید کرنا اور اس کا کام آذری (آذر کی طرح بت بنانا/باطل کی نمائندگی کرنا) ہے۔اس کے مذہب میں نئی چیز بنایا کافری ہے۔

تشریح غلام کا مسلک اور دستور دوسرے کی تقلید کرنا ہے اور یہ دوسروں کی نقالی میں بت گری کرتا ہے اس کا یہی مذہب ہے کہ کوئی نئی چیز تخلیق نہ کی جائے یہ نئی چیز تخلیق کرنے کو اپنے خود ساختہ مذہب سے انحراف سمجھتا ہے اور اُسے کافری کہتا ہے۔

تازگیہا وہم و شک افزایدش
کہنہ و فرسودہ خوش می آیدش

ترجمہ:۔ جدت (نئی چیزیں) اس (غلام) کے وہم اور شک کو بڑھاتی ہیں۔ پرانی اور فرسودہ چیزیں اسے بھاتی ہیں۔

تشریح چونکہ وہ پرانی اور فرسودہ خیالات اور چیزوں سے خوشی محسوس کرتا ہے کیونکہ اس کی ہم آہنگی اُنہیں کے ساتھ ہوتی ہے۔اس لئے نئی نئی ایجادات اور جدت اُس کے ذہن و دل میں شک اور شبہات پیدا کر دیتی ہیں۔

چشمِ او بر رفتہ از آیندہ کور
چوں مجاور رزق او از خاکِ گور

ترجمہ:۔اس کی آنکھ ماضی پر لگی رہتی ہے اور وہ مستقبل سے اندھا ہوتا ہے۔اس کا رزق بھی مجاور کی طرح قبر کی مٹی سے ہوتا ہے (دورِ غلامی میں غلام قوم ذلت اور بے عزتی کے ذرائع سے

روزی کما کر اپنا پیٹ پالتی ہے۔)

تشریح چونکہ وہ فرسودہ اور کہنہ سے جڑا ہوا ہوتا ہے اس لئے اس کی آنکھ ہمیشہ ماضی پر لگی رہتی ہے اور وہ مستقبل کی طرف دھیان نہیں دیتا اور اس کا رزق بھی اس کی محنت کا مرہونِ منت نہیں ہوتا بلکہ مجاور کی طرح قبر کی مٹی سے ہوتا ہے یعنی وہ مانگ تانگ کر گزارہ کرتا ہے اور ذلت کی زندگی گزارتا ہے۔

گر ہنر این است مرگِ آرزو ست
اندرونش زشت و بیرونش نکو ست

ترجمہ:۔اگر یہ ہنر ہے تو یہ آرزو کی موت ہے۔اس کا باطن برا اور اس کا ظاہر اچھا ہے۔

تشریح اگر اسی کو ہنر کہتے ہیں تو یہ آرزو کی موت ہے کیونکہ جہاں آرزو ہوگی وہاں جدوجہد مسلسل بھی ہوگی اور جہاں جدوجہد ہوگی وہاں خودی بھی موجود ہوگی۔ چونکہ ایسے لوگ ان خصوصیات سے محروم ہونے میں عافیت سمجھتے ہیں لہٰذا ان کا باطن بُرا اور ظاہر اچھا ہوتا ہے۔

طائرِ دانا نمیگردد اسیر
گرچہ باشد دامے از تارِ حریر!

ترجمہ:۔عقل مند پرندہ کبھی قید میں نہیں رہتا۔ چاہے اس کا جال ریشم کے تاروں سے بنا ہوا ہو (چاہے غلامی میں اسے کتنی ہی عیش و آرام کیوں نہ ہو وہ کبھی بھی غلامی میں رہنا پسند نہیں کرتا۔)

تشریح عقل مند پرندہ کبھی قید میں نہیں رہتا چاہے اس کا جال ریشم کے تاروں سے بُنا ہوا ہو یعنی اُسے قید میں ہر طرح کی سہولت میسر ہو، عیش و آرام ہو، کیونکہ غلامی کی تمام تر آسائشوں سے آزادی کے احساس کا ایک لمحہ بھی کروڑوں گنا بہتر ہے اور آسودگی بخش ہے۔

مذہب غلاماں

در غلامی عشق و مذہب را فراق
انگبینِ زندگانی بد مذاق

ترجمہ:۔ دورِ غلامی میں عشق اور مذہب میں جدائی حائل ہو جاتی ہے۔ دورِ غلامی میں زندگی کا لذیذ شہد بھی بے مزہ ہو جاتا ہے۔

تشریح اب آیئے غلاموں کے مذہب کی طرف کہ ان کا مذہب کیا ہوتا ہے؟ غلامی کے دور میں عشق اور مذہب الگ الگ ہو جاتے ہیں، چونکہ عشق مکمل طور پر آزاد ہے اور کسی غلام کو تحریک بخشنے سے باز رہتا ہے اور اپنی طاقت کے بل بوتے پر کسی غلام کو مذہبی اقدار سے مستفید بھی نہیں ہونے دیتا جب کہ مذہب اور عشق دونوں ایک دوسرے کو تقویت بخشتے ہیں اور زندگی کو خوبصورتی عطا کرتے ہیں اسی لئے غلامی میں زندگی کا لذیذ شہد بھی مزہ نہیں دیتا۔

عاشقی؟ توحید را بر دل زدن
وانگہے خود را بہر مشکل زدن

ترجمہ:۔ عاشقی آخر کیا ہے؟ یہی نا کہ توحید کو دل میں بسایا جائے اور پھر خود کو ہر مشکل سے دوچار کیا جائے (تا کہ توحید کے تقاضے پورے ہو سکیں)۔

تشریح عاشقی نام ہی توحید کا ہے (اللہ کے ایک ہونے پر پختہ یقین رکھنا) اور یہی دین کی بنیاد ہے۔ لہٰذا اللہ کے ایک ہونے پر پختہ یقین کے ساتھ خود کو ہر مشکل کے لیے تیار رکھنا اور ہر مشکل سے دوچار ہونا عاشقی ہے کیونکہ اس میں توحید کے تقاضوں کو پورا کیا جاتا ہے۔

در غلامی عشق جز گفتار نیست
کارِ ما گفتارِ ما را یار نیست

ترجمہ:۔ دورِ غلامی میں عشق بجز قال (گفتگو وکلام) کے کچھ نہیں۔ دورِ غلامی میں ہمارا حال ہمارے قال کے موافق نہیں ہوتا۔

تشریح غلامی کے دور میں تو عشق محض گفتگو رہ جاتا ہے کیونکہ عمل بیچ میں سے نکل جاتا ہے اور جو ہم کہہ رہے ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو تسلی دینے کے لیے کہہ رہے ہوتے ہیں ہمارے قول وفعل میں تضاد آجاتا ہے اور ہمارا حال ہمارے کہنے کے مطابق نہیں ہوتا۔

کاروانِ شوق بے ذوقِ رحیل بے یقین و بے سبیل و بے دلیل

ترجمہ:۔ شوق کا کارواں ذوق کی کوچ سے محروم ہوتا ہے۔ وہ کارواں بے یقین، بے راہ اور بے دلیل ہوتا ہے۔

تشریح عشق کا قافلہ ایک ہی جگہ رُک جاتا ہے کیونکہ اس میں سفر کا ذوق باقی نہیں رہتا اور نہ ہی یقین باقی رہتا ہے جس کی وجہ سے نہ تو اسے کوئی راستہ ملتا ہے اور نہ ہی کوئی دلیل اسے سہارا دے پاتی ہے۔

دین و دانش را غلام ارزاں دہد
تا بدن را زندہ دارد جاں دہد

ترجمہ:۔ غلام دین اور دانائی کو سستے داموں فروخت کردیتا ہے، وہ بدن کو زندہ رکھنے کے لیے جان تک دے دیتا ہے۔

تشریح غلام دین اور دانائی دونوں کو سستے میں فروخت کردیتا ہے اور اس طرح وہ بدن کو زندہ رکھنے کے لیے جان تک دے دیتا ہے یعنی جو شے فنا ہو جانے والی ہے اُس کو فنا سے بچانے کی بے سود کوشش میں بقا یعنی باقی رہنے والی جان تک کو دوسروں کے حوالے کردیتا ہے اور یوں خود خالی رہ جاتا ہے۔

گرچہ بر لب ہائے او نامِ خدا ست
قبلۂ او طاقتِ فرمانروا ست

ترجمہ:۔ اگرچہ اس کے لبوں پر تو خدا کا نام ہوتا ہے، لیکن اس کے آقاؤں کی طاقت ہی اس کا قبلہ ہوتا ہے۔

تشریح اگرچہ اس کے لبوں پر اللہ کا نام ہوتا ہے لیکن وہ اپنے دنیاوی آقاؤں کی طاقت کو ہی

اپنا قبلہ مانتے ہوئے ادھر کا رخ کرتا ہے یعنی اللہ کا نام اُس کے لبوں پر دکھانے کے لیے ہوتا ہے کیونکہ وہ یقین وایمان سے بالکل خالی ہوتا ہے۔

طاقتے نامش دروغِ با فروغ
از بطونِ او نزاید جز دروغ

ترجمہ:۔ حاکموں کی طاقت ترقی کرنے والے جھوٹ کا دوسرا نام ہے۔ اس کے بطن سے بجز جھوٹ کے اور کچھ پیدا نہیں ہوتا۔

تشریح اس کی طاقت جھوٹ پر مبنی ہوتی ہے اور جھوٹ کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی اس لئے اس کے اندر سے بھی جھوٹ ہی نکلتا ہے لہٰذا وہ جھوٹ کے تسلسل کی ایک کڑی بن کر رہ جاتا ہے۔

ایں صنم تا سجدہ اش کردی خدا ست
چوں یکے اندر قیام آئی فنا ست

ترجمہ:۔ یہ بت اس وقت تک خدا ہے جب تک تو اس کے سامنے سجدہ ریز رہے گا۔ یہ بت اس وقت فنا ہو جائے گا جب تو ایک دفعہ اس کے مقابلے کے لئے اٹھ کھڑا ہو گا۔

تشریح اے شخص یہ بت تیرے اسے سجدہ کرنے کی وجہ سے تیرا خدا بنا ہوا ہے یہ بت اُسی وقت پاش پاش ہو جائے گا جب تو اس کے سامنے مقابلے کے لیے تن کر کھڑا ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے تجھے پیدا نہیں کیا تو نے اسے پیدا کیا ہے!

آں خدا نانے دہد جانے دہد
ایں خدا جانے برد نانے دہد

ترجمہ:۔ وہ خدا (جو حقیقی رب ہے) رزق بھی دیتا ہے اور زندگی بھی، لیکن یہ خدا (حکمران) زندگی لے جاتا ہے تب جا کر روٹی دیتا ہے۔

تشریح غور کر اور اچھی طرح سمجھ لے جو حقیقی رب ہے اور تیرا میرا حقیقی پیدا کرنے والا ہے وہ رزق بھی دیتا ہے زندگی بھی اُسی کی عطا ہے اور یہ خدا جس کے سامنے تو جھکتا پھرتا ہے تیری زندگی لے لیتا ہے تو تجھے روٹی دیتا ہے۔ یعنی تو اس کی غلامی کرتا ہے اور غلامی کی زندگی زندگی نہیں ہوتی۔

آں خدا یکتا ست ایں صد پارہ ایست
آں ہمہ را چارہ ایں بیچارہ ایست

ترجمہ:۔ وہ خدا یکتا ہے، اور یہ خدا سوٹکڑوں پر مشتمل ہے۔ وہ خدا سب بے چاروں کا چارہ ہے اور یہ خدا خود بے چارہ ہے۔

تشریح وہ خدا یکتا ہے اور جن کو تو خدا بنائے بیٹھا ہے یہ خدا سوٹکڑوں میں بٹے ہوئے ہیں وہ خدا بے چاروں کے لیے چارہ ہے وہ حفاظت فرماتا ہے اپنے بندے کا ہر طرح کا خیال رکھتا ہے اور یہ خدا تو خود بے چارے ہیں نہ اپنا خیال رکھ سکتے ہیں نہ کسی دوسرے کا۔

آں خدا درمانِ آزارِ فراق
ایں خدا اندر کلامِ او نفاق

ترجمہ:۔ وہ خدا فراق کے رنج کا (ٹوٹے ہوئے دلوں کا) علاج ہے۔ یہ خدا کلام میں منافقت کرتا ہے (لوگوں میں منافقت کی روش کو پروان چڑھاتا ہے۔)

تشریح وہ خدا جدائی کے دُکھ کا علاج ہے اُس کے ذکر سے دلوں کو سکون اور حوصلہ حاصل ہوتا ہے اور یہ خدا جو اپنی طاقت کے بل بوتے پر خدا بنے بیٹھے ہیں ان کی گفتگو میں منافقت ہے یہ جو دکھائی دیتے ہیں وہ نہیں اور لوگوں میں بھی منافقت کی روش کو عام کرتے ہیں۔

بندہ را با خویشتن خوگر کند
چشم و گوش و ہوش را کافر کند

ترجمہ:۔ (یہ منافقت اختیار کرنے والا خدا) غلام کو خود سے مانوس کر لیتا ہے، یوں اس کی آنکھوں، کانوں اور عقل کو کافر بنا دیتا ہے۔

تشریح منافقت اختیار کرنے والے دنیا کے جھوٹے خدا غلام کو لالچ دے کر اپنے ساتھ مانوس کر لیتے ہیں اور اُسے اس کی چھوٹی موٹی ضرورتوں میں خود ہی الجھا کر خود ہی مددگار بن جاتے ہیں اور اُسے اپنی مرضی کے مطابق چلاتے ہیں اور اُس کی آنکھوں، کانوں اور عقل کو کافر بنا دیتا ہے یعنی وہ اسی کی بات سنتے ہیں اسی کی طرف دیکھتے ہیں اور اسی کو اپنا خدا سمجھ لیتے ہیں۔

چوں بجانِ عبدِ خود راکب شود
جاں بہ تن لیکن ز تن غائب شود

ترجمہ:۔ یہ جھوٹا خدا جب اپنے بندے کی جان پر سوار ہو جاتا ہے تو بندے کی جان تن میں ہوتی ہوئی تن سے غائب ہو جاتی ہے۔

تشریح لٰہذا یہ جھوٹا خدا جو حکمرانی یا امارت کے بل بوتے پر دوسروں کو غلام بنائے ہوئے ہے جب اپنے بندے کی جان پر سوار ہو جاتا ہے تو غلام کی جان بدن میں رہتے ہوئے بھی بدن سے غائب ہو جاتی ہے یعنی وہ زندگی سے دور ہو جاتا ہے اور آقا کے اشاروں پر ناچنے والا پتلا بن جاتا ہے۔

زندہ و بے جاں چہ راز است ایں نگر با
تو گویم معنیٔ رنگیں نگر

ترجمہ:۔ بندہ زندہ بھی ہو اور بے جان بھی ہو، غور کرو آخر یہ کیا راز ہے؟ میں تجھ سے دلکش مضمون کہہ رہا ہوں، غور کرو۔

تشریح ایسی صورت حال میں کیسا محسوس ہوتا ہوگا کہ بندہ زندہ بھی ہو اور بے جان بھی ہو ذرا غور تو کرو اور اس راز کو سمجھنے کی کوشش تو کرو میں تمہارے غور کرنے کے لیے تم کو ایک دل کش مضمون پیش کر رہا ہوں۔

مردن و ہم زیستن اے نکتہ رس ایں ہمہ
از اعتبارات است و بس

ترجمہ:۔ اے نکتہ تک رسائی حاصل کرنے والے دانشور! مر جانا اور زندہ بھی رہنا، یہ سب کچھ اعتبارات (فرضی باتیں) ہیں، اور بس۔

تشریح اے نکتے تک پہنچنے والے دانش ور سن زندہ رہنا اور مر جانا یہ سب فرضی اور اضافی باتیں ہیں اور بس اس سے آگے کچھ نہیں۔

ماہیاں را کوہ و صحرا بے وجود
بہرِ مرغاں قعرِ دریا بے وجود

ترجمہ:۔ مچھلیوں کیلئے پہاڑ اور صحرا وجود نہیں رکھتے۔ پرندوں کیلئے دریا یا اس کی گہرائی وجود نہیں

رکھتی۔

تشریح مچھلیوں کے لیے پہاڑ اور صحرا کا کوئی وجود نہیں کیونکہ یہ ان کے لیے ہیں ہی نہیں اسی طرح پرندوں کے لیے دریا یا اس کی گہرائی کوئی وجود نہیں رکھتی کیونکہ ان کی دنیا کا تعلق دریا کی گہرائی یا تہہ سے نہیں۔

مردِ کر سوزِ نوا را مردہٗ!
لذّت صوت و صدا را مردہٗ

ترجمہ:۔ بہرہ آدمی نغمہ کے سوز کے اعتبار سے مردہ ہی تو ہے۔ وہ آواز اور صدا کی لذت کے اعتبار سے مردہ ہی تو ہے۔

تشریح بہرہ آدمی نغمے کے سوز اور آواز کے اعتبار سے مردہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اسے سن نہیں پاتا اور نہ ہی اس سے لطف حاصل کر پاتا ہے جو نغمے سے محظوظ ہونے والے حاصل کرتے ہیں۔

پیشِ چنگے مست و مسرور است کور
پیشِ رنگے زندہ درگور است کور

ترجمہ:۔ اندھا رباب (ساز) کے سامنے مست اور خوش ہے (کیونکہ وہ سن سکتا ہے)، لیکن رنگ کے سامنے اندھا زندہ درگور (جیتا جاگتا مردہ) ہے (کیونکہ وہ رنگوں اور چیزوں کو ملاحظہ نہیں کر سکتا)۔

تشریح بہرے کے مقابلے میں دیکھ نہیں سکتا وہ ساز اور آواز سے لطف کشید کر لیتا ہے کیونکہ وہ سن سکتا ہے لیکن رنگ کے سامنے وہ زندہ درگور ہے۔ وہ رنگ کی خوبصورتی اور مختلف چیزوں کے رنگ وروپ سے محظوظ نہیں ہو سکتا۔

روح با حق زندہ و پایندہ ایست
ورنہ ایں را مردہ آں را زندہ ایست

ترجمہ:۔ روحِ انسانی حق تعالیٰ کے حکم کے سبب زندہ اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ روح ایک مردہ ہی ہے، ہاں جھوٹے خداؤں کے نزدیک یہ زندہ ہے۔

تشریح انسان کی روح اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کے سبب ہمیشہ زندہ ہے اور

ہمیشہ رہنے والی ہے اور اگر یہ تعلق نہ رہے تو پھر یہ روح ایک اعتبار سے زندہ ہے اور ایک اعتبار سے مردہ یعنی اللہ کے لیے مردہ ہے اور جھوٹے خداؤں کے لیے زندہ کیونکہ اپنے خالق حقیقی سے تعلق توڑ کر اس کا تعلق جھوٹے خداؤں سے جڑ گیا اس لیے یہ اُن کے لیے تو زندہ ہے لیکن مالکِ حقیقی کے لیے مردہ۔

آنکہ حیٌّ لا یموت آمد حق است زیستن
با حق حیاتِ مطلق است

ترجمہ:۔ سچا خدا وہ ہے جو حیٌّ لایموت ہے (جو زندہ ہے اور اسے موت نہیں ہے) حق کا ہو کر جینا مطلق حیات ہے۔

تشریح رب وہی ہے جو زندہ ہے ہمیشہ ہمیش ہے اور اُسے ہرگز ہرگز موت نہیں اور جو اپنے رب کے ساتھ جڑ جاتا ہے اُس سے تعلق جوڑ لیتا ہے وہ ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔

ہر کہ بے حق زیست جز مردار نیست
گرچہ کس در ماتمِ او زار نیست

ترجمہ:۔ جو آدمی حق تعالیٰ کا خالص بندہ نہ بنا وہ سوائے مردار کے کچھ نہیں۔ اگرچہ کوئی اس کے ماتم میں نہیں رویا (اگرچہ ظاہری طور پر وہ زندہ ہے لیکن حق تعالیٰ کی بندگی اختیار نہ کرنے کی پاداش میں اس کی روح مردہ ہو چکی ہے۔)

تشریح جو شخص اللہ تعالیٰ کا خالص اور سچا بندہ نہیں بنا وہ سوائے مردار کے اور کچھ نہیں اگرچہ اُس کے مرنے پر کوئی نہیں رویا کیونکہ اُس کی موت جسمانی موت نہیں روحانی موت ہے۔

از نگاہش دیدنی ہا در حجاب
قلبِ او بے ذوق و شوق انقلاب

ترجمہ:۔ دیکھے جانے کے قابل چیزیں اس کی نگاہ سے پردہ میں رہتی (اس کا دل اور نگاہیں اسرار و رموز سے محروم رہتی ہیں) اس کا دل انقلاب کے ذوق اور شوق سے محروم ہوتا ہے۔

تشریح وہ چیزیں جو دیکھنے کے قابل ہوتی ہیں وہ تمام چیزیں اس کی نگاہ سے چھپی رہتی ہیں اور اس کا دل انقلاب اور کسی بھی تبدیلی کے ذوق اور شوق سے محروم ہوتا ہے کیونکہ غلامی کے

سبب اُس پر مردنی طاری ہو چکی ہوتی ہے۔

سوزِ مشتاقی بکردارش کجا
نورِ آفاقی بگفتارش کجا!

ترجمہ:۔اس کے کردار میں سوزِ مشتاقی (عاشقوں کا سوز و گداز) کہاں۔؟ اس کی گفتار میں نورِ آفاقی (حقیقی دانش و شعور) کہاں۔؟

تشریح نہ تو اس کے کردار میں عاشقوں جیسا سوز و گداز ہوتا ہے جو زندگی کی اصل کو سمجھنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی ان کی باتوں میں وہ حکمتیں موجود ہوتی ہیں جو عشق و ایمان کی آمیزش سے پیدا ہوتی ہیں کیونکہ یہ نعمتیں صرف آزادی سے ہی حاصل ہوتی ہیں اور آزاد رہنے والوں کے لیے ہیں۔

مذہبِ او تنگ چوں آفاقِ او
از عشا تاریک تر اشراقِ او

ترجمہ:۔اس کی سوچ کی طرح اس کا مذہب بھی تنگ ہوتا ہے۔اس کی صبح اس کی رات سے بھی زیادہ تاریک ہوتی ہے۔

تشریح لہٰذا اس کی سوچ کی طرح اس کا مذہب بھی تنگ ہوتا ہے کیونکہ اس میں خود ہی وسعت نہیں ہوتی اس لئے وہ ہر شے کو اپنے ظرف کے مطابق دیکھتا ہے جس کی وجہ سے اس کی صبح اس کی رات سے بھی زیادہ تاریک ہوتی ہے۔

زندگی بارِ گراں بر دوشِ او
مرگِ او پروردۂ آغوشِ او

ترجمہ:۔زندگی وزنی بوجھ کی طرح اس کے کندھوں پر سوار ہے۔اس کی موت اس کی آغوش میں پل رہی ہے۔

تشریح زندگی بھاری بوجھ کی طرح اُس کے کندھوں پر سوار ہے اس لئے کہ وہ خود زندگی کو بوجھ بنائے ہوئے ہے اور اس طرح وہ اپنی آغوش میں اپنی موت کی پرورش کر رہا ہوتا ہے۔

عشق را از صحبتش آزار ہا
از دمش افسردہ گردد نارہا

ترجمہ:۔ عشق اس کی صحبت کی پاداش میں مختلف اذیتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کے دم سے آگ کی حرارتیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔

تشریح: اگر عشق بھولے سے کبھی اس کی صحبت اختیار کر لے تو خود مختلف اذیتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے ٹھنڈے سانسوں سے عشق کی آگ اور زندگی کی حرارت بھی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور سکڑ جاتی ہے یعنی اس کی وجہ سے پھیلنے والی چیزیں بھی تنزلی کا شکار ہو جاتی ہیں۔

نزدِ آں کرمے کہ از گِل برنخاست مہر و ماہ و گنبدِ گرداں کجاست

ترجمہ:۔ کیچڑ سے باہر نہ نکلنے والے اس کیڑے (غلامی کی گندگی سے آزادی حاصل نہ کرنیوالے غلام) کے لیے سورج، چاند اور گردش کرتا ہوا آسمان کہاں ہے؟

تشریح: غلامی کی گندگی اور کیچڑ سے باہر نہ نکلنے والے اس غلام جس کی زندگی ایک کیڑے سے بھی بدتر ہے اور یہ مٹی میں دبا ہوا کیڑا ہے، کے لیے سورج، چاند اور یہ گردش کرتا ہوا آسمان کہاں ہے کیونکہ اُسے نہ تو کسی روشنی کا احساس ہے نہ کسی تبدیلی کا۔

از غلامے ذوقِ دیدارے مجوے
از غلامے جانِ بیدارے مجوے

ترجمہ:۔ کسی غلام سے دیدار کے ذوق کی جستجو نہ کر۔ کسی غلام سے بیدار جاں کی جستجو نہ کر (کیونکہ ہر غلام دیدار کے ذوق اور بیدار روح سے محروم ہوتا ہے۔)

تشریح: کسی غلام کے اندر اللہ تعالیٰ کے دیدار کے ذوق کو تلاش نہ کر اور نہ ہی کسی غلام کے اندر روح کی بیداری کو ڈھونڈ، غلام ان سعادتوں کا اہل نہیں ہوتا اس لئے وہ ان سے محروم رہتا ہے۔

دیدۂ او محنتِ دیدن نبرد
در جہان خورد و گراں خوابید و مرد

ترجمہ:۔ اس کی آنکھوں نے حق کو دیکھنے کے لیے محنت (کوشش) ہی نہیں کی۔ (اس کی حالت یہ ہے کہ) جہان میں کھایا پیا، غفلت کی نیند سویا اور مر گیا۔

تشریح: چونکہ غلام ہونے کے ناطے اس کے تمام شوق دم توڑ چکے ہوتے ہیں اس لئے اس کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی تڑپ میں جو چمک پیدا ہوتی ہے وہ نہیں ہوتی کیونکہ

اس نے اس کے لیے محنت ہی نہیں کی ہوتی اس کی زندگی کا مقصد صرف کھانا، پینا، غفلت کی نیند سونا اور مر جانا ہے۔

حکمراں بکشایدش بندے اگر
می نہد بر جانِ او بندے دگر

ترجمہ:۔ حکمران اگر اس کا ایک بند کھولتا ہے، تو اس کی جان پر ایک اور بند ڈال دیتا ہے۔

تشریح جس کی یہ غلامی کر رہا ہوتا ہے وہ اگر اسے ایک قید سے نکالتا ہے تو دوسری قید میں ڈال دیتا ہے اس طرح اس کی عمر اپنے انجام کو پہنچ جاتی ہے۔

سازد آئینے گرہ اندر گرہ
گویدش می پوش ازیں آئیں زرہ

ترجمہ:۔ حکمران غلاموں کیلئے جو آئین بناتا ہے وہ پیچیدہ در پیچیدہ ہوتا ہے، حکمران اس سے کہتا ہے کہ (اس قانون کے ظاہری فوائد کو دیکھ کر) اس آئین کی زرہ (جنگی لباس) بنالے (اس کی حفاظت میں آجا، کیونکہ یہ قانون تمہارا حق تمہیں دلوائے گا، حالانکہ یہ قانون سراسر نقصان پر مبنی ہوتا ہے، اور غلام اس کے ذریعے کبھی بھی کوئی فائدہ حاصل نہیں کر پاتا۔)

تشریح لہٰذا حکمران اور آقا اپنے غلاموں کے لیے جو قانون بناتے ہیں وہ پیچیدہ در پیچیدہ ہوتے ہیں اور حکمران ان کو حکم دیتا ہے کہ اس قانون کو زرہ (جنگی لباس) کی طرح اپنے سینے پر سجالے اور اس قانون کی آڑ میں ظلم در ظلم کرنے کا جواز پیدا کرتا ہے۔

ریزپیز قہر و کیں بنمایدش
بیم مرگِ ناگہاں افزایدش

ترجمہ:۔ وہ اس (غلام) کو قہر و کین (قانون کی پابندی کر کے ظلم و ستم سے بچنے) کا سامان دکھلاتا ہے۔ یوں وہ غلاموں میں اچانک آنے والی موت کا خوف بڑھاتا رہتا ہے۔

تشریح قانون کی آڑ اسے اس کے تحفظ کے لیے سبز باغ دکھاتا ہے اس طرح ان کے اندر چھپے ہوئے اچانک موت کے ڈر کو اور زیادہ مضبوط بناتا ہے اور اس میں اضافہ کرتا ہے تاکہ یہ اُس کی غلامی سے آزادی کا خواب بھی نہ دیکھیں۔

تا غلام از خویش گردد نا امید
آرزو از سینہ گردد ناپدید

ترجمہ:۔ (حکمران یہ سب اس لیے کرتا ہے) تا کہ غلام خود سے ناامید ہو جائے۔ اس کے سینے سے (آزادی کی) آرزو غائب ہو جائے۔

تشریح　حکمران یہی چاہتا ہے کہ یہ ہمیشہ میری غلامی میں رہے ہر قسم کی اُمید چھوڑ دے اور اس کے سینے میں آزادی کی آرزو تک پیدا نہ ہونے پائے۔

گاہ او را خلعتِ زیبا دہد
ھم زمامِ کار در دستش نہد

ترجمہ:۔ کبھی تو وہ غلام کو خوبصورت لباس عطا کرتا ہے اور کبھی کاروبارِ سلطنت کو چلانے کیلئے اسے بعض شعبوں میں شریک بنالیتا ہے۔

تشریح　اس لئے وہ غلام کو مختلف نوازشات سے نوازتا رہتا ہے کبھی کوئی خوبصورت لباس عطا کر دیا کبھی کچھ تحفے تحائف نواز دیئے اور کبھی اپنا کاروبار سلطنت کو چلانے کے لیے کسی چاپلوسی والے عہدے پر لگا دیا تا کہ آزادی اس کی سوچوں سے بھی کوسوں دور رہے۔

مہرہ را شاطر ز کف بیروں جہاند
بیذقِ خود را بفرزینی رساند

ترجمہ:۔　شطرنج کے ماہر، حاکمِ وقت نے اپنی ہتھیلی سے مہرے کو اس طرح چلایا کہ اس نے اپنی بیدق گوٹ (پیادہ) کو فرزین گوٹ (وزیر) تک پہنچا (کر پیادہ سے وزیر کو مروا) دیا۔

تشریح　شاطر اور چالاک آقا شطرنج کے مہرے کی طرح اس غلام مہرے کو بھی اس طرح چلاتا ہے کہ اپنے پیادے کو اپنے وزیر کے سامنے اور مقابل لا کر پیادے سے وزیر کو مروا دیتا ہے اور یوں غلام کو اپنے آپ پر فخر کرنے کی خوش فہمی میں مبتلا رکھتا ہے اور غلام اسی خوشی اور خوش فہمی میں اپنے گرد حصار کو اور زیادہ مضبوط اور اونچا کر لیتا ہے۔

نعمت امروز را شیداش کرد
تا بمعنی منکرِ فرداش کرد

ترجمہ:۔　حاکم نے غلام کو آج کی نعمتوں پر شیدا کر دیا ہے، حتی کہ اسے بھی معنی کے اعتبار سے آنے

والی کل کا منکر بنا دیا ہے۔

تشریح حاکم نے اپنے مفادات کی خاطر اور خود کو حاکمیت پر قائم رکھنے کے لیے غلام کو آج کی نعمتوں کا دیوانہ بنا دیا ہے افسوس کہ ایک اعتبار سے اسے آنے والے کل یعنی آخرت کا منکر بنا دیا ہے اور موت کے بعد کی زندگی کی نعمتوں کو جھٹلا دیا ہے۔

تن ستبراز مستیِ مہرِ ملوک
جانِ پاک از لاغری مانندِ دوک

ترجمہ:۔غلام کا جسم بادشاہوں کی مہربانیوں کی مستی میں خوب موٹا ہو جاتا ہے، لیکن اس کی روح (پاک جان) چرخے کے تکلے کی طرح لاغر ہو جاتی ہے۔

تشریح غلام کا جسم بادشاہوں کی مہربانیوں اور نوازشات کی مستی کی وجہ سے خوب موٹا تازہ ہو جاتا ہے لیکن اس کی روح سوکھ سوکھ کر چرخے کے تکلے کی طرح لاغر ہو جاتی ہے کیونکہ اُسے روح کا خیال تک نہیں آتا اس طرح ایک دِن روح مر جاتی ہے جو نہایت افسوس کا مقام ہے۔

گردد ار زار و زبوں یک جانِ پاک
بہ کہ گردد قریۂ تن ہا ہلاک

ترجمہ:۔ایک روح (پاک جان) کے خستہ و عاجز ہو جانے سے یہ بہتر ہے کہ جسموں کا پورا گاؤں تباہ ہو جائے (ایک روح کئی جسموں سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔)

تشریح حالانکہ ایک روح کے خستہ ہونے اور عاجز ہو جانے سے بہتر ہے کہ جسموں کا پورا کا پورا گاؤں تباہ ہو جائے کیونکہ بغیر روح جسم پہلے ہی مردہ ہوتا ہے اس کی تباہی سے کچھ فرق نہیں پڑتا لیکن ایک روح کی پژمردگی ہمیشہ کا نقصان ہے جس کی تلافی نہیں۔

بند بر پا نیست بر جان و دل است مشکل اندر مشکل اندر مشکل است

ترجمہ:۔ حاکم کی بیڑیاں غلام کے پاؤں میں نہیں ہوتیں بلکہ اس کی جان اور اس کے دل پر ہوتی ہیں۔اسی لیے غلاموں کی زندگی مشکل در مشکل اور مشکل در مشکل ہوتی ہے۔

تشریح حاکم کی بیڑیاں غلام کے پاؤں میں نہیں ہوتیں بلکہ اُن کی روح عدل اور اُن کے احساسات پر لگی ہوتی ہیں جس کی وجہ سے غلام کی زندگی نت نئی مصیبتوں کا شکار رہتی ہے۔

اور دِن بہ دِن مشکلوں میں الجھتی جاتی ہے اس لیے غلامی کی سو سالہ زندگی سے آزادی کے ایک پل کی زندگی کروڑ ہا درجے بہتر ہے اگر اُسے بھرپور طریقے سے جیا جائے۔

در فنِ تعمیرِ مردانِ آزاد

(آزاد مردوں کی "تعمیر" کے فن کا بیان)

یک زماں با رفتگان صحبت گزیں
صنعتِ آزاد مرداں ہم بہ بیں

ترجمہ:۔ ایک لمحہ کے لیے گزرے ہوئے لوگوں کی صحبت اختیار کر۔ ایک لمحہ کے لیے ان آزاد مردوں کی صنعت (نظام حکومت، عمارات وقلعوں) کو ملاحظہ کر۔

تشریح　ایک لمحے کے لیے گزرے ہوئے لوگوں کو یاد کر اپنے آپ کو اُن میں محسوس کر اور اُن آزاد مردوں کے فنون پر غور کر اُن کے شاہکار قلعے اور عمارات، اُن کے حکومتی بندوبست پر بھی نگاہ ڈال کہ تجھ پر اُن کی اقدار اور اُن کے کارنامے کھلیں۔

خیز و کار ایبکؔ و سوریؔ نگر
وا نما چشمے اگر داری جگر

ترجمہ:۔ اٹھ اور قطب الدین ایبک اور شیر شاہ سوری کے کارناموں کو دیکھ۔ اگر تو صاحبِ جگر ہے تو آنکھیں کھول۔

تشریح　اگر تجھ میں حوصلہ ہے اور دیکھنے کی تاب ہے تو اپنی آنکھیں کھول اور دیکھ قطب الدین ایبک اور شیر شاہ سوری کے کارناموں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ اُٹھ اور اُن سے تحریک حاصل کرنے کی کوشش کر۔

خویش را از خود بروں آوردہ اند
ایں چنیں خود را تماشا کردہ اند

ترجمہ:۔ (اپنی تعمیرات اور قلعوں کے ذریعے) انہوں نے خود کو اُجاگر کیا ہے۔ اس طرح انہوں نے

خود اپنا تماشا کیا ہے۔

تشریح دیکھ اُنہوں کے اپنے تعمیراتی فن کے حوالے سے اپنے آپ کو اور اپنی صلاحیتوں کو اُجاگر کیا ہے تا کہ آنے والی نسلیں اُن کے فن سے مستفید ہوں اُنہوں نے اسی لئے اپنے آپ کو اپنے فن کے ذریعے ظاہر کیا تا کہ اپنا نظارہ کر سکیں۔

سنگہا با سنگہا پیوستہ اند

روزگارے را بآنے بستہ اند

ترجمہ:۔انہوں نے پتھروں کو پتھروں کے ساتھ پیوست کیا۔انہوں نے (اپنی تعمیرات پر) زمانے کو ایک آن میں بند (بے اثر) کر دیا ہے (ان کی تعمیرات بہت مضبوط ہیں کہ زمانہ گزرنے سے ان پر اثرات مرتب نہیں ہوتے۔)

تشریح اُنہوں نے پتھروں کو پتھروں کے ساتھ یوں جوڑ دیا کہ اُن کو الگ کرنا نہایت مشکل ہے اور اس طرح ایسی ایسی مضبوط عمارات اور قلعے تعمیر کیے کہ زمانے گزرنے کے اثرات بھی اُن پر مرتب نہ ہونے پائیں یوں اُنہوں نے زمانے کو ایک آن میں بند کر دیا۔

دیدنِ او پختہ تر سازد ترا

در جہانِ دیگر اندازد ترا

ترجمہ:۔ ان مضبوط عمارتوں کو دیکھنا تجھے اور زیادہ پائیدار بنا دے گا۔ان مضبوط عمارتوں کو دیکھنا تمہیں ایک اور ہی جہان میں لا پھینکتا ہے۔

تشریح ان عمارتوں کی پائیداری سے سبق حاصل کر یہ تجھے اپنے آپ کو پائیدار کرنے کا سبق دے رہی ہیں اور تجھے ایک نئے جہاں میں لا پھینکتی ہیں تا کہ تُو اپنے ارادوں کو مضبوطی سے باندھ لے اور وہ کر دکھا جو ناممکن ہے۔

نقش سوے نقشگر می آورد

از ضمیرِ او خبر می آورد

ترجمہ:۔ نقش تجھ کو نقش گر کی طرف لے جاتا ہے۔ نقش تجھے نقش گر کے ضمیر کی خبر دیتا ہے۔

تشریح ان عمارتوں کی بناوٹ تجھے عمارت بنانے والے کی فنی مہارت کی طرف لے جاتی ہے اور اُن کے نقش و نگار تجھے نقش و نگار بنانے والے کے ضمیر کے بارے میں بتاتے ہیں کہ اس

کے اندر کیا ذوق و شوق اور جذبے تھے جو اس کی ان تھک محنت کی بدولت نہایت خوبصورتی سے منتقل ہوئے۔

ہمّتِ مردانہ و طبعِ بلند
در دلِ سنگ ایں دو لعلِ ارجمند

ترجمہ:۔ مردانہ ہمت اور بلند طبیعت، یہ دونوں چیزیں پتھر کے دل (مضبوط شخصیت کے مالک انسان) کے دو بابرکت ہیرے ہیں۔

تشریح مردانہ ہمت اور بلند ذوق طبع یہ دونوں چیزیں مضبوط شخصیت کے مالک انسان کے دو بابرکت ہیرے ہیں اورانہی کی برکت سے اُس کی شخصیت اپنے محاسن سمیت دوسروں پر منکشف ہوتی ہے۔

سجدہ گاہِ کیست ایں از من مپرس
بے خبر! رودادِ جاں از تن مپرس

ترجمہ:۔ مجھ سے یہ نہ پوچھ کہ یہ (آدمی کی روح) کس کی سجدہ گاہ ہے؟ اے بے خبر! جان کی کہانی بدن سے نہ پوچھ!

تشریح میں کیا بتاؤں کہ یہ کس کی سجدہ گاہ ہے؟ اے بےخبر روح کے بارے میں بدن کیا بتا سکتا ہے۔

وائے من از خویشتن اندر حجاب
از فراتِ زندگی نا خوردہ آب

ترجمہ:۔ مجھ پر افسوس ہے کہ میں خود اپنے آپ سے پردہ میں ہوں۔ میں نے تو اپنی زندگی کے دریائے فرات سے پانی ہی نہیں پیا۔

تشریح مجھ پر افسوس کہ میں خود اپنے آپ سے چھپا ہوا ہوں یعنی میں اپنے آپ کو کسی بھی طرح ظاہر نہیں کر سکا۔ مزید افسوس کہ میں نے اپنی زندگی کے دریا سے پانی ہی نہیں پیا اور پیاسا رہا اور مجھے زندگی میں جو کچھ کرنا چاہیے تھا نہ کر سکا۔

وائے من از بیخ و بُن برکندۂ
از مقامِ خویش دُور افگندۂ

ترجمہ:۔ مجھ پر افسوس! کہ میں نے خود کو بنیاد اور جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ مجھ پر افسوس کہ میں اپنے مقام سے دور گرا ہوا ہوں۔

تشریح مجھ پر افسوس کہ میں نے اپنے آپ کو اپنی بنیاد اور جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے میں اپنے دین اپنی اعلیٰ اقدار اور اپنی اصل سے جدا ہو گیا ہوں اور میں نے اپنے آپ کو اپنے مقام سے کہیں دور گرا دیا ہے مجھے جہاں ہونا چاہیے تھا میں وہاں نہیں ہوں۔

محکمی ہا از یقینِ محکم است
وائے من شاخِ یقینم بے نم است

ترجمہ:۔ محکمات (مضبوطیاں) تو مضبوط یقین سے پیدا ہوتی ہیں۔ مجھ پر افسوس! کہ میرے یقین کی شاخ خشک ہو چکی ہے۔

تشریح مضبوط یقین ہو تو مضبوطیاں پیدا ہوتی ہیں مجھ پر افسوس کہ میرے یقین کی شاخ سوکھ چکی ہے میں نے ایمان کی مضبوطی سے مضبوطی حاصل نہیں کی اور در در کی ٹھوکریں کھا رہا ہوں۔

درمن آں نیروے اِلاَّ اللّٰہ نیست سجدہ ام شایانِ ایں درگاہ نیست

ترجمہ:۔ مجھ میں الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، کلمہ طیبہ پر پختہ یقین اور اس کے مطابق عمل) والی طاقت نہیں ہے (جو میرے اسلاف میں تھی) میرا سجدہ اللہ کی درگاہ کی شان کے قابل نہیں ہے (میرا سر تو جھکتا ہے اور دل میں خواہشات نفسانی رچ بس چکی ہیں)

تشریح افسوس، صد افسوس کہ آج مجھ میں اِلا اللہ (نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور کلمہ طیبہ پر پختہ یقین اور اس کے مطابق عمل) والی طاقت موجود نہیں رہی اور میرا سجدہ میرے اللہ کے حضور پیش ہونے کے قابل نہیں رہا میں اپنے بزرگوں کی تعلیمات سے نہ تو خود فائدہ اٹھا سکا اور نہ ہی ان چراغوں کی روشنی سے آئندہ زمانوں کو روشن کر سکا۔

یک نظر آں گوہر نابے نگر
تاج را در زیرِ مہتابے نگر

ترجمہ:۔ ایک نظر اس خالص موتی کو دیکھ۔ (بادشاہ شاہجہان کے) تاج محل کو چاند کی چاندنی میں دیکھ۔

تشریح اے شخص ایک نظر اس خالص موتی کی طرف ڈال چاند کی چاندنی میں سنگ مرمر سے بنے اس تاج محل کا نظارہ تو کر جسے بادشاہ شاہجہاں نے بنوایا تھا۔

مرمرش ز آبِ رواں گردندہ تر
یک دم آنجا از ابد پائندہ تر

ترجمہ:۔ اس کے سفید پتھر بہتے ہوئے پانی سے زیادہ رواں ہیں۔ وہاں کا ایک دم اَبد سے بھی زیادہ پائندہ ہے (اس کی عمارت بہت مضبوط ہے)

تشریح اس تاج محل کا سفید سنگ مرمر بہتے ہوئے تیز پانی سے بھی تیز تر ہے اس پر نگاہ نہیں ٹکتی وہاں کا ایک پل ابد سے بھی زیادہ پائیندہ ہے۔

عشقِ مرداں سرِّ خود را گفتہ است
سنگ را با نوکِ مژگاں سفتہ است

ترجمہ:۔ آزاد مردوں کے عشق نے اپنے رازوں کو فاش کر دیا ہے۔ آزاد مردوں کے عشق نے پتھروں کو اپنی پلکوں کی نوک سے پرو دیا ہے (یوں انہوں نے شاہکار عمارتیں تعمیر کی ہیں جنہیں دیکھ کر آج جدید دور کا انسان بھی حیرت زدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔)

تشریح اس خوبصورت عمارت کے ذریعے سے عشق کے آزاد مردوں نے اپنا راز فاش کر دیا گویا اُن کے عشق نے پتھروں کو اپنی پلکوں کی نوک سے پرو دیا ہو۔ یعنی اُنہوں نے ایسی شاہکار عمارتیں تعمیر کیں جن میں اُن کے اندر کا حسن سمٹ آیا ہے اور جن کا تعمیراتی انداز اور خوبصورتی آج کے دور کے انسان پر خوشگوار حیرت طاری کر دیتی ہے۔

عشقِ مرداں پاک و رنگیں چوں بہشت
می کشاید نغمہ ہا از سنگ و خشت

ترجمہ:۔ آزاد مردوں کا عشق بہشت کی طرح پاک اور رنگین ہے۔ آزاد مردوں کا عشق پتھروں اور اینٹوں سے نغمے پیدا کر لیتا ہے۔

تشریح اُن آزاد مردوں کا عشق بہشت کی طرح پاک اور رنگوں سے مزین ہے اس لیے اُن کا عشق پتھروں اور اینٹوں سے بھی نغمے پیدا کر دیتا ہے۔

عشقِ مرداں نقد خوباں را عیار
حُسن را ھم پردہ درہم پردہ دار

ترجمہ:۔آزاد مردوں کا عشق حسینوں کی نقدی کی کسوٹی ہے۔آزاد مردوں کا عشق حسن کا پردہ چاک کرنے والا بھی ہے اور حسن کا پردہ رکھنے والا بھی۔

تشریح اُن کا عشق مجبوباؤں کے حسن و جمال کے برابر کا معیار رکھتا ہے۔ یہ عشق حسن کا پردہ چاک کرنے والا بھی ہے اور حسن کا پردہ رکھنے والا بھی یعنی حسن کی حفاظت کا ذمہ دار بھی ہے۔

ہمتِ او آنسوے گردوں گذشت
از جہانِ چند و چوں بیروں گذشت

ترجمہ:۔ اس عشق کی ہمت آسمانوں سے اس طرف گزر گئی کہ وہ چند و چوں کے جہان سے بھی باہر نکل گئی۔

تشریح اس عشق کی ہمت آسمانوں سے بھی آگے گزر جاتی ہے۔ یہ عشق ہی کا کمال ہے کہ وہ کتنا اور کس طرح کے جہان سے بھی باہر نکل جاتا ہے اور زمان و مکاں سے آزادی کی دلیل بن جاتا ہے۔

زانکہ در گفتن نیاید آنچہ دید از ضمیرِ خود نقابے بر کشید

ترجمہ:۔ کیونکہ جو کچھ عشق نے ملاحظہ کیا وہ الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتا، اس لئے عشق نے اپنے ضمیر سے خود ہی نقاب اٹھادیا۔

تشریح جو کچھ عشق نے دیکھا اُسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں اور نہ ہی الفاظ میں سما سکتا ہے اس لئے عشق نے اس معذوری کو سمجھتے ہوئے اپنے ضمیر سے خود ہی پردہ اٹھادیا۔

از محبّت جذبہ ہا گردد بلند
ارج می گیرد ازو ناارجمند

ترجمہ:۔محبت کی بدولت جذبے بلند ہوتے ہیں۔محبت کی بدولت بے قیمت چیزیں قیمت اور قدر و منزلت سے محروم چیزیں قدر و منزلت پا جاتی ہیں۔

تشریح محبت جذبوں کو بلند کر دیتی ہے محبت کی بدولت بے قیمت چیزیں بھی قدر و منزلت حاصل

کرلیتی ہیں۔

بے محبّت زندگی ماتم ہمہ
کاروبارش زشت و نامحکم ہمہ

ترجمہ:۔ دولتِ محبت سے محروم رہنے والی زندگی سراسر ماتم ہی ماتم ہے۔اس کا کاروبار بدنما اور ناپائیدار ہے۔

تشریح محبت سے محروم رہنے والی زندگی سراسر ماتم ہے اور ایسی زندگی بدنما اور ناپختہ ہوتی ہے بہ الفاظ دیگر محبت زندگی کا سنگھار ہے۔

عشق صیقل می زند فرہنگ را
جوہرِ آئینہ بخشد سنگ را

ترجمہ:۔ عشق آدمی کی عقل کو سان پر لگاتا ہے۔عشق پتھر تک کو آئینہ کا جوہر عطا کردیتا ہے۔

تشریح عشق کا کمال یہ ہے کہ وہ عقل کو چمکا دیتا ہے اور پتھر کو بھی آئینے کی طرح شفاف اور چمکدار بنا دیتا ہے۔

اہلِ دل را سینۂ سینا دہد
با ہنر منداں یدِ بیضا دہد

ترجمہ:۔ عشق اہلِ دل کو وادئ سینا کا سا سینہ عطا کرتا ہے۔عشق ہنرمندوں کو یدِ بیضا (چمکتا ہوا ہاتھ، انفرادیت) بخشتا ہے۔

تشریح عشق کی بدولت اہل دل کا سینہ وادی سینا کی جلوہ گاہ بن جاتا ہے۔عشق ہنرمندوں کو چمکتا ہوا ہاتھ عطا کرتا ہے اور اس طرح وہ انفرادیت کے حامل ہو جاتے ہیں۔

پیشِ او ہر ممکن و موجود مات
جملہ عالم تلخ و اُو شاخِ نبات

ترجمہ:۔ تمام موجودات عشق کے سامنے سرنگوں ہیں۔ سارا جہان اگر تلخ ہے تو عشق مصری کی ڈلی ہے۔

تشریح عشق کے سامنے تمام ممکنات و موجودات کے سر جھکے ہوئے ہیں سارا جہان اگر تلخ ہے یعنی کڑواہٹ سے بھرا ہوا ہے تو عشق مصری کی ڈلی ہے جو اس میں مٹھاس بھر دیتی ہے۔

گرمیٔ افکارِ ما از نارِ اوست
آفریدن، جاں دمیدن کارِ اوست

ترجمہ:۔ ہمارے افکار کی حرارت عشق کی آگ کی بدولت ہے۔ پیدا کرنا، جان ظاہر کرنا عشق ہی کا کام ہے۔

تشریح ہمارے افکار کی حرارت بھی عشق کی آگ کی وجہ سے ہے پیدا کرنا اور اس میں روح پھونکنا عشق ہی کا کام ہے لہٰذا کائنات ہر شے عشق سے جڑی ہوئی ہے۔

عشق مور و مرغ و آدم را بس است
عشق تنہا ہر دو عالم را بس است

ترجمہ:۔ عشق چیونٹی، پرندہ اور آدمی سب کے لیے کافی ہے اور بس۔ عشق اکیلا ہر دو جہان کے لئے کافی ہے اور بس۔

تشریح عشق چیونٹی، پرندے اور انسان سب کے لیے کافی ہے اور کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی عشق اکیلا ہی ہر دو جہاں کے لیے کافی ہے اس بات کا یہی آغاز ہے اور یہی انجام یعنی یہی اصل حقیقت ہے۔

دلبری بے قاہری جادوگری است
دلبری با قاہری پیغمبری است

ترجمہ:۔ دلبری قاہری کے بغیر جادوگری ہے۔ دلبری قاہری کے ساتھ پیغمبرانہ شان ہے۔

تشریح جمال جلال کے بغیر جادوگری ہے اور جلال کے ساتھ پیغمبری ہے یعنی جمال و جلال کی یکجائی پیغمبرانہ شان پیغمبرانہ وصف رکھتی ہے۔

ہر دو را درکارہا آمیخت عشق! عالمے در عالمے انگیخت عشق!

ترجمہ:۔ عشق نے دلبری اور قاہری دونوں کو کاموں میں ملا رکھا ہے۔ عشق نے ایک جہاں میں ایک دوسرا جہاں بھی برپا کر رکھا ہے۔

تشریح لہٰذا عشق اپنے کاموں میں جمال و جلال دونوں کو شامل کر لیتا ہے اور اس طرح اس جہان کے اندر ایک نیا جہان پیدا کرتا ہے۔ وہ جہان عشق کا جہان ہوتا ہے جسے عشق اپنے اصولوں اور قوانین کے تحت چلاتا ہے۔

گلشنِ راز، جدید

(فارسی، اردو)

از

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مؤلف ومترجم کتب کثیرہ

پروفیسر مفتی محمد وسیم اکرمؔ القادری (ایم فل)

(ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ: سپیریئر کالج سمبڑیال)

شارح

یوسف مثالی

maablib.org

ابتدائیہ

ازمترجم: مفتی محمد وسیم اکرمُ القادری (ایم فل)

گلشنِ راز شیخ اسعد الدین محمود شبستری بن شیخ عبدالکریم بن یحییٰ کی تصنیف ہے، یہ ایک منظوم فارسی کتاب ہے۔ شیخ محمود تبریز کے ایک نواحی گاؤں شبستر (ملک ایران) کے رہنے والے تھے۔ شیخ شبستری کا وصال 720 ہجری میں ہوا۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں، لیکن زیادہ شہرت کتاب گلشنِ راز ہی کو حاصل ہے جو تصوف و معرفت کے موضوع پر ہے۔ افغانستان کے علاقہ ہرات کے ایک عالم میر حسین نے 717 ہجری میں تبریز کے علماء کی طرف سترہ سوالات لکھ کر بھیجے کہ ان کا جواب تحریر کریں، کیونکہ اس زمانہ میں تبریز علماء وصوفیاء کا گہوارہ تھا۔ تبریز کے علماء وصوفیاء نے متفقہ طور پر یہ ذمہ داری محمود شبستری کو سونپ دی۔ انہوں نے ایک ہی نشست میں ان سترہ سوالوں کے جواب لکھ کر ہرات میں علمائے خراسان کو بھیج دیئے۔

گلشنِ راز نامی تصنیف مسئلۂ وحدۃ الوجود کی داعی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے گلشن راز میں موجود سوالات کا جدید انداز میں جواب لکھا اور اسے اپنی کتاب زبورِ عجم کے ساتھ شائع کیا۔ اس لئے زبورِ عجم میں موجود اس حصے کا نام انہوں نے ''گلشن راز، جدید'' رکھا۔ علامہ نے گلشن راز کے سترہ سوالات میں سے صرف نو سوالات کے جوابات لکھے ہیں۔

وحدۃ الوجود کا مسئلہ قدیم زمانے سے حکماء کا موضوع رہا ہے۔ غیر مسلم حکماء خصوصاً یونان کے فلوطین، ہندوستان کے شنکرا چاریہ اور یورپ کے اسپونوزا نے اس مسئلہ کی جو تشریح و توضیح کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ وحدۃ الوجود نہ صرف مشرکانہ اور ملحدانہ ہے بلکہ رہبانیت اور ترک دنیا پر بھی اُکساتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مسلمان حکماء و عرفاء کا اس قسم کے عقیدۂ وحدۃ الوجود سے کوئی واسطہ نہیں ہو سکتا۔ مسلمان حکماء و عرفاء نے وحدۃ الوجود کے متعلق جو کہا ہے وہ توحیدِ خالص ہے۔

مسلمان صوفی کہتے ہیں کہ وجود صرف واحد (ایک) ہے اور وہ وجود صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، جو خود بخود قائم ہے اور جو اپنے ہونے میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں اور اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ موجود تو ہے لیکن اس موجود کو ہم وجود نہیں مان سکتے کیونکہ وہ اپنے موجود ہونے میں وجودِ خدا کا محتاج ہے۔ وہ خود بخود وجود میں نہیں آتا بلکہ خدا نے ہر شے کو وجود بخشا ہے۔ **لاموجود الا اللہ** (اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں) کا دینی نظریہ اسی پس منظر میں ہے۔ اسی ''لاموجود الا اللہ'' کی رمز کو پاک و ہند کے صوفیائے کرام ''ہمہ اوست'' کہہ دیتے ہیں۔ وہ یہاں ''ہمہ اوست'' کے لغوی معنی کہ ''سب کچھ خدا ہے، ہر چیز میں خدا ہے'' نہیں لیتے بلکہ اس کے اصطلاحی معنی لیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ سب اشیاء ذاتِ خدا کی صفات کا مظہر ہیں، نہ کہ وہ خود خدا ہیں۔ جب یہ اشیاء اپنے وجود میں خدا کے وجود کی محتاج ہیں تو پھر ان کا وجود حقیقی تو نہ ہوا، وجودِ حقیقی تو صرف خدا کا رہا۔ یہ تصور خالصتاً توحیدی ہے۔ خدا کے سوا کسی اور شے کا حقیقی وجود نہ ماننا یعنی کسی اور کو قدیم، ازلی و ابدی نہ ماننا اور وجود کی بجائے ان کو موجود ماننا عین توحید ہے۔

بعض بناوٹی صوفیاء نے اس مسئلہ کو معمہ بنا دیا اور اپنے اسلاف کا نظریہ چھوڑ کر ہندوؤں اور قدیم یونانیوں کا نظریہ وحدۃ الوجود اپنا کر امتِ مسلمہ کی گمراہی کا سبب بنے، اور ہر چیز کو نعوذ باللہ خدا، خدا کے وجود کا حصہ یا کم از کم ہر چیز میں خدا ثابت کرنا شروع کر دیا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا کہ اسلامی نظریہ وحدۃ الوجود وہ نظریہ نہیں جو یونانیوں اور ہندوؤں کا نظریہ ہے۔

مسئلہ وحدۃ الوجود کے بارے میں کئی سوالات ذہن میں اٹھیں گے، علامہ محمود شبستری نے ذہن میں ایسے ہی اٹھنے والے سترہ سوالوں کے جوابات اپنی تصنیف گلشن راز میں لکھے ہیں اور علامہ اقبالؒ نے انہی میں سے نو سوالات لے کر گلشن راز جدید میں ان کے اپنے انداز میں جوابات لکھے ہیں۔

maablib.org

بہ سوادِ دیدۂ تو نظر آفریدہ ام من
بہ ضمیرِ تو جہانے دگر آفریدہ ام من

ترجمہ:۔ (اے مخاطب!) تیری آنکھ کی پتلی میں، میں نے نظر پیدا کر دی ہے۔ یونہی تیرے ضمیر میں، میں نے ایک نیا جہان پیدا کر دیا ہے۔

تشریح اے مخاطب سن! میں نے ہی تیری آنکھ کی پتلی میں نظر پیدا کی جس سے تو میرے مظاہر کو دیکھتا ہے میری قدرت تجھے حسنِ نظر عطا کرتی ہے اور تو اس سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ اسی نظر کے وسیلے سے میں نے تیرے اندر ایک نیا جہان پیدا کر دیا ہے۔

ہمہ خاوراں بخوابے کہ نہاں ز چشمِ انجم
بہ سرودِ زندگانی سحر آفریدہ ام من

ترجمہ:۔ تمام اہلِ مشرق خوابِ غفلت میں پڑے ہیں، حتیٰ کہ ستاروں کی آنکھوں سے چھپ کر میں نے زندگی کا نغمہ اَلاپا اور صبح پیدا کر دی ہے (میں نے آزادی کی فضا سے محروم اہلِ مشرق میں اپنی شاعری کے ذریعے آزادی کا جوش وولولہ پیدا کر دیا ہے، یوں غلامی کی رات کو آزادی کی سحر میں تبدیل کر دیا ہے۔)

تشریح تمام اہل مشرق غفلت کی نیند میں سوئے پڑے تھے میں نے ستاروں کی آنکھوں سے چھپ کر زندگی کا نغمہ چھیڑا اور اس نغمے کی وجہ سے آزادی سے محروم اہل مشرق میں جذبہ و جوش پیدا کر دیا جس کے سبب آزادی کا اندھیرا چھٹ گیا اور نئی صبح پیدا ہوگئی جس نے غلامی کی تاریکی کو مٹا ڈالا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلشنِ راز، جدید

تمہید

زجانِ خاور آں سوزِ کہن رفت
دمش وا ماند نو جانِ او ز تن رفت

ترجمہ:۔اہلِ مشرق کی جان سے وہ پرانا سوز جاتا رہا۔ان کی سانس تھک گئی اوران کے جسم سے جان جاتی رہی۔

تشریح افسوس کہ اہل مشرق اپنی پرانی روایات کو بھول گئے اب ان میں وہ پرانا سوز باقی نہیں رہا ان کی سانس بھی تھکے ہوئے مسافر کی طرح چل رہی ہے اور یہ ایسے جسم کے مالک ہیں جس میں جان باقی نہیں رہی۔مراد مسلمان اپنے بزرگوں کی روایت اور دین اسلام کے قوانین اور اخلاقی اقدار کو بھول چکے ہیں۔

چو تصویرے کہ بے تارِ نفس زیست
نمی داند کہ ذوقِ زندگی چیست

ترجمہ:۔(اہلِ مشرق) اس تصویر کی طرح ہیں جو سانس کی تار کے بغیر زندگی رکھتی ہے، وہ نہیں جانتے کہ زندگی کا ذوق کیا ہے۔

تشریح لہذا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اہل مشرق ایک ایسی تصویر کی طرح ہیں جو محض تصویر ہے جس میں زندگی کی رمق موجود نہیں اور جو سانس نہیں لے رہی اور ایسی صورت میں وہ کیسے جان سکتے ہیں کہ زندگی کیا ہے اور اس کو گزارنے کے انداز کیا ہیں کہ وہ تو زندگی کے ذوق سے ہی عاری ہو چکے ہیں۔

دلش از مدعا بیگانہ گردید
نئے او از نوا بیگانہ گردید

ترجمہ:۔ اہلِ مشرق کا دل مدعا (عشق) سے محروم ہو گیا۔ ان کی بانسری نوا (نغمہ) سے محروم ہو گئی ہے۔

تشریح اہل مشرق کے سامنے اب کوئی مقصد ہے نہ کوئی منزل ان کی زندگی از خود جیسے گزر جائے انہیں قبول ہے۔ یعنی یہ بالکل بے مقصد زندگی گزارے چلے جا رہے ہیں افسوس کہ ان کی بانسری آواز سے ہی محروم ہو گئی ہے۔

بطرزِ دیگر از مقصود گفتم
جوابِ نامۂ محمود گفتم

ترجمہ:۔ میں نے ایک دوسرے طریقے سے اپنا مقصد بیان کیا ہے۔ میں نے محمود شبستری کو بھیجے گئے خط کا (جدید طرز پر) جواب کہا (تحریر کیا) ہے۔

تشریح میں نے ان کو سمجھانے کیلئے اور انہیں ان کی قدر و قیمت سے آگاہ کرنے کیلئے ایک دوسرا راستہ اپنایا ہے کہ شاید میری بات سمجھ کر یہ اپنے آپ کو سنبھالنے میں کامیاب ہو جائیں ۔اس لئے میں نے محمود شبستری کو بھیجے گئے خط کا جواب جدید طرز پر تحریر کیا ہے تاکہ اہل مشرق یعنی موجود مسلمان اپنے اصل کی طرف لوٹ آئیں۔

ز عہدِ شیخ تا ایں روزگارے
نزد مردے بجانِ ما شرارے

ترجمہ:۔ شیخ محمود شبستری کے زمانے سے لے کر آج تک کسی مرد نے ہماری جان میں (عشق کی) چنگاری نہیں پھینکی۔

تشریح شیخ محمود شبستری کے دور سے لیکر آج تک کسی مرد نے ہماری جان کو عشق کی چنگاری سے روشناس نہیں کرایا۔ مقصود یہ کہ اُن کی تعلیمات نے ہمیں عشق کے رموز سے آشنا کیا۔

کفن در بر بخاکے آرمیدیم
ولے یک فتنۂ محشر ندیدیم

ترجمہ:۔ کفن پہلو میں لئے ہوئے ہم مٹی میں آرام کرتے (سوئے) رہے، حالانکہ ہم نے تو روزِ محشر کا ایک فتنہ بھی نہیں دیکھا۔

تشریح ہم کفن کو اپنی بغل میں لئے ہوئے مٹی میں آرام سے لیٹے رہے اور اسی خیال میں رہے کہ

روزِ محشر آیا کہ آیا لیکن تا حال ایسا نہیں ہوا اور ہم نے روزِ محشر کا ایک فتنہ اور ہنگامہ نہیں دیکھا کہ جس کے انتظار میں ہم کچھ اور عمل کرنے سے محروم رہے۔

گذشت از پیشِ آں دانائے تبریز
قیامت ہا کہ راست از کشتِ چنگیز

ترجمہ:۔ تبریز کے اس دانا (شیخ محمود شبستری) کے سامنے سے وہ قباحتیں (باطل نظریات) گزریں جو چنگیز خان کے کھیت سے پیدا ہوئی تھیں۔

تشریح تبریز کے رہنے والے اس عقل و دانش کے مالک شیخ محمود شبستری کے سامنے کئی باطل نظریات اور قباحتیں تھیں جو چنگیز خان کی چنگیزیت کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔ اور قیامت صغریٰ کا آئینہ تھیں۔

نگاہم انقلابے دیگرے دید
طلوعِ آفتابے دیگرے دید

ترجمہ:۔ میری نگاہ نے ایک اور طرح کا انقلاب دیکھا ہے۔ ایک اور طرح کے سورج کا طلوع دیکھا ہے۔

تشریح اس کے برعکس مری نظر نے ایک اور ہی طرح کا انقلاب دیکھا ہے جو یورپی قوموں نے بپا کیا ہے یعنی میں نے اور ہی طرح کا سورج طلوع ہوتے دیکھا جس کی چمک آنکھوں کو چندھیا دینے والی ہے اور دیکھنے والے کو کچھ دکھائی نہیں دیتا کہ اُس کے سامنے کھائی ہے یا کھڈا۔

کشودم از رُخِ معنی نقابے
بدستِ ذرّہ دادم آفتابے

ترجمہ:۔ معنی کے چہرے سے میں نے ہی تو نقاب اٹھایا ہے۔ ذرہ کے ہاتھ میں، میں نے تو سورج دیا ہے۔

تشریح میں نے ذرے کے ہاتھ میں سورج تھما کر معنی کے چہرے سے نقاب اُلٹ دی ہے تا کہ لوگ اچھی طرح سمجھ سکیں اور کچھ بھی ان کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہے۔ یعنی ہر راز کو عام کرنے کی کوشش کی ہے۔

نہ پنداری کہ من بے بادہ مستم
مثالِ شاعراں افسانہ بستم

ترجمہ:۔تو یہ نہ سمجھ کہ میں بغیر شراب پئے مست ہوں۔ میں نے شاعروں کی طرح نامکمل گفتگو نہیں کی۔

تشریح یہ نہ سمجھ کہ میں بغیر شراب پئے مست ہوں مراد یہ کہ میرے اندر بہت مواد ہے جو ابھی کہنا باقی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ مجھے کیا کہنا ہے اور کب کہنا ہے۔ میں عام شاعروں کی طرح نامکمل گفتگو اور افسانہ گوئی پر یقین نہیں رکھتا۔ اور حقائق کی چھان بین کرتا ہوں اور اُنہیں بیان کر دیتا ہوں۔

نہ بینی خیز ازاں مردِ فرو دست
کہ برمن تہمتِ شعر و سخن بست

ترجمہ:۔تو کبھی بھی اس کمینے آدمی سے خیر نہیں دیکھ سکے گا کہ جس نے مجھ پر شعر و سخن کی تہمت لگائی ہے۔

تشریح تو کبھی بھی اُس پست ذہنیت اور کمینے شخص سے خیر کی اُمید نہیں رکھ سکتا جس نے مجھ پر شعر وسخن کی تہمت لگائی ہے۔

بکوے دلبراں کارے ندارم
دلِ زارے غمِ یارے ندارم

ترجمہ:۔میں دلبروں کے کوچے سے کوئی مطلب نہیں رکھتا۔ میں نحیف و کمزور دل نہیں رکھتا، میں دوست کا غم نہیں رکھتا۔

تشریح نہ تو کسی دوست کا غم ہے مجھے اور نہ ہی میرا دل کمزور اور نحیف ہے اور نہ ہی میں دلبروں کے کوچے سے کوئی مطلب رکھتا ہوں یعنی میرے معاملات ان چیزوں سے ماورا ہیں اور وہی میرے لئے اہم ہیں۔

نہ خاکِ من غبارِ رہگذارے
نہ در خاکم دلِ بے اختیارے

ترجمہ:۔نہ تو میری خاک (جسم) کسی کے راستے کی غبار ہے (میں دلبروں کے لیے کوچہ کوچہ رسوا نہیں

ہوتا) نہ میری مٹی میں بے اختیار دل ہے۔

تشریح کیونکہ میں دلیروں کیلئے در بہ در اور گلی گلی بدنام نہیں ہوتا اور نہ ہی میری مٹی کسی کے راستے کا غبار ہے کہ اُس کی ٹھوکر سے اُڑی، بکھری اور اُسی راستے پر بیٹھ گئی۔ اور نہ ہی میرے بدن میں بے اختیار دل ہے جو کسی طرح میرے قابو میں نہ آ سکے۔

بجبریلِ امیں ہم داستانم
رقیب و قاصد و درباں ندانم

ترجمہ:۔ میں جبرائیلِ امین کا ہم داستان ہوں۔ میں رقیب، قاصد اور دربان کو نہیں جانتا۔

تشریح میری کہانی بھی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے ملتی جُلتی ہے اس لئے نہ تو کوئی میرا رقیب ہے اور نہ ہی کوئی قاصد اور نہ ہی میں کسی دربان کو جانتا ہوں۔ بس میرا اللہ تعالیٰ سے براہِ راست تعلق ہے اور میں اپنے رب سے براہِ راست فیض یاب ہوتا ہوں۔

مرا با فقر سامانِ کلیم است
فرِ شاہنشہی زیرِ گلیم است

ترجمہ:۔ میرا فقر (اشعار) حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا ساز و سامان ہے۔ شہنشاہی بوریا کے نیچے دبی ہوئی ہے۔

تشریح میرا فقر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا ساز و سامان ہے اور شہنشاہی کی شان و شوکت میرے بوریے کے نیچے دبی ہوئی ہے۔ یعنی درویشی کا رتبہ شہنشاہی سے کہیں زیادہ بلند ہے۔ اس لئے ایک فقیر کی نگاہ میں تخت و تاج کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔

اگر خاکم بصحرائے نہ گنجم
اگر آبم بدریائے نہ گنجم

ترجمہ:۔ اگر میں خاک ہوں تو وہ خاک ہوں جو صحرا میں نہیں سماتی۔ اگر میں پانی ہوں تو وہ پانی ہوں جو دریا میں نہیں سما سکتا۔

تشریح تو اس سے ہی میری وسعت کا اندازہ لگا لے کہ اگر میں خاک ہوں تو ایسی خاک ہوں جو صحرا میں نہیں سما سکتی یعنی صحرا مجھے اپنے اندر سمونے کا ظرف نہیں رکھتا اور اگر میں پانی ہوں تو ایسا پانی ہوں جو دریا کے کوزے میں نہیں سما سکتا۔

انسان کا وجود خاک اور پانی کا مرکب ہے اقبال کہتے ہیں کہ اگر میں الگ الگ یعنی دو حصوں پانی اور خاک میں بھی بانٹ دیا جاؤں تب بھی یہ کائنات جو پانی اور مٹی کا مجموعہ ہے میرے لئے بہت چھوٹی ہے اور میں اس میں نہیں سما سکتا لہذا میں اس سے کوئی ماورا شے ہوں۔

دلِ سنگ از زجاجِ من بلرزد
یمِ افکارِ من ساحل نہ ورزد

ترجمہ:۔ پتھر تک کا دل میرے شیشے کے سبب لرزتا ہے۔ میرے افکار کا سمندر ساحل نہیں رکھتا۔

تشریح میں وہ شیشہ ہوں جس کے خوف سے پتھر کا دل بھی لرز اُٹھتا ہے۔ جبکہ میرے افکار کا سمندر بے کراں ہے اس کا کوئی کنارہ نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی انتہا۔

نہاں تقدیر ہا در پردۂ من
قیامت ہا بغل پروردۂ من

ترجمہ:۔ تقدیریں تو میرے پردے میں چھپی ہوئی ہیں۔ قیامتیں میری آغوش کی پروردہ ہیں۔

تشریح لہذا میرے لامحدود ہونے کے سبب قوموں کی تقدیریں بھی میرے ہی پردے میں چھپی ہوئی ہیں۔ اور قیامتیں بھی میری ہی گود میں پرورش پاتی ہیں۔

دمے در خویشتن خلوت گزیدم
جہانے لازوالے آفریدم

ترجمہ:۔ میں نے خود میں صرف ایک لمحہ خلوت اختیار کی ہے اور ایک لازوال جہان پیدا کرلیا۔

تشریح میں نے اپنے آپ صرف ایک لمحے کیلئے تنہائی اختیار کی اور اسی مختصر ترین لمحے میں ایک ہمیشہ قائم رہنے والا جہان پیدا کرلیا۔

"مرا زیں شاعری خود عار ناید که در صد قرن یک عطار ناید"

ترجمہ:۔ میری شاعری میرے لیے عار نہیں ہے، کیونکہ صدیوں بعد بھی خواجہ فریدالدین عطارؔ جیسا (عارف شاعر) پیدا نہیں ہوتا۔

تشریح مجھے اپنی اس شاعری سے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ صدیوں کے بعد بھی ایک خواجہ فریدالدین عطار جیسا عرفان رکھنے والے شاعر پیدا نہیں ہوتا۔

بجانم رزم مرگ و زندگانی است
نگاہم بر حیاتِ جاودانی است

ترجمہ:۔ میری جان میں ہر لحہ موت و حیات کی جنگ برپا رہتی ہے۔ میری نگاہ مسلسل حیاتِ جاودانی (ہمیشہ رہنے والی زندگی) پر لگی رہتی ہے۔

تشریح اگر چہ میری جان میں ہر پل زندگی اور موت کی جنگ جاری رہتی ہے۔ موت میری جان کو اپنی طرف کھینچتی ہے زندگی اپنی طرف، اور میری نگاہ لگاتار ہمیشہ کی زندگی پر لگی رہتی ہے یعنی اس جنگ اور کشاکش کے باوجود میں ہمیشہ کی زندگی پانے کا آرزومند ہوں اور اُسی کے انتظار میں رہتا ہوں۔

ز جاں خاک ترا بیگانہ دیدم
باندامِ تو جانِ خود دمیدم

ترجمہ:۔ میں نے تیرے خاکی بدن کو جان سے بیگانہ دیکھا تو تیرے جسم میں (اپنی شاعری سے) اپنی جان (اپنے افکار) پیدا کردی ہے۔

تشریح جب میں نے تیرے مٹی کے بدن کو بے جان دیکھا تو تیرے جسم میں اپنی شاعری کے ذریعے اپنی جان ڈال دی۔ مراد یہ کہ اپنے افکار سے تجھ میں زندگی کا شعور پیدا کیا تا کہ تو بھی زندہ لوگوں کی طرح زندگی گزار سکے۔

ازاں نارے کہ دارم داغ داغم
شب خود را بیفروز از چراغم

ترجمہ:۔ میں اس آگ سے داغ داغ ہو چکا ہوں، جو میں رکھتا ہوں۔ تو میرے چراغ سے اپنی رات کو روشن کرلے۔

تشریح میرے اندر جو آگ لگی ہوئی ہے میں اس آگ سے داغ داغ ہو چکا ہوں تجھے چاہیے کہ تو میرے داغ کے چراغ سے اپنی رات کو روشن کر لے تا کہ جن اندھیروں میں تو بھٹک رہا ہے اُن سے چھٹکارا حاصل کرلے۔

بخاکِ من دلے چوں دانہ کشتند
بلوحِ من خطِ دیگر نوشتند

ترجمہ:۔(رب تعالیٰ نے) میری مٹی میں دل کو دانہ کی طرح بویا۔میری تختی پر نئی طرز کا خط تحریر کیا۔

تشریح اللہ تعالیٰ نے میری مٹی میں دل کو دانے کی طرح بویا اور اس طرح میرے ذہن کی تختی پر ایک نئی بات لکھی گئی۔

مرا ذوقِ خودی چوں انگبین است
چہ گویم وارداتِ من ہمین است

ترجمہ:۔میرے لئے خودی کا ذوق شہد (کی مٹھاس) کی طرح ہے۔میں کیا کہوں؟ مجھ پر وارد ہونے والے افکار ہی ایسے ہیں (جو الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہیں۔)

تشریح اپنے آپ کو اور اپنے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو پانے کی لگن میرے لئے شہد کی طرح میٹھی ہے۔میں کیا کہوں کہ مجھ پر اُترنے والے افکار ہی ایسے ہیں جو الفاظ کے سانچے میں نہیں ڈھل سکتے۔

نخستیں کیفِ او را آزمودم دگر بر خاوراں قسمت نمودم

ترجمہ:۔اس کے کیف کو پہلے میں نے خود آزمایا۔پھر میں نے اس کیف کو اہلِ مشرق کی قسمت بنایا۔

تشریح لہذا اس کیف و سرور کو پہلے خود آزماتا ہوں پھر اُسے اہل مشرق کی نذر کر دیتا ہوں اور اُن کی قسمت بنا دیتا ہوں۔

اگر ایں نامہ را جبریل خواند
چوں گرد آں نورِ ناب از خود فشاند

ترجمہ:۔اس خط (میری شاعری) کو اگر جبریل امینؑ پڑھ لیں تو نورانی جسم کو چھوڑ کر خاکی جسم اختیار کر لیں۔

تشریح اس خط کو جو میں نے تحریر کیا ہے اور جس میں میرے باطنی جذبوں کی چاشنی کے ساتھ میرا لہو کا رنگ بھی گھلا ہوا ہے یعنی میری شاعری، اگر حضرت جبریل امین علیہ السلام بھی اس تحریر کو پڑھ لیں تو وہ اپنے نور کو گرد کی طرح اپنے پیروں سے جھاڑ دیتے اور نورانی ہونے کے بجائے خاکی ہونا پسند کرتے۔

بنالد از مقام و منزل خویش
بہ یزداں گوید از حالِ دل خویش

ترجمہ:۔ (میری شاعری اگر جبرائیل امین پڑھ لیں تو) وہ اپنی منزل پر آنسو بہائیں، وہ اپنے دل کا حال رب کے سامنے یوں بیان کریں۔

تشریح میری شاعری کو حضرت جبرائیل علیہ السلام پڑھ لیں تو وہ اپنا مقام و مرتبہ بھول کر فریاد کریں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے دل کا حال یوں بیان کریں۔

"تجلّی را چناں عریاں نخواہم
نخواہم جز غمِ پنہاں نخواہم

ترجمہ:۔ (سیدنا جبرائیل کہیں:) میں تجلی کو یوں عریاں نہیں چاہتا۔ میں نہیں چاہتا، ہاں! ہاں! میں پوشیدہ غم کے سوا کچھ اور نہیں چاہتا۔

تشریح کہ میں تجلی کو اس طرح اور اتنا بے حجاب نہیں دیکھنا چاہتا میں ہجر کے چھپے ہوئے غم کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا یعنی جبرائیل علیہ السلام ہجر کی لذت سے آشنا ہو کر اللہ تعالیٰ سے اس لذت کو ہمیشہ کیلئے حاصل کرنے کی دُعا فرماتے۔

گذشتم از وصالِ جاودانے
کہ بینم لذّتِ آہ و فغانے

ترجمہ:۔ میں ہمیشہ کے وصال سے گزر گیا، تاکہ میں آہ و فریاد کی لذت دیکھ سکوں۔

تشریح اور کہتے کہ میں ہمیشہ کے وصال سے دستبردار ہوتا ہوں اس لئے کہ میں آہ و فغاں کی لذت حاصل کر سکوں۔

بجانِ من گدازِ آدمے دہ" بجانِ من گدازِ آدمے دہ"

ترجمہ:۔ (اے اللہ!) مجھے آدمیوں جیسا ناز و نیاز عطا فرما دے۔ میری جان میں آدمیوں کا سا گداز پیدا فرما دے۔

تشریح اور بارگاہِ الٰہی میں التجا کرتے کہ اے اللہ! مجھے آدمیوں جیسا ناز و نیاز عطا فرما دے اور میری جان میں ویسا ہی سوز و گداز جیسا آدمیوں میں پیدا کیا ہوا ہے' پیدا فرما دے۔

۞۞۞

سوال (1)

نخست از فکرِ خویشم در تحیّر　چہ چیز است آنکہ گویندش تفکّر

کدامیں فکر ما را شرطِ راہ است　چرا گہ طاعت و گاہے گنہ است

ترجمہ:۔ اوّلاً: یہ کہ میں اپنی فکر سے حیرت میں ہوں، وہ کیا چیز ہے (کہ اہلِ علم) جسے تفکر کہتے ہیں۔؟

ترجمہ:۔ کون سی فکر ہمارے لئے شرطِ راہ ہے۔ یہ فکر کبھی طاعت اور کبھی گناہ کیوں ہوتی ہے۔؟

تشریح: سب سے پہلی بات تو یہ کہ میں اپنے فکر کے بارے میں حیرت زدہ ہوں کہ وہ کیا چیز ہے جسے تفکر کہتے ہیں؟ اور کون سا فکر ہمارے لئے ہدایت کی راہ پانے کیلئے ضروری ہے اور ایسا کیوں ہے کہ فکر کبھی فرماں برداری اور حکم کی تعمیل کی طرف لے جاتا ہے اور کبھی گناہ کی طرف۔ لہذا میرا اس حیرت کدے سے باہر آنے کیلئے جاننا ضروری ہے کہ میرے سوال کا جواب کیا ہے۔

جواب

درونِ سینۂ آدم چہ نور است!
چہ نور است ایں کہ غیبِ او حضور است

ترجمہ:۔ آدمی کے سینے میں یہ کیسا نور ہے؟ یہ کیسا نور ہے کہ اس کا غیب بھی اس کیلئے حضور ہے۔؟

تشریح　آدمی کے سینے میں کیسا نور ہے، یہ کیسا نور ہے آدمی کیلئے جس کا نہ ہونا بھی ہونا ہے۔

من او را ثابتِ سیّار دیدم
من او را نور دیدم نار دیدم!

ترجمہ:۔ میں نے اسے ساکن اور متحرک دیکھا ہے۔ میں نے اسے نور دیکھا ہے، میں نے اسے نار دیکھا ہے۔

تشریح　میں نے اسے ٹھہرا ہوا بھی پایا ہے اور حرکت میں بھی دیکھا ہے مجھے اس میں نور بھی دکھائی دیا ہے اور نار بھی نظر آئی ہے۔

گہے نارش ز برہان و دلیل است
گہے نورش ز جانِ جبریل است

ترجمہ:۔ کبھی اس کی نار برہان و دلیل سے ہے۔ کبھی اس کا نور جبرئیل کی جان سے ہے۔

تشریح لہذا کبھی وہ دلیل جس میں شبہ کی گنجائش نہ ہو اس کی نار بن کر سامنے آتی ہے اور کبھی وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی وحی سے نور حاصل کرتا دکھائی دیتا ہے۔

چہ نورے جاں فروزے سینہ تابے
نیرزد با شعاعش آفتابے

ترجمہ:۔ یہ کیسا نور ہے جو جان کو روشن کرتا ہے اور سینے کو تابناک؟ سورج کی قیمت اس آفتاب (دل) کی ایک شعاع کے برابر بھی نہیں ہے۔

تشریح یہی عقدہ نہیں کھل پاتا کہ یہ کیسا نور ہے جو سینے کو تابناکی عطا کرتا ہے اور جان کو روشنی نوازتا ہے اور سورج جو جہان کو روشن کرنے کا ذریعہ ہے اُس کی قدر و قیمت اس نور کی ایک شعاع کے برابر بھی نہیں۔

بخاک آلودہ و پاک از مکان است
بہ بندِ روز و شب پاک از زمان است

ترجمہ:۔ یہ (نورِ خودی) خاک سے آلودہ ہے اور مکان سے پاک ہے۔ یہ دن اور رات کا قیدی ہے اور زمانے سے پاک ہے۔

تشریح یہ فکر خاک سے آلودہ ہونے کے باوجود لا مکانی ہے اس لئے یہ رات اور دن کا قید ہونے کے باوجود زمانے سے پاک اور ماورا ہے۔ یعنی یہ شب و روز کا قیدی بھی ہے اور آزاد بھی۔

شمارِ روزگارش از نفس نیست
چنیں جویندہ و یابندہ کس نیست

ترجمہ:۔ سانسیں اس کے زمانے کے شمار کا معیار نہیں ہیں۔ اس جیسا تلاش کرنے والا، مقصود کو پا لینے والا کوئی اور نہیں ہے۔

تشریح فکر سانسیں شمار کرنے کا نام نہیں اور نہ ہی اس کا دار و مدار سانسوں پر ہے۔ بس اس جیسا

تلاش کرنے والا اور اپنے مقصود کو پا لینے والا اور کوئی نہیں ہے کیونکہ فکر ہمیشہ بلند مقاصد کی تلاش میں رہتا ہے اور مسلسل اُن تک پہنچنے کی جدو جہد کرتا ہے۔

گہے واماندہ و ساحل مقامش
گہے دریاے بے پایاں بجامش

ترجمہ:۔ کبھی تو وہ تھکا ماندہ ہوتا ہے اور ساحل اس کی منزل ہوتی ہے۔ کبھی لامحدود دریا بھی اس کے پیالے میں قید ہو جاتا ہے۔

تشریح کبھی تو تھک ہار کر یہ کنارے کو اپنی منزل بنالیتا ہے اور کبھی یہ اُسی بے کراں سمندر کو بھی اپنے پیالے میں قید کر لیتا ہے۔

ہمیں دریا ہمیں چوبِ کلیم است!
کہ از وے سینۂ دریا دو نیم است

ترجمہ:۔ یہی (نورِ خودی) دریا ہے، یہی حضرت موسیٰؑ کا عصا ہے، وہ عصا کہ جس سے دریا کا سینہ دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔

تشریح یہ دریا بھی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا (لاٹھی) بھی ہے جس نے دریا کا سینہ چاک کر دیا تھا۔ اور دریا دو ٹکڑوں میں بٹ گیا تھا۔

غزالے مرغزارش آسمانے
خورد آبے ز جوے کہکشانے

ترجمہ:۔ (خودی) وہ ہرن ہے کہ جس کی چراگاہ آسمان ہے، اور وہ پانی کہکشاں کی نہر سے پیتا ہے۔

تشریح اس ہرن کی چراگاہ آسمان ہے اور یہ کہکشاں کی نہر سے پانی پیتا ہے۔

زمین و آسماں او را مقامے
میانِ کارواں تنہا خرامے

ترجمہ:۔ اس کا مقام زمین اور آسمان ہے۔ وہ قافلہ کے درمیان ہونے کے باوجود تنہا چلتا ہے۔

تشریح اس کا مقام زمین بھی ہے اور آسمان بھی، یہ قافلے کے درمیان ہونے کے باوجود تنہا چلتا ہے کہ اس کا اپنا پیدا کیا ہوا ایک جہان ہے جو حدود و قیود سے ماورا ہے۔

احوالش جہانِ ظلمت و نور!
صدائے صور و مرگ و جنت و حور

ترجمہ:۔ اس کے احوال میں سے نور وظلمت کا جہان، صورت کی آواز، موت، جنت اور حور وغیرہ ہیں۔

تشریح اس کے احوال میں دینا اور ہر شے کا خاتمہ یعنی موت، آخرت، جنت اور حوریں یہ سب شامل ہیں۔

ازو ابلیس و آدم را نمودے
ازو ابلیس و آدم را کشودے

ترجمہ:۔ اسی سے ابلیس اور آدم کی نمود (پرورش) ہے، اسی سے ابلیس اور آدم کی کشود (اعمال وافعال) ہے۔

تشریح یہی وہ شے ہے جس سے آدم اور ابلیس کی نمود ہے اور اسی سے آدم اور ابلیس کے مسائل کا حل ہے اور آدم کا پھولنا پھلنا اور کامیابی ہے۔

نگہ از جلوۂ او ناشکیب است
تجلّی ہائے او ر یزداں فریب است

ترجمہ:۔ اس کے جلوے سے نگاہ کو قرار حاصل نہیں ہوتا۔ اس کی تجلیاں خدا کو بھی پسند ہیں۔

تشریح اس کے جلوے نگاہ کو قرار سے آشنا نہیں کرتے یعنی اسے دیکھ کر بھی چین نصیب نہیں ہوتا اس کی تجلیاں اللہ تعالیٰ کو بھی اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہیں۔

بچشمے خلوتِ خود را بہ بیند
بچشمے جلوتِ خود را بہ بیند

ترجمہ:۔ وہ (خودی) ایک آنکھ سے اپنی خلوت کو ملاحظہ کرتی ہے، اور پھر دوسری آنکھ سے اپنی جلوت کا تماشا کرتی ہے۔

تشریح وہ ایک آنکھ سے اپنے اندر کی دنیا کو دیکھتا ہے اور ایک آنکھ سے اپنے باہر کی دنیا کو دیکھتا ہے۔ اور اس طرح دونوں پہلوؤں پر نگاہ رکھتا ہے۔

اگر یک چشم بر بندد گناہے است
اگر با ہر دو بیند شرطِ راہے است

ترجمہ:۔اگر وہ ایک آنکھ بند کر لیتی ہے تو یہ سراسر گناہ ہے۔اگر وہ دونوں آنکھوں سے دیکھتی ہے تو یہ راہ (منزلِ سلوک کو حاصل کرنے) کی شرط ہے۔

تشریح اگر فکر اپنی ایک آنکھ بند کر لے تو یہ سراسر گناہ ہے اور اگر وہ دونوں آنکھوں سے دیکھے تو یہ صحیح راستے پر چلنے کی شرط ہے جو ہدایت سے جڑی ہوئی ہے۔

ز جوے خویش بحرے آفریند
گہر گردد بہ قعرِ خود نشیند!

ترجمہ:۔وہ اپنی ندی سے ایک سمندر پیدا کر لیتی ہے۔پھر موتی بن جاتی ہے اور اپنی ہی گہرائی میں جا بیٹھتی ہے۔

تشریح فکر کا کمال یہ ہے کہ یہ جلوت میں ہو تو اپنی ندی سے ایک سمندر پیدا کر لیتی ہے اور اگر خلوت میں ہو تو اپنی گہرائی میں جا بیٹھتا ہے اور اپنے آپ کو قیمتی موتی بنا لیتا ہے۔

ہماں دم صورتِ دیگر پذیرد
شود غوّاص و خود را باز گیرد

ترجمہ:۔اسی لمحے وہ ایک دوسری صورت اختیار کر لیتی ہے۔وہ غوطہ خور بن جاتی ہے اور غوطہ لگا کر خود کو دوبارہ پا لیتی ہے۔

تشریح پھر اُسی لمحے وہ ایک دوسری صورت اختیار کر لیتا ہے۔وہ خود غوطہ خور بن کر اپنی تہہ میں اُترتا ہے اور خود کو جو ایک موتی کے روپ میں اُس کی تہہ میں موجود ہوتا ہے۔دوبارہ حاصل کر لیتا ہے۔

درو ہنگامہ ہاے بے خروش است
درو رنگ و صدا بے چشم و گوش است

ترجمہ:۔اس میں شور سے محروم بے شمار ہنگامے ہیں۔اس میں آنکھ اور کان کے بغیر رنگ اور آواز ہے۔

تشریح اس کے اندر خاموش قسم کے بے شمار ہنگامے موجود ہیں اس کے رنگ آنکھوں کے بغیر بھی

دیکھے جا سکتے ہیں اور اس کا شور کانوں کے بغیر بھی سنا جا سکتا ہے۔

درونِ شیشۂ او روزگار است! ولے بر ما بتدریج آشکار است!

ترجمہ:۔اس کے جام میں زمانہ مقید ہے، لیکن زمانہ ہم پر درجہ بدرجہ آشکار ہوتا ہے۔

تشریح اس کے جام میں ساری کائنات موجود ہے لیکن وہ ہم پر درجہ بدرجہ ظاہر ہوتی ہے یعنی فکر کے احاطے میں پوری کائنات سمائی ہوئی ہے جو بتدریج اپنے آپ کو ہم پر ظاہر کرتی چلی جاتی ہے۔

خنک روزے کہ گیری ایں جہاں را
شگافی سینۂ نُہ آسماں را

ترجمہ:۔کتنا اچھا ہوگا وہ دن جب تو اس جہاں کو مسخر کر لے گا اور تو نو آسمانوں (سات آسمان، لوح، کرسی) کے سینہ کو چیر لے گا۔

تشریح وہ دن کتنا اچھا اور مبارک ہوگا جب تو اس کائنات کو اپنے تابع کر لے گا۔ اور نو آسمانوں کا سینہ چیر کر اُن کے رازوں کو جان لے گا۔

گذارد ماہ پیشِ تو سجودے
برو پیچی کمند از موجِ دودے

ترجمہ:۔وہ وقت بھی آئے گا کہ چاند تیرے سامنے سجدہ کرے گا (تو اسے مسخر کر لے گا) اور تو اس کے گرد دھویں کی کمند لپیٹے گا۔

تشریح دیکھنا ایک وقت وہ بھی آئے گا جب چاند تجھے سجدہ کرے گا۔ یعنی تو چاند کو بھی اپنے تابع کر لے گا اور پھر تو چاند کے گرد دھویں کی کمند لپیٹے گا یعنی اس کے گرد تیرا ہالہ ہوگا۔

دریں دیرِ کہن آزاد باشی!
بتاں را بر مُرادِ خود تراشی

ترجمہ:۔تو اس پرانے جہان میں آزاد ہوگا، جو اپنی مرضی سے مجسمہ سازی کرتا ہے (کائنات کو اپنی مرضی سے چلاتا ہے۔)

تشریح پھر تو اس پرانے جہان میں خود مختار اور آزاد ہوگا اسے اپنی مرضی سے چلائے گا۔ اور جو کچھ ہوگا تیری مرضی سے ہوگا تو اپنے مقاصد کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنے میں

کامیاب ہوگا۔

بکف بُرون جہانِ چار سُو را
مقامِ نُور و صوت و رنگ و بو را

ترجمہ:۔اس چار سمتوں والے جہان کو قابو میں کر لینا، جو نوا، آواز، رنگ اور بو کا مقام ہے۔

تشریح پھر تو اس چار سمتوں والے جہان کو اپنے قابو میں کر لے گا یہ جہان جو روشنی، آواز، رنگ اور خوشبو کا مقام ہے۔

فزونش کم کم ِاو بیش کردن
دگرگوں بر مرادِ خویش کردن

ترجمہ:۔اس جہاں کے زیادہ کو کم اور کم کو زیادہ کرنا، اور اپنی مرضی کے مطابق اسے الٹ پلٹ کرنا۔

تشریح اور تو جب چاہے گا اس کے کم کو زیادہ کر سکے گا اور اس کے زیادہ کو کم کر سکے گا۔ اور جب چاہے گا اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق اسے اوپر نیچے اور اُلٹ پلٹ کر سکے گا۔

برنج و راحتِ او دل نہ بستن
طلسمِ نُہ سپہرِ او شکستن

ترجمہ:۔اس کی تکلیف اور راحت سے دل نہ لگانا، اس کے نو آسمانوں کے جادو کو توڑنا۔

تشریح بس اس نو آسمانوں کے جادو کو توڑنا اور اس کی تکلیف اور راحت کے پیچھے مت جانا اور نہ ہی اس سے دل لگانا۔ ورنہ تو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

فرو رفتن چو پیکانِ ضمیرش
ندادن گندمِ خود با شعیرش

ترجمہ:۔اس جہاں کے ضمیر میں ایسے دھنس جانا جس طرح نیزہ جسم میں دھنس جاتا ہے۔ اپنی گندم کو اس کے جو کے بدلے میں نہ بیچنا۔

تشریح تیرا کام ہے کہ تو اس جہاں کے ضمیر میں نیزے کی انی کی طرح پیوست ہو جائے اور کبھی گندم (قیمتی متاع) کے بدلے میں جو نہ خریدنا۔ یعنی تجھے ہر دم ہر پل فاتح رہنا ہے۔

شکوہِ خسروی این است این است همیں ملک است کو توام بدین است

ترجمہ:۔ (سابقہ چار اشعار میں بیان ہونے والے کام) ہاں ہاں! شاہی شان وشوکت یہی ہے، ہاں حقیقی شان وشوکت یہی ہے۔ یہی سلطنت وہ سلطنت ہے جو دین کی جڑواں ہے۔

تشریح ہاں ہاں یہی شاہی شان وشوکت ہے یہی حقیقی اور اصلی شان وشوکت ہے اور یہی وہ سلطنت ہے جو دین کے ساتھ جڑواں ہے۔ یعنی دین کا حصہ ہے لہذا دین کے علمبردار کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس کا اہل بنائے اور جدو جہد مسلسل سے اپنی اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر کامیابی کو اپنے تابع کر لے۔

سوال (2)

چہ بحر است ایں کہ علمش ساحل آمد؟ ز قعرِ او چہ گوھر حاصل آمد؟

ترجمہ:۔ یہ سمندر کیا ہے کہ علم جس کا ساحل ہے۔؟ اس (سمندر) کی گہرائی سے کونسا موتی ہاتھ آتا ہے۔؟

تشریح یہ سمندر کیا چیز ہے کہ جس کا کنارہ علم ہے اور اس کی تہہ سے کون سا موتی حاصل ہوتا ہے۔

جواب

حیاتِ پُر نفس بحرِ روانے
شعور و آگہی او را کرانے

ترجمہ:۔ سانسوں سے پُر زندگی ایک رواں سمندر ہے۔ شعور اور آگہی دونوں اس کے کنارے ہیں۔

تشریح زندگی ایک سمندر ہے جس کی لہریں رواں دواں رہنے والی سانسیں ہیں عقل و دانش اور واقفیت یعنی خبر یہ دونوں اس کے کنارے ہیں۔

چہ دریائے کہ ژوف و موجدار است
ہزاراں کوہ و صحرا بر کنار است

ترجمہ:۔ یہ کیسا دریا ہے کہ جو بہت گہرا اور اٹھتی ہوئی موجوں والا ہے۔؟ ہزاروں پہاڑ اور صحرا اس کے کنارے پر ہیں۔

تشریح یہ دریا بہت گہرا ہے اور اس کی سطح پر ہزاروں موجیں اُٹھتی ہیں اور اس کے دونوں کناروں پر ہزاروں پہاڑ اور صحرا واقع ہیں۔

مپرس از موج ہائے بیقرارش
کہ ہر موجش بروں جست از کنارش

ترجمہ:۔ مت پوچھ اس کی بے قرار موجوں کے بارے میں مت پوچھ، کیونکہ اس کی ہر موج کناروں سے اُچھلی ہوئی ہے۔

تشریح اس کی بے قرار موجوں کے بارے میں کیا بتاؤں وہ تو اس کے کناروں سے اُچھل اُچھل کر باہر نکلنے کی کوشش کرتی ہیں۔

گذشت از بحر و صحرا را نمے داد
نگہ را لذّتِ کیف و کمے داد

ترجمہ:۔ اس کی موج سمندر کو عبور کرتی ہوئی صحرا تک گئی اور اسے نمی بخشی۔ اس نے نگاہ کو کیف و کم (تمام حالات) کی لذّت عطا کی۔

تشریح اور اپنی کوشش سے کئی موجیں سمندر کو پار کر جاتی ہیں اور اس کے کنارے پر واقع صحرا تک پہنچ کر اُسے نمی بخشتی ہیں اور اُسی کی پیاس بجھاتی ہیں۔ اسی سے ہی نگاہ کو کیسا اور کتنا کے حالات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

ہر آں چیزے کہ آید درِ حضورش
منوّر گردد از فیضِ شعورش

ترجمہ:۔ ہر وہ چیز جو اس (خودی) کے حضور آتی ہے، وہ اس کے شعور کے فیض سے منور ہو جاتی ہے۔

تشریح جو بھی چیز اس کے سامنے آتی ہے وہ اس کی خصوصیات اور عقل و دانش کے فیض سے روشن ہو جاتی ہے یعنی ہر شے کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔

بخلوت مست و صحبت نا پذیر است
ولے ہر شے ز نورش مستنیر است

ترجمہ:۔ وہ خلوت میں مست رہتی ہے اور صحبت (جلوت) سے خوش نہیں ہوتی، پھر بھی ہر چیز اس کے نور سے روشن ہے۔

تشریح وہ اپنی تنہائی میں ہی مست رہتی ہے اور بھیڑ بھاڑ میں خوشی محسوس نہیں کرتی۔ اس کے باوجود ہر چیز اس کے نور سے منور ہے۔

نخستیں می نماید مُستنیرش
کند آخر بآئینے اسیرش

ترجمہ:۔ اولاً: وہ اسے روشن کرتی ہے، اور بالآخر اسے ایک آئین کا اسیر بنا دیتی ہے۔

تشریح اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ پہلے اپنے نور سے چیزوں کو روشن کرتی ہے اور سب کو دکھاتی ہے پھر ان کو ایک دستور اور قانون کا قیدی بنا دیتی ہے۔

شعورش با جہاں نزدیک تر کرد
جہاں او را ز راز او خبر کرد

ترجمہ:۔ اس کے شعور نے اسے جہان کے زیادہ نزدیک کر دیا ہے، یوں جہان نے اسے اس کے رموز و اسرار کے متعلق خبر دی ہے۔

تشریح لہذا اس کی سوجھ بوجھ اور عقل و دانش نے اسے کائنات کے اور زیادہ قریب کر دیا پھر جہان نے اسے اس کے رازوں کے بارے میں بتایا۔

خرد بندِ نقاب از رخ کشودش
ولیکن نطق عریاں تر نمودش

ترجمہ:۔ اس (خودی) کے چہرے کے نقاب کو عقل نے اتار پھینکا، لیکن اس کی گویائی نے تو اسے مکمل عریاں کر دیا۔

تشریح عقل نے اس کے چہرے سے نقاب اُتار پھینکا لیکن اس کی گویائی نے تو اسے مکمل طور پر عریاں کر دیا اور یوں اس کا راز کُھل کر سامنے آ گیا۔

نگنجد اندریں دیرِ مکافات جہاں او را مقامے از مقامات

ترجمہ:۔ وہ اس (مکافاتِ عمل) اعمال کے بدلے والے جہان میں نہیں سماتی، کیونکہ جہان تو خود اس کے مقامات میں سے ایک مقام ہے۔

تشریح وہ اس مکافاتِ عمل والی دنیا میں نہیں سماتی اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جہان خود اُس کے مقامات میں سے ایک مقام ہے۔ یعنی اس کا پھیلاؤ اس جہان کے باہر بہت دور دور تک

ہے۔

بروں از خویش می بینی جہاں را
در و دشت و یم و صحرا و کاں را

ترجمہ:۔ تو جہان کو خود سے باہر دیکھتا ہے۔ آبادی، بیابان، سمندر، صحرا، کان وغیرہ (تیرے نزدیک جہان ہیں)

تشریح تو آبادی، سمندر، صحرا اور کان کو جہان سمجھتا ہے اور اس کو اپنے آپ سے باہر دیکھتا ہے ایسا نہیں ہے۔ اس کی وابستگی ہمارے ساتھ ہی ہے یہ ہم سب باہر نہیں۔

جہانِ رنگ و بو گلدستۂ ما
ز ما آزاد و ہم وابستۂ ما

ترجمہ:۔ یہ رنگ و بو کا جہان ہمارا گلدستہ ہے۔ یہ ہم سے آزاد ہے لیکن ہمارے ساتھ وابستگی بھی رکھتا ہے۔

تشریح یوں سمجھ لے کہ یہ رنگ و بو کا جہان مختلف قسم کے پھولوں کا ایک گلدستہ ہے۔ اگر چہ یہ ہم سے آزاد ہے۔ لیکن یہ ہمارے ساتھ وابستہ ہے ہم سے جڑا ہوا ہے۔ اس کی زندگی ہماری زندگی سے ہے۔

خودی او را بیک تارِ نگہ بست
زمین و آسمان و مہر و مہ بست

ترجمہ:۔ جہان کو خودی نے نگاہ کے ایک تار میں باندھ لیا۔ زمین، آسمان، سورج اور چاند کو اس میں باندھ لیا۔

تشریح اس سارے جہان کو خودی نے نگاہ کے ایک تار سے باندھا رکھا ہے۔ زمین آسمان، سورج اور چاند سب کے سب تار سے بندھے ہوئے ہیں۔

دلِ ما را با و پوشیدہ راہے است
کہ ہر موجود ممنونِ نگاہے است

ترجمہ:۔ ہمارے دل کا اس (خودی) سے پوشیدہ رشتہ ہے، کیونکہ ہر موجود اس کی نگاہ کا احسان مند ہے۔

تشریح ہمارے دل کا اس جہان سے ایک پوشیدہ رشتہ ہے اس لئے کہ ہر موجود کی یہ خواہش ہے کہ کوئی اُسے دیکھنے والا ہے۔ اور یوں ہر موجود اس کی نگاہ کا احسان مند ہے۔

گر او را کس نہ بیند زار گردد
اگر بیندیم و کہسار گردد

ترجمہ:۔ اگر جہان کی اشیاء کو کوئی نہ دیکھے تو وہ عاجز ہو جائیں گی۔ اگر ان اشیاء کو تو دیکھے گا تو وہ سمندر اور پہاڑ ہوں گی۔

تشریح بالغرض اگر اس جہان کی یا اس کی اشیاء کو کوئی دیکھنے والا ہی نہ ہو تو وہ غم زدہ ہو جائیں گی اور اگر تو ان اشیاء کو دیکھے گا تو وہ پہاڑ اور صحرا بن جاتے ہیں۔

جہاں را فربہی از دیدنِ ما
نہالش رُستہ از بالیدنِ ما

ترجمہ:۔ جہان کی قدر ہمارے دیکھنے کے سبب سے ہے۔ اس کا پودا ہمارے اُگنے سے اُگا ہے۔

تشریح لہذا یہ طے شدہ بات ہے کہ جہان کی قدر ہمارے دیکھنے کی وجہ سے ہے اگر ہم اسے نہ دیکھیں تو اس کا ہونا نہ ہونا ایک برابر ہے اس کی خوبصورتی بے معنی ہے اور اس کا وجود بے مقصد اس لئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ ہمارے سبب سے ہے اور اس کا پودا ہمارے اُگنے کی وجہ سے اُگا ہے۔

حدیثِ ناظر و منظور رازے است
دل ہر ذرّہ در عرضِ نیازے است

ترجمہ:۔ دیکھنے والے اور جسے دیکھا جا رہا ہے ان دونوں کی کہانی ایک راز ہے۔ ہر ذرّے کا دل نیاز مندی ظاہر کر رہا ہے۔

تشریح دیکھنے والے اور اپنے آپ کو دکھانے والے یعنی جسے دیکھا جا رہا ہو دونوں کی کہانی اپنی اپنی جگہ ایک راز ہے ایک ایک ذرے کے دل سے یہی نیاز مندی ظاہر ہو رہی ہے۔ کہ وہ چاہتا ہے کہ اُسے دیکھا جائے۔

تو اے شاہد مرا مشہود گرداں
ز فیضِ یک نظر موجود گرداں

ترجمہ:۔(ہر ذرّہ کہہ رہا ہے:) اے شاہد! مجھے مشہود بنا دے۔ اپنی ایک نظر کے فیض سے مجھے موجود کر دے۔

تشریح لہذا ہر ذرے کی زبان پر یہی ہے کہ اے دیکھنے والے مجھے دیکھ اور اپنی نگاہ کے فیض سے مجھے موجود بنا دے یعنی دیکھنے والے کی نظر کسی شے کے ہونے نہ ہونے کی گواہی دیتی ہے

کمالِ ذاتِ شے موجود بودن
برائے شاہدے مشہود بودن

ترجمہ:۔کسی چیز کا کمال یہ ہے کہ وہ موجود ہو۔ کسی شاہد کا کمال یہ ہے کہ کوئی اس کا مشہود بھی ہو۔

تشریح بس کسی چیز کا کمال یہی ہے کہ وہ موجود ہو۔ اور دیکھنے والے کا کمال یہ ہے کہ اس کے دیکھنے کیلئے کوئی نہ کوئی چیز موجود ہو۔ لہذا دونوں کے کمالات کی تصدیق دونوں کی موجودگی میں اور آمنے سامنے ہونے میں ہے۔

ز دانش در حضورِ ما نبودن
منوّر از شعورِ ما نبودن!

ترجمہ:۔عقل کی روشنی میں ہمارا حاضر ہونا نہ ہونا ہے۔ (جہاں کا) ہمارے شعور سے منور ہونا، نہ ہونا ہے (اگر ہمارا کوئی شاہد نہیں ہے تو پھر ہم مشہود بھی نہیں ہیں، کیونکہ ہمارا وجود تو صرف شاہد کے شہود کی وجہ سے ہے۔)

تشریح اسی طرح کسی شے کا ہونا، نہ ہونا ہے اگر وہ ہمارے شعور کی روشنی سے منور نہیں۔ یعنی ہماری نگاہ اُسے نہیں دیکھ رہی تو اس کے ہونے کی تصدیق نہیں کی جا سکتی۔

جہاں غیر از تجلّی ہائے ما نیست
کہ بے ما جلوۂ نور و صدا نیست

ترجمہ:۔ جہان ہماری تجلیوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے، کیونکہ ہمارے بغیر نور و صدا کا جلوہ نہیں ہے۔

تشریح یہ جہان ہماری ہی تجلیوں سے روشن ہے اور ہم سے ہی قائم ہے اگر ہم نہیں تو یہ جہان بھی نہیں کیونکہ اسے بنایا ہی ہمارے لئے گیا ہے۔ اور نہ ہمارے بغیر نور اور صدا کا کوئی اظہار ہے۔

تو ہم از صحبتش یاری طلب کن
نگہ را از خم و پیچش ادب کن

ترجمہ:۔تو اس (جہان) کی صحبت سے نفع حاصل کر۔اپنی نگاہ کا اس کے خم و پیچ سے ادب کر (اس کے حالات کو ملاحظہ کر)۔

تشریح اے مخاطب تو اس جہان کے ہونے سے فائدے حاصل کر اسے دیکھ اور اس کے بارے میں جان اور یہی تیری نگاہ کا ادب لحاظ اور تربیت ہے جو تیرے ذمے ہے۔

'یقیں می داں کہ شیرانِ شکاری دریں رہ خواستند از مور یاری'

ترجمہ:۔مجھ پر یقین کر کہ شکار کے ماہر شیروں نے اس (خودی کے) راستے میں چیونٹی (جہان) سے مدد چاہی ہے۔ (معرفت کے راستہ پر چلنے والے شیر دل عارفوں کے سامنے اگرچہ کائنات کی حیثیت ایک چیونٹی کی سی ہے لیکن ان لوگوں نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔)

تشریح یقین کر یہ وہ راہ ہے کہ اس میں شکار کرنے والے شیر بھی ایک چیونٹی سے مدد لے لیتے ہیں یعنی اس راستے پر بڑے چھوٹے، کمزور اور طاقت ور کا تصور بے معنی ہے۔اس لئے کہ مقصود ایک ہی ہے۔

بیاریہاے او از خود خبر گیر
تو جبریلِ امینی بال و پر گیر

ترجمہ:۔اس کی دوستی کے (طور طریقوں) سے اپنے آپ کو باخبر رکھ۔تو امانت کا جبرائیل (خودی کی امانت تیرے سینے میں) ہے تو اپنے بازو اور پر پیدا کر۔

تشریح تجھے چاہیے کہ اس کی دوستی سے خود آگاہی حاصل کرے اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی طرح بال و پر حاصل کر۔

بہ بسیاری کشا چشمِ خرد را
کہ دریابی تماشائے اَحد را

ترجمہ:۔اپنی عقل کی آنکھ کو کائنات کا مشاہدہ کر کے خوب کھول، تاکہ تو احد (رب تعالیٰ) کے جلوے ملاحظہ کر سکے (کائنات رب تعالیٰ کے وجود کی دلیل ہے، لہٰذا تو کائنات کا خوب مشاہدہ کر۔)

تشریح اپنے عقل کی آنکھ کو کھلا رکھ اور کائنات کا خوب اچھی طرح مشاہدہ کر تاکہ تو اللہ تعالیٰ کا جلوہ

دیکھ سکے۔ کیونکہ کائنات پر غور وفکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور انسان کو اپنی صلاحتیں جو قدرت کی طرف سے اسے عطیہ ہیں اُن کے جواہر بھی کھل کر سامنے آتے ہیں اور کائنات قدرت کے وجود کی دلیل بھی ہے۔

نصیبِ خود ز بوے پیرہن گیر
بہ کنعاں نکہت از مصر و یمن گیر

ترجمہ:۔ اپنا نصیب اپنے لباس کی خوشبو سے حاصل کر، کنعان میں رہ کر ملکِ یمن اور ملکِ مصر کی نکہت حاصل کر (جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کو کنعان میں ہوتے ہوئے مصر سے حضرت یوسف علیہ السلام کے پیرہن کی خوشبو پہنچ گئی تھی تو بھی ایسے ہی کائنات کا مشاہدہ کر کے رب تعالیٰ کی معرفت حاصل کر۔)

تشریح لباس کی خوشبو سے اپنا حصہ وصول کر بالکل ایسے جیسے کنعان میں رہتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام جو مصر میں موجود تھے۔ کے کرتے کی خوشبو پالی تھی۔

خودی صیّاد و نخچیرش مہ و مہر
اسیرِ بند تدبیرش مہ و مہر

ترجمہ:۔ خودی شکاری ہے اور سورج اور چاند اس کے شکار ہیں۔ چاند اور سورج تیری تدبیر کے قیدی ہیں۔

تشریح خودی شکاری ہے، سورج اور چاند کو شکار کرتی ہے لہذا یہ چاند سورج تیری تدبیر کے قیدی ہیں کہ تُو ہی ہے جو کسی کام کا آغاز اور انجام کی سوچ رکھنے والا ہے۔ اس لئے تو سرگرمِ عمل رہ۔

چو آتش خویش را اندر جہان زن! شبیخوں بر مکان و لامکاں زن!

ترجمہ:۔ (معرفتِ الٰہی کے امین!) آگ کی طرح خود کو جہان میں پھینک (اور باطل نظریات کا قلع قمع کر دے) مکان اور لامکان پر شب خون مار۔

تشریح تو اللہ کی معرفت کا امین ہے اس لئے اپنے آپ کو آگ کی طرح اس جہان میں پھینک اور اس طرح مکان و لامکاں پر شب خون مار اور باطل نظریات و باطل قوتوں کا قلع قمع کر

دے۔

✿✿✿

سوال (3)

وصالِ ممکن و واجب بہم چیست؟ حدیثِ قرب و بعد و بیش و کم چیست؟

ترجمہ:۔ ممکن (مخلوق) اور واجب (واجبُ الوجود، اللہ تعالیٰ) میں باہمی رابطہ کیا ہے؟ نزدیک اور دور کی بات کیا ہے، یہ زیادہ اور کم کیا ہے؟

تشریح مخلوق اور خالق میں باہمی رابطہ کیا ہے کم اور زیادہ کی حقیقت کیا ہے نزدیک اور دور اصل میں کیا ہے؟

جواب

سہ پہلو ایں جہانِ چون و چند است
خرد کیف و کمِ او را کمند است

ترجمہ:۔ اس چون و چند (کتنا اور کیسا) کے جہاں کے تین پہلو ہیں۔ عقل اس کے کیف و کم (اس کی کیفیت و کمیت) کے لیے کمند (پھندا) ہے۔

تشریح اس کائنات کے تین پہلو ہیں اور عقل جہان کے کم اور زیادہ معلوم کرنے والی کیلئے اس پر اپنا پھندا ڈالے ہوئے ہے۔

جہانِ طوسی و اقلیدس است ایں
پئے عقلِ زمیں فرسا بس است ایں

ترجمہ:۔ یہ جہان (نصیر الدین) طوسی (ماہر ہئیت وہندسہ) اور اقلیدس (قدیم زمانہ کا ماہر ریاضیات) کا جہان ہے۔ زمین پر گھسٹی ہوئی عقل کیلئے یہی (معلومات) کافی ہے۔

تشریح زمین پر رینگنے والی عقل کیلئے یہی جان لینا کافی ہے کہ یہ کائنات نصیر الدین طوسی (ریاضی دان) اور اقلیدس (ماہر زمانہ قدیم) کی دنیا ہے۔ کیونکہ عقل کی پرواز دلائل کے سہارے

پر ہوتی ہے اور دلائل بلند پرواز سے عاری، لہذا عقل اپنے محدود احاطے میں رہ کر صرف یہی جان سکتی ہے۔

زمانش ہم مکانش اعتباری است
زمین و آسمانش اعتباری است

ترجمہ:۔ اس جہان کا زمان اور مکان بھی فرضی ہے۔ اس کے زمین و آسمان بھی فرضی ہیں (کائنات کا رب حقیقی وجود رکھتا ہے اور اَزلی و اَبدی ہے، جبکہ باقی چیزیں صرف موجود ہیں، اور ہمیشہ رہنے والی نہیں ہیں، گویا صرف اعتباری و فرضی ہیں۔)

تشریح اس جہان کا زمان و مکاں اور زمین و آسمان فرضی اور اعتباری ہیں۔ ان کا ہونا ہمارے دیکھنے تک ہے ان میں سے کسی کو ثبات نہیں یہ سب وقتی ہیں بس ایک اللہ ہی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ ہے اور وہی حقیقی وجود رکھتا ہے باقی ہر شے موجود ہے۔

کماں را زہ کن و آماج دریاب
ز حرفم نکتۂ معراج دریاب

ترجمہ:۔ کمان میں تیر چڑھا اور نشانہ پہچان۔ میری گفتگو سے معراج کے نکتے کو سمجھ لے (رسول اللہ ﷺ کے لیے سفر معراج کے دوران زمان و مکان دونوں کالعدم ہو گئے تھے اور وہ آنکھ جھپکنے میں سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نکل گئے۔)

تشریح کمان میں تیر چڑھا اور اپنا نشانہ باندھ تا کہ تو اپنا ہدف پالے۔ میں جو کہہ رہا ہوں اسے سن اور اسی سے نکتہ معراج کو سمجھنے کی کوشش کر کہ معراج کے دوران حضور اکرم ﷺ کا آنکھ جھپکنے میں زمان و مکان کی حدود پار کر جانا اور سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نکل جانا اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے کی دلیل ہے۔

مجو مطلق دریں دیرِ مکافات
کہ مطلق نیست جز نور السموات

ترجمہ:۔ اس مکافاتِ عمل (اعمال کے انجام) والے جہان میں وجودِ مطلق کو تلاش نہ کر، کیونکہ وجودِ مطلق نورالسموات کے سوا کچھ نہیں (سورۃ نور کی آیت کریمہ کی طرف تلمیح ہے۔ اللہ نور السموات والارض ''اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔'')

تشریح اس کائنات میں جہاں اعمال کا انجام ہوتا ہے ذات مطلق کو تلاش کرنے کی کوشش نہ کر کیونکہ کوئی وجود ایسا ہے ہی نہیں جو مطلق ہو بس مطلق اللہ ہی کی ذات پاک ہے اُس کے سوا کوئی نہیں وہ خود قائم ہے اور باقی سب اُسی کی حکمت اور کرم سے موجود ہے۔ اور یہ اُس نے قرآن پاک کی سورۂ مبارکہ میں خود فرمادیا ہے۔

''اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے''

حقیقت لازوال و لامکان است
مگو دیگر کہ عالم بیکران است

ترجمہ:۔ حقیقت زوال سے محفوظ اور مکان سے مستغنی ہے۔ پھر یہ نہ کہو کہ جہان بے کنارہ ہے۔

تشریح بے شک حقیقتِ مطلق ہی لازوال اور لامکاں ہے اس لئے کائنات کے بارے میں یہ مت کہو کہ اس کا کوئی کنارہ نہیں کیونکہ صرف اور صرف اللہ ہی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ اور بے کنارہ و لامحدود ہے بس اُس کی تخلیق میں جو کچھ بھی ہے اُس کی حدود رب کائنات نے خود متعین فرمادی ہے۔

کرانِ او درون است و بروں نیست
درونش پست، بالا، کم، فزوں نیست

ترجمہ:۔ اس کی انتہا تیرے اندر ہے، تیرے باہر نہیں ہے۔ اس میں اونچ نیچ اور کم وبیش نہیں ہے۔

تشریح اس کائنات کا کنارہ تیرے اپنے اندر ہے تیرے باہر نہیں ہے اس میں پستی و بلندی اور کمی وبیشی نہیں ہے۔

درونش خالی از بالا و زیر است
ولے بیرونِ او وسعت پذیر است

ترجمہ:۔ اس کا اندر زیر (نیچے) اور بالا (اوپر) سے خالی ہے، لیکن اس کا باہر وسعت اختیار کرنے والا ہے۔

تشریح یہ کائنات اندر سے اوپر اور نیچے سے خالی ہے فکر اس کا باہر وسعت اختیار کرنے والا ہے جس کا ارشادِ قرآن مجید میں بھی ہے کہ

''اسے ہم نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور بے شک ہم اسے ہر دم وسعت دے رہے ہیں''

ابد را عقلِ ما ناساز گار است
یکی از گیر و دارِ او ہزار است

ترجمہ:۔ابد (اختتام سے محفوظ زمانہ کی حقیقت) کیلئے ہماری عقل ناساز گار ہے۔ابد ایک اکائی ہے، لیکن ہزاروں (سالوں، صدیوں) میں بٹ گئی ہے (زمانے کو تقسیم کر کے بتایا جاتا ہے اور یہ معروف عام وخاص ہے)

تشریح ابد کیا ہے ہماری عقل اسے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہے۔ابد ایک اکائی ہے لیکن ہزاروں ٹکڑوں (صدیوں) میں منقسم ہو جاتی ہے۔

چو لنگ است او سکوں را دوست دارد
نہ بیند مغز و دل بر پوست دارد

ترجمہ:۔عقل چونکہ لنگڑی (حقیقت تک پہنچنے کے قابل نہیں) ہے، وہ سکون کو دوست رکھتی ہے۔وہ مغز کو نہیں دیکھتی، اپنا دل اس کے ظاہر پر جمائے ہوئے ہے (کائنات کو تو دیکھتی ہے لیکن کائنات کے خدا کی معرفت حاصل نہیں کر پاتی۔)

تشریح عقل کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ اپنے اپاہج پن کی وجہ سے دلیلوں کے بغیر آگے قدم نہیں بڑھا سکتی اس لئے آگے بڑھنے سے کتراتی ہے اور سکون میں رہنا پسند کرتی ہے یعنی ایک ہی جگہ پڑی رہنے میں عافیت محسوس کرتی ہے جس کی وجہ سے حقیقت تک رسائی اس کے بس میں نہیں۔ویسے بھی وہ ظاہر پر ایمان رکھتی ہے اور اصل کیلئے دلائل میں الجھی رہتی ہے۔

حقیقت را چو ما صد پارہ کردیم
تمیزِ ثابت و سیارہ کردیم

ترجمہ:۔حقیقت کو جب ہم نے سوٹکڑے کر دیا تو ہم نے ساکن ومتحرک میں تمیز پیدا کی (جملہ اشیائے کائنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، سب اشیاء اشکال وافعال میں الگ الگ ہونے کے باوجود اپنے وجودِ ظہوری کے لحاظ سے ایک ہیں)۔

تشریح جب ہم نے حقیقت کو سینکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا تو ہم نے ساکن اور حرکت کرنے والی اشیا میں تمیز پیدا کر دی۔اس طرح ہر شے اپنی مختلف شکل اور مختلف اثرات رکھتی ہے

خرد در لامکاں طرحِ مکان بست

چو زنارے زماں را بر میاں بست

ترجمہ:۔ عقل نے لامکان میں مکان کی بنیاد رکھی۔ اس نے زمان کو زنار کی طرح اپنی کمر میں باندھ لیا۔

تشریح پہلے تو عقل نے لامکان کے اندر مکان کی بنیاد رکھی اور پھر زمان کو زنار کی طرح اپنے گرد باندھ لیا یوں حقیقت تک رسائی میں ناکام رہی۔

زماں را در ضمیرِ خود ندیدم

مہ و سال و شب و روز آفریدم

ترجمہ:۔ زمانے کو میں نے اپنے ضمیر میں نہ دیکھا، یوں میں نے (زمانے کو عقل کے ذریعے تقسیم کرتے ہوئے) مہینے اور سال، رات اور دن پیدا کر لئے۔

تشریح میں نے اپنے اندر زمانے کو نہ دیکھا اور اس طرح سال مہینے، رات اور دن پیدا کر لئے یعنی زمانے کو تقسیم کر لیا۔

مہ و سالت نمی ارزد بیک جو

بحرفِ "کم لبثتم" غوطہ زن شو

ترجمہ:۔ زمانے کے مہینے اور سال (اصل زمانے کے سامنے) ایک جو کے برابر قیمت نہیں رکھتے، (اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے) "کم لبثتم" (تم دنیا میں کتنی دیر ٹھہرے؟) کے حرف میں غوطہ زن ہو جا۔

(قرآن مجید میں قیامت کے حالات کے متعلق ارشاد ہوتا ہے: قال کم لبثتم فی الارض عدد سنین 'فرمایا: تم زمین میں کتنے سال ٹھہرے؟' وہ کہیں گے: لبثنا یوما او بعض یوم (ہم ایک دن یا دن کا بھی کچھ حصہ دنیا میں رہے۔) سورۃ ص، آیت نمبر ۵۵ میں ہے: (وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ) 'اور جب قیامت قائم ہوگی مجرم قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہم دنیا میں صرف ایک لحہ کے لیے ہی تو ٹھہرے تھے۔')

تشریح قرآن مجید کے الفاظ پر غور کر، زمانے کی کوئی حیثیت نہیں یہ سال مہینے ایک جو کے برابر

قیمت نہیں رکھتے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک وقت ماضی حال مستقبل میں تقسیم شدہ نہیں

بخود رس از سرِ ہنگامہ برخیز　　تو خود را در ضمیرِ خود فرو ریز

ترجمہ:۔خود تک رسائی حاصل کر، ہنگامہ کے سرے (دنیا) سے الگ ہو جا۔تو اپنے آپ کو اپنے ضمیر کے اندر ڈال۔

تشریح　دنیا کے ہنگاموں سے علیحدگی اختیار کر ان میں کھونے کی بجائے اپنے آپ تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کر اور اپنے اندر اُتر کر اپنے آپ کو تلاش کر کہ تیرا تجھے مل جانا ہی کامیابی ہے۔جبکہ دنیا تجھے تجھ سے الگ رکھنے کیلئے سرگرم عمل ہے۔

تن و جاں را دوتا گفتن کلام است
تن و جاں را دوتا دیدن حرام است

ترجمہ:۔تن اور جان کو دو کہنے پر کلام (اعتراض) ہوسکتا ہے۔تن اور جان کو دو دیکھنا حرام ہے۔
(جسم اور روح دونوں اللہ تعالیٰ کی شانِ تخلیق کے مظہر ہیں، ہم ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔اسی طرح مادہ اور انرجی کو لازم وملزوم سمجھنا چاہیئے۔)

تشریح　تن اور جان کو الگ الگ کہا تو جا سکتا ہے لیکن ان دونوں کو الگ الگ سمجھنا حرام ہے کیونکہ دونوں لازم وملزوم ہیں اور دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہونے کی دلیل ہیں۔

بجاں پوشیدہ رمزِ کائنات است
بدن حالے ز احوالِ حیات است

ترجمہ:۔جان کے اندر کائنات کی رمز پوشیدہ ہے۔بدن، احوالِ حیات میں سے ایک حال ہے (حیات اپنے ظہور کے لیے بدن کی محتاج ہے۔)

تشریح　کائنات کا راز جان کے اندر چھپا ہوا ہے اور بدن احوال حیات میں سے ہی ایک حال ہے یعنی حیات کا ظہور بدن سے ہے۔لہذا دونوں لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔

عروسِ معنی از صورت حنا بست
نمودِ خویش را پیرایہ ہا بست

ترجمہ:۔معنی (روح) کی دلہن نے صورت (بدن) کی مہندی لگائی۔اس نے اپنے ظہور کے لیے مختلف پیراہن پہنے۔

تشریح معنی کی دلہن صورت اختیار کر کے اس سے اپنا سنگھار کرتی ہے اور اپنی نمود و نمائش کیلئے طرح طرح کے لباس پہنتی ہے۔

حقیقت روے خود را پردہ باف است کہ او را لذتے در انکشاف است

ترجمہ:۔ حقیقت خود اپنے رُخِ انور کو چھپانے کے لیے پردہ بنتی ہے، کیونکہ اس کے لیے (پردہ میں رہ کر) منکشف ہونے میں لذّت ہے (روح جسم میں پوشیدہ رہ کر اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا پسند کرتی ہے۔)

تشریح حقیقت اپنے روشن اور خوبصورت چہرے کو چھپانے کیلئے خود ہی پردہ بنتی ہے اور اپنی اوٹ میں ہو جاتی ہے اس لئے کہ اس طرح پردے میں رہ کر اپنے جلوے دکھانے میں اُس کی دلکشی اور لذت میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور اُس کا روپ اور زیادہ نکھر کر سامنے آتا ہے۔

بدن را تا فرنگ از جاں جدا دید
نگاہش ملک و دیں را ہم دوتا دید

ترجمہ:۔ اہلِ مغرب نے جب جسم کو روح سے جدا سمجھا، تو ان کی نگاہ نے ملک اور دین کو بھی دو ہی دیکھا (اہل مغرب نے دین اور سیاست کو الگ الگ کر دیا، یہی ان کی اخلاقی تباہی کا سب سے بڑا سبب بنا۔)

تشریح لازم و ملزوم کو الگ الگ کر کے دیکھنے کا رواج اہل مغرب سے شروع ہوا۔ جس کی وجہ سے حقیقت ادھوری رہی اپنی پوری رعنائیوں سمیت اُن پر منکشف نہ ہو سکی یوں وہ ظاہری تارو پود میں الجھے رہے۔ اور حقیقت سے دُور ہوتے گئے جس کے تحت روح اور جسم کو جدا جدا سمجھنے کی احمقانہ سوچ نے ان کی نگاہ کو دھندلا دیا لہٰذا انہیں ملک اور دین بھی الگ الگ دکھائی دینے لگے اور یہی ان کی اخلاقی تباہی کا سبب ہے۔

کلیسا سبحۂ پطرس شمارد
کہ او با حاکمی کارے ندارد

ترجمہ:۔ گرجا پطرس کی مالا جپتا ہے، کیونکہ اسے حکومت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

تشریح گرجا صرف پطرس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک مشہور حواری) کی مالا جپتا ہے اس

لئے کہ اسے حکومت سے کوئی تعلق واسطہ نہیں۔

بکارِ حاکمی مکر و فنے بیں
تنِ بے جان و جانِ بے تنے بیں

ترجمہ:۔فرنگیوں کے مکر وفن کو ان کے طرزِ حکومت میں دفن کرو۔ بے جان تن اور بے تن جان کو دیکھو۔ (اہل مغرب کا معاشرہ مادہ پرست اور جسم بے روح ہو کر رہ گیا ہے۔)

تشریح یہی وجہ ہے کہ فرنگیوں کے ہاں حکومت مکر وفن کو اپنا وطیرہ بنائے ہوئے ہے لہذا جسم بے جان ہو گیا اور جان بے جسم یعنی اُنہوں نے دونوں کو الگ الگ دیکھنا شروع کر دیا۔

خرد را با دلِ خود ہم سفر کن
یکے بر ملّت ترکاں نظر کن

ترجمہ:۔اپنے دل کے لیے عقل کو ہم سفر بنا۔ایک دفعہ ترکوں کی ملت پر نظر کر (کہ جب وہ اپنے دین سے بیگانہ ہو گئے تو ان کی تین براعظموں تک پھیلی ہوئی سلطنت کس طرح زوال پذیر ہو گئی۔)

تشریح تو اپنی عقل کو ساتھ لیکر چل اور یوں زندگی کا سفر طے کر اس کیلئے ترک قوم کی مثال تیرے سامنے ہے کہ وہ کیسے زوال پذیر ہوئی اس کو بھی اپنی نگاہ میں رکھ۔

بہ تقلیدِ فرنگ از خود رمیدند میانِ ملک و دیں ربطے ندیدند

ترجمہ:۔وہ (ترک) اہلِ مغرب کی تقلید میں خود سے دور ہو گئے۔انہوں نے ملک اور دین میں ربط نہیں دیکھا۔

تشریح تو نے دیکھا ہے کہ ترک قوم مغرب والوں کی تقلید کرنے کے چکر میں اپنے آپ سے دور ہو گئے اُنہوں نے بھی مغربی قوموں کی طرح ملک اور دین میں ربط پر غور نہ کیا اور اس ربط کو مضبوط کرنے کی بجائے توڑ دیا۔

'یکی' را آں چناں صد پارہ دیدیم
عدد بہرِ شمارش آفریدیم

ترجمہ:۔وحدت (اکائی) کو ہم نے اس طرح سینکڑوں ٹکڑوں میں دیکھا کہ ان کو شمار کرنے کیلئے ہم نے عدد پیدا کر لئے (ہم نے وحدت کو پارہ پارہ کر دیا)۔

تشریح ہم نے وحدت کو اس طرح سینکڑوں ٹکڑوں میں دیکھا ہے کہ ان ٹکڑوں کو شمار کرنے کیلئے ہم نے اعداد ایجاد کر لئے۔

کہن دیرے کہ بینی مشتِ خاک است
دمے از سرگذشتِ ذاتِ پاک است

ترجمہ:۔ یہ پرانا جہان یا زمانہ جسے تو دیکھ رہا ہے، مٹی کی ایک مٹھی ہے۔ یہ جہان اس ذات پاک کے سامنے ایک لمحہ ہے۔

تشریح یہ پرانی کائنات جو تیری آنکھوں کے سامنے ہے، خاک کی ایک مُٹھی ہے مگر یہ کائنات اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سامنے ایک لمحہ ہے۔ وہ لمحہ جو نہایت طویل ہونے کے باوجود ماضی حال اور مستقبل میں تقسیم نہیں بلکہ آنِ واحد ہے۔

حکیماں مردہ را صورت نگار اند!
یدِ موسیٰ دمِ عیسیٰ ندارند!

ترجمہ:۔ حکماء مردوں کیلئے صورت نگار ہیں۔ وہ یدِ موسیٰ اور دم عیسیٰ نہیں رکھتے۔

تشریح فلاسفر مردوں کو سجانے بنانے۔ کے سوا اور کچھ نہیں کرتے رہے کیونکہ نہ تو ان کے پاس ید بیضا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ جلا ہوا ہاتھ جسے آپ بطور معجزہ بغل میں لے جا کر نکالتے تھے تو وہ آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا تھا۔ اور نہ ہی دم عیسیٰ علیہ السلام جو مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔

دریں حکمت دلم چیزے ندید است
برائے حکمتِ دیگر تپید است

ترجمہ:۔ میرے دل نے اس (فرنگی) حکمت میں کوئی (قابلِ فائدہ) چیز نہیں دیکھی، (اس لئے) وہ کسی اور حکمت کیلئے تڑپا۔

تشریح اس میں کوئی ایسی حکمت نہیں جو سود مند ثابت ہو اس لئے وہ کسی اور حکمت و دانش کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اور تڑپ رہا ہے۔

من ایں گویم جہاں در انقلاب است
درونش زندہ و در پیچ و تاب است

ترجمہ:۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ جہان مسلسل انقلاب کی حالت میں ہے۔اس کا اندر زندہ ہے اور وہ بے قرار ہے۔

تشریح اس جہان کا تسلسل یہ واضح کرتا ہے اور میرا کہنا بھی یہی ہے کہ یہ جہان لگا تار انقلاب کی حالت سے گزر رہا ہے۔ کیونکہ اس کا ضمیر زندہ ہے اور وہ بے قرار ہے جو میرے کہے کی تصدیق کرتا ہے۔

ز اعداد و شمار خویش بگذر
یکے در خود نظر کن پیش بگذر

ترجمہ:۔اپنے اعداد و شمار سے گزر جا۔ایک بار اپنے اندر نظر کر اور آگے گزر جا۔

تشریح اپنے اعداد و شمار تک ہی نہ رُک جا بلکہ ان سے آگے گزر جا۔ کہ یہ تیرا مقام نہیں بس اپنے اندر ایک نگاہ ڈال اور پھر آگے گزر جا کیونکہ تیری منزل اور مقصد کچھ اور ہے۔

دراں عالم کہ جزو از کل فزون است
قیاسِ رازی و طوسی جنون است

ترجمہ:۔اس جہان میں کہ جہاں جز، کل سے بڑھ کر ہے، امام فخر الدین رازی اور نصیر الدین طوسی کے (عقلی اور فکری) قیاسات، جنون (پاگل پن) کی حیثیت رکھتے ہیں۔

تشریح یہ وہ جہان ہے جہاں جز کل سے زیادہ گراں قدر اور بڑھ کر ہے۔اس لئے امام فخر الدین رازی اور نصیر الدین طوسی کے عقلی اندازہ اور فکری قیاس کو پاگل پن ہی کہا جا سکتا ہے۔ یہاں جُز سے مراد انسان ہے کل سے مراد کائنات۔

زمانے با ارسطو آشنا باش
دمے با سازِ بیکن ہم نوا باش

ترجمہ:۔ایک وقت کیلئے یونان کے ارسطو سے آشنا ہو جا۔ایک لمحے کے لیے یورپ کے بیکن کے ساز کے ساتھ ہم نوا ہو جا۔

تشریح خواہ تھوڑی سی دیر کیلئے ہی سہی یونانی فلاسفر ارسطو سے دوستی کر لے اور کچھ وقت کیلئے یورپی بیکن کے ساز کے ساتھ آواز ملا لے۔ لیکن یہ تھوڑی دیر کیلئے کیونکہ تجھے ان سے بہت آگے نکلنا ہے۔

ولیکن از مقامِ شاں گذر کن
مشو گم اندریں منزل، سفر کن

ترجمہ:۔لیکن ان کے مقام سے گزر جا، اس منزل میں گم نہ ہو، اس سے سفر اختیار کر۔

تشریح لہذا تو ان کے مقام سے آگے گزر جا کیونکہ یہ تیری منزل کبھی نہ تھی اور اب بھی نہیں اس لئے اپنا سفر ہر حال میں جاری رکھ۔

بآں عقلے کہ داند بیش و کم را
شناسد اندرونِ کان و یم را

ترجمہ:۔اس عقل کی بدولت (جہان کو مسخر کرلے) جو بیش و کم (نفع و نقصان) کو جانتی ہے، جو سمندر اور کان کے اندر جو کچھ ہے اس کو پہچانتی ہے

تشریح عقل جو کم اور زیادہ کو جانتی ہے اور سمندروں اور کانوں کے اندر چھپے ہوئے خزانوں کو پہچانتی ہے وہ تیرے پاس ہے اس کی مدد سے اس جہان کو اپنے تابع کرلے اور اسے اپنی مرضی سے چلا۔

جہانِ چند و چوں زیرِ نگیں کن
بگردوں ماہ و پرویں را مکیں کن

ترجمہ:(اس عقل کی بدولت) چند و چوں کے اس جہان کو مسخر کرلے۔ چاند اور پروین ستاروں کو ساکن کردے۔

تشریح چاند اور انتہائی بلندی پر حرکت کرنے والے ستاروں کی باگ اپنے ہاتھ میں لے اُن کو ساکن کردے اور اس جہان کی کتنا اور کیسے کی منزل کو سر کرلے کہ تجھے اس کو اپنے تابع کرنا ہے۔

ولیکن حکمتِ دیگر بیاموز
رہاں خود را ازیں مکرِ شب و روز

ترجمہ:۔لیکن حکمت کوئی اور سیکھ اور شب و روز کے مکر سے خود کو رہا کر۔

تشریح لیکن اس میں یہ ضروری ہے کہ جو اور حکمت ہے اُسے بھی سیکھ اور اپنے کام میں لا اور یہ جو رات اور دن کے آنے جانے کا فریب ہے اپنے آپ کو اس فریب سے رہائی دے کہ تو

ان سب سے ماوراہے۔

مقامِ تو بروں از روزگار است　　　طلب کن آں یمیں کو بے یسار است

ترجمہ:۔ تیرا مقام تو زمانے سے باہر ہے۔ قدرت کے اس دائیں ہاتھ کو طلب کر جس کا بایاں نہیں ہے۔

(اس حدیث مبارکہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب کوئی صدقہ کرتا ہے کہ تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول فرماتا ہےاوراس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔)

تشریح　رات اوردن زمانے سے باہرنہیں اور تیرا مقام زمانے سے ماوراہے۔تو زمانے کی چالوں کا پابندنہیں اس لئے اللہ تعالیٰ سے دایاں ہاتھ طلب کر کہ اُس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں ۔یعنی اپنی صلاحیتوں کو اُجاگر کراوراپنے مقام کو حاصل کر۔

سوال (4)

قدیم و محدث از ہم چوں جُدا شد　　　کہ ایں عالم شد آں دیگر خُدا شد

اگر معروف و عارف ذاتِ پاک است　　　چہ سودا در سرِ ایں مشتِ خاک است

ترجمہ:۔قدیم اورحادث ایک دوسرے سے کیسے جدا ہو گئے؟ کہ یہ عالم ہو گیااوروہ خدا ہو گیا۔

ترجمہ:۔اگر عارف اورمعروف (وہی) ذاتِ پاک ہےتو پھر مٹھی بھر خاک (انسان) کے سر میں کونسا سودا (بیماریٔ عشق) سما گیا ہے؟

تشریح　قدیم اور نیا ایک دوسرے سے کیسے الگ ہوئے کہ نیا پیدا ہونے والا تو جہان بن گیا اور قدیم وہی رہا جو ہے وہ ذات پاک جو ہمیشہ ہمیشہ سے ہے خالقِ کائنات۔اگر عرفان رکھنے والا اور جس کا عرفان رکھا جائے وہ ایک ہی ذات پاک ہےتو پھراس انسان جو ایک مٹھی بھر خاک سے وجود میں آیا ہےاس کے سر میں کون سا سودا (اللہ سے عشق) سما گیا ہے۔

جواب

خودی را زندگی ایجادِ غیر است
فراقِ عارف و معروف خیر است

ترجمہ:۔اپنے غیر کو ایجاد کرنا ہی خودی کی زندگی ہے۔عارف اور معروف کا فراق خیر ہی خیر ہے۔ (اللہ تعالٰی نے اپنے ظہور و پہچان کے لیے یہ کائنات جو اس کا غیر ہے پیدا کر دی۔)

تشریح تخلیق کرنا یعنی اپنے علاوہ کو پیدا کرنا خودی کی زندگی کا تقاضا ہے۔لہذا عارف اور معروف کا الگ ہونا اور جدا رہنا خیر کا باعث ہے۔اس میں ہر پہلو سے خیر ہے۔اسی لئے ربِ کائنات نے جہان کو پیدا فرمایا اور اس کے ذریعے اپنے اوصاف اور اپنی قدرت کی شان و شوکت کا ظہور فرمایا۔

قدیم و محدثِ ما از شمار است
شمارِ ما طلسمِ روزگار است

ترجمہ:۔ ہمارا قدیم اور حادث ہمارے شمار کی وجہ سے ہے (قدیم نے خود ہی حادث کو پیدا کیا ہے، حادث قدیم ہی کی جلوہ گری لئے ہوئے ہے) ہماری گنتی زمانے کا طلسم ہے۔

تشریح ہمارا قدیم اور نیا ہمارے اپنے شمار کی وجہ سے ہے یعنی ہم اپنی سہولت کیلئے شمار کرتے ہیں اور یہ گنتی زمانے کا جادو ہے ورنہ قدیم نے خود ہی حادث کو پیدا کیا یعنی قدیم و جدید کے خانے ہمارے اپنے وضع کردہ ہیں جو ہم نے اپنی سہولت کیلئے بنا رکھے ہیں۔

دمادم دوش و فردا می شماریم
بہ ہست و بود و باشد کار داریم

ترجمہ:۔ہم مسلسل ماضی اور مستقبل کو گنتے رہتے ہیں۔ہم اس بات سے کام رکھتے ہیں کہ یہ ہے، یہ تھا اور یہ ہوگا (ہم زمانے کی نہیں بلکہ ماضی، حال اور مستقبل کی بات کرتے ہیں۔)

تشریح اسی لئے ہم لگاتار اپنے گزرے ہوئے لمحات اور اپنے آنے والے لمحوں کو گنتے رہتے ہیں اور یوں ہم زمانے کو تقسیم کرنے میں لگے رہتے ہیں کہ یہ ہے، یہ تھا اور یہ ہوگا، ماضی حال مستقبل میں۔

ازو خود را بریدن فطرتِ ماست
تپیدن نارسیدن فطرتِ ماست

ترجمہ:۔ خودکو اس سے جدا کرنا ہماری فطرت ہے (ہم مخلوق ہیں اور وہ خالق ہے۔) تڑپنا اور اصل تک نہ پہنچنا ہماری فطرت ہے۔

تشریح لہذا ہم خودکو اپنے اللہ سے جو ہمارا خالق ہے جدار کھتے ہیں اور اُس کے عشق میں تڑپنا اور اُس تک نہ پہنچنا جو ہمارا حقیقی مقصود ہے ہماری فطرت ہے۔

نہ ما را در فراقِ او عیارے
نہ او را بے وصالِ ما قرارے

ترجمہ:۔ نہ اس کے فراق میں ہمارا کوئی معیار ہے اور اس کی رضا بھی ہمارا وصال ہی ہے۔

تشریح نہ تو اُسکے ہمارے فراق سے ہم میں اور ہماری قدر و قیمت میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے اور نہ ہی ہمارے وصال سے اُس کو قرار حاصل ہوتا ہے۔

نہ او بے ما نہ ما بے او! چہ حال است
فراقِ ما فراق اندر وصال است

ترجمہ:۔ نہ وہ ہمارے بغیر اور نہ ہم اس کے بغیر، یہ کیا حال ہے؟ ہمارا فراق وصال کے اندر بھی فراق ہی ہے۔

(وہ خدا ہے ہم بندے ہیں، دونوں الگ الگ ہیں لیکن ہم اس کی صفات کی جلوہ گری ہیں۔ خدا خدا ہے اور بندہ بندہ۔ نہ بندہ ارتقاء کر کے خدا بن سکتا ہے اور نہ خدا تنزل کر کے بندہ بن سکتا ہے۔)

تشریح کیا عجیب صورت حال ہے کہ نہ وہ ہمارے بغیر اور نہ ہم اُس کے بغیر، لہذا ہمارے فراق کے اندر بھی وصال ہی ہے یعنی ہمارے الگ الگ ہونے میں ہی ہمارا وصال پنہاں ہے

جُدائی خاک را بخشد نگاہے
دہد سرمایۂ کوہے بکاہے

ترجمہ:۔ جدائی خاک کو نگاہ بخش دیتی ہے۔ یہ جدائی ایک تنکے کو پہاڑ کا سا سرمایہ عطا کر دیتی ہے۔

تشریح جدائی میں خاصیت ہے کہ وہ خاک یعنی آدم کو دیکھنے کی قوت عطا کر دیتی ہے اور اس تنکے

(آدم) کو پہاڑ جیسی شان و شوکت بخش دیتی ہے۔ (چونکہ جدائی تحریک پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہے اور تحریک کوشش پر اُکساتے ہوئے کامیابی کی راہ تلاش کرنے کا ذریعہ بنتی ہے)

جدائی عشق را آئینہ دار است
جُدائی عاشقاں را سازگار است

ترجمہ:۔ جدائی عشق کا آئینہ ہے۔ جدائی عاشقوں کے لیے موافق ہے۔

تشریح چونکہ جدائی عشق کا آئینہ ہے یعنی عشق پیدا کرنے اور اس میں شدت اور تحریک پیدا کرنے کا سبب ہے اس لئے جدائی عاشقوں کو بہت راس آتی ہے۔

اگر ما زندہ ایم از دردمندی است
دگر پایندہ ایم از درد مندی است

ترجمہ:۔ اگر ہم زندہ ہیں تو دردمندی (عشق کے سوز و گداز) کی وجہ سے ہی تو زندہ ہیں۔ اگر ہم پائندہ ہیں تو دردمندی (سوزِ عشق) کی وجہ سے ہی پائندہ ہیں۔

تشریح ہماری زندگی کا دارومدار دردمندی اور عشق کے سوز و گداز ہی پر ہے۔ لہذا ہم اسی کے سبب زندہ ہیں اور اسی کی وجہ سے ہمیں پائندگی حاصل ہے۔

من و او چیست؟ اسرار الٰہی است
من و او بر دوامِ ما گواہی است

ترجمہ:۔ ''من'' (میں) اور ''او'' (وہ) کیا ہے؟ یہ اسرارِ الٰہی ہی تو ہیں۔ ''من'' اور ''او'' ہماری ہمیشگی پر گواہی دے رہے ہیں۔

تشریح میں اور وہ کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کے راز ہی تو ہیں میں اور وہ یعنی ہمارا الگ الگ ہونا ہی ہماری ہمشیگی کا ثبوت اور ہمارے دوام کی گواہی ہے۔

بخلوت ہم بجلوت نورِ ذات است
میانِ انجمن بودن حیات است

ترجمہ:۔ خلوت میں بھی ذات کا نور ہے اور جلوت میں بھی۔ انجمن میں ہونا ہی تو زندگی کہلاتا ہے۔

تشریح وہ ذات پاک ہر پل ہر جگہ موجود ہے خلوت اور جلوت اُسی کے نور سے روشن ہیں۔ اور

انجمن میں ہونا ہی زندگی ہے کیونکہ ہر دوسرا ہر پہلے کے ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔

محبّت دیدہ ور بے انجمن نیست
محبّت خودنگر بے انجمن نیست

ترجمہ:۔ انجمن کے بغیر محبت نظارہ سے محروم ہے۔ انجمن کے بغیر محبت خود اپنا نظارہ کرنے سے بھی محروم ہے۔

تشریح اس لئے انجمن کے بغیر محبت نہ تو اپنے آپ کو دیکھ سکتی ہے اور نہ ہی کسی دوسرے کو اور ایسی صورت میں خود محبت کا ہونا بھی نہ ہونا ہے۔ کیونکہ اُسے ثابت کرنے والا کوئی نہیں۔ لہذا اُسے خود کو ثابت کرنے کیلئے جلوت (انجمن) پیدا کرنا ہوگی۔

بہ بزمِ ما تجلّی ہاست بنگر
جہاں ناپید و او پیداست بنگر

ترجمہ:۔ دیکھ! ہماری بزم تجلیوں سے بھرپور ہے۔ دیکھ! جہان نہیں ہے، لیکن ہماری بزم ہے۔

تشریح دیکھ ہماری محفل صرف اور صرف اُسی کی تجلیوں سے بھری ہوئی ہے دیکھ جہاں موجود نہیں ہے صرف وہی موجود ہے دیکھ! اُس کے سوا کچھ موجود نہیں۔

در و دیوار و شہر و کاخ و کو نیست
کہ اینجا ہیچ کس جز ما و او نیست

ترجمہ:۔ در و دیوار، شہر اور محل اور محلے (جملہ اشیائے جہان) نہیں ہیں، کیونکہ یہاں ہمارے اور اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔

(یا تو خالق حقیقی ہے یا اس کی تجلیات کے حسن سے موجود ہونے والے ہم، باقی سب کچھ ناپید ہے۔)

تشریح نہ کوئی شہر موجود ہے نہ ہی در و دیوار اور نہ ہی محل اور محلے، یہاں وہ ہے جو خالق حقیقی اور ہم سب کا رب ہے اور ہم۔ جو اُس کی تجلیات کے حُسن سے موجود ہیں اس کے علاوہ باقی کچھ موجود نہیں۔

گہے خود را ز ما بیگانہ سازد
گہے ما را چو سازے می نوازد

ترجمہ:۔ وہ (خالقِ حقیقی) کبھی خود کو ''ما'' (مخلوق) سے بیگانہ بنا لیتا ہے اور کبھی (خالق) ''ما''

(مخلوق) کو ساز کی طرح بجاتا ہے (اپنی معرفت عطا فرما دیتا ہے۔)

تشریح وہ خالق حقیقی جو قادر مطلق ہے کبھی وہ خود کو اپنی مخلوق سے بیگانہ بنالیتا ہے۔ اور کبھی اپنی مخلوق کو اپنی معرفت عطا فرما دیتا ہے۔ اور ہمیں ساز بنا کر ہم میں سے اپنے نغمے پیدا کرتا ہے۔

گہے از سنگ تصویرش تراشیم
گہے نادیدہ بروے سجدہ پاشیم

ترجمہ:۔ کبھی تو مخلوق (کافر و مشرک لوگ) پتھر سے اس کی تصویر بناتے ہیں۔ کبھی اسے دیکھے بغیر اس پر سجدے نچھاور کرتے ہیں جیسا کہ مسلمان)۔

تشریح کبھی تو اُس کی مخلوق میں سے کچھ جو کافر و مشرک ہیں پتھر سے اُس کی تصوراتی تصویر بناتے ہیں۔ اور اُس بت کی پوجا کرتے ہیں۔

کبھی خلق خدا اُسے دیکھے بغیر اُس پر سجدے نچھاور کرتی ہے اُسے ایک مانتی ہے جیسا کہ مسلمان۔

گہے ہر پردۂ فطرت دریدیم
جمالِ یار بے باکانہ دیدیم

ترجمہ:۔ کبھی ہم نے فطرت کا ہر پردہ چاک کر دیا اور یار کے جمال کو بیباکانہ دیکھا۔

تشریح کبھی ہمیں یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ ہم نے فطرت کے تمام پردوں کو چاک کر ڈالا اور بغیر کسی ڈر خوف کے محبوب حقیقی کے جمال کا نظارہ کیا۔

چہ سودا در سرِ ایں مشتِ خاک است؟
ازیں سودا درونش تابناک است

ترجمہ:۔ یہ کیا سودا (بیماریٔ عشق) ہے جو خاک کی مٹھی (انسان) کے سر میں ہے؟ اسی سودا (بیماری) سے اس کا اندر تابناک ہے۔

تشریح یہ عشق کی علت جو ہم میں موجود ہے جیسی بھی ہے ہمارے لئے نہایت سازگار اور فرحت بخش ہے۔ اسی کی وجہ سے محبوب حقیقی کے نور نے ہمارے سینوں کو روشن کیا ہوا ہے۔

چہ خوش سودا کہ نالد از فراقش

لیکن نہم بالد از فراقش

ترجمہ:۔ اس کے فراق میں نالے بلند کرنے والا سودا (عشق) کیسا خوبصورت سودا ہے۔ یہ سودا نالے بھی بلند کرتا ہے اور فراق میں بڑھ بھی رہا ہے۔

تشریح اس کی جدائی میں فریاد کرنے والا روگ کتنا خوبصورت ہے۔ جو انسان کو فریاد کی لذت بھی عطا کرتا ہے اور اس کو نئی نئی منزلوں اور ترقی کی راہوں سے آشنا بھی کرتا ہے۔

فراق او چناں صاحب نظر کرد
کہ شامِ خویش را بر خود سحر کرد

ترجمہ:۔ اس کے فراق نے ایسا صاحبِ نظر کیا کہ اس نے اپنی شام کو خود پر سحر کر لیا۔

تشریح اس محبوب حقیقی کے فراق نے ایسا صاحب نظر بنا دیا کہ اس نے اپنی شام سے ہی اپنے لئے صبح پیدا کر لی۔

خودی را درد مند امتحاں ساخت
غمِ دیرینہ را عیشِ جواں ساخت

ترجمہ:۔ اس نے امتحان کے درد کے علاج کے لیے خودی کو چنا ہے۔ اس نے پرانے غم کو تازہ اور شاداب کر کے عیش بنا دیا ہے۔

تشریح خودی کو فراق کے امتحان میں ڈالا گیا اور یوں اس میں دردمندی (سوزِ عشق) پیدا کی گئی پھر اس نے پرانے غم کو تازہ کر کے عیش میں تبدیل کر دیا۔ یعنی انسان کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو فراق سے تحریک بخشی گئی جو ظاہر ہوئیں اور اپنے زورِ بازو پر کائنات کو تسخیر کیا ۔اور نئی نئی چیزیں دریافت کیں۔

گہرہا سلک سلک از چشمِ تر برد
ز نخلِ ماتمے شیریں ثمر برد

ترجمہ:۔ (خودی نے) تر آنکھوں سے موتیوں کے بہت سے ہار لیے۔ ماتمی درخت (مردے کے تابوت کے چاروں طرف اگائے جانے والے درخت) سے میٹھا پھل لیا۔

تشریح خودی کا کمال تھا کہ اس نے تر آنکھوں سے قیمتی موتیوں کے ہار پروئے اور ماتمی درخت

سے میٹھا پھل حاصل کیا یعنی آنسوؤں کو موتیوں میں تبدیل کر دیا۔

خودی را تنگ در آغوش کردن فنا را با بقا ہم دوش کردن

ترجمہ:۔خودی کو اپنی آغوش میں لینا، فنا کو بقا کے برابر قرار دینا ہے۔

تشریح خودی کو مکمل طور پر اپنا لینا اور اسکی پرورش کرنا بالکل ایسے ہی ہے جیسے فنا اور بقا یعنی ہونے نہ ہونے کو برابر قرار دینا۔

محبت؟ در گرہ بستن مقامات

محبت؟ در گذشتن از نہایات

ترجمہ:۔محبت کیا ہے؟ یہی نا کہ مقامات کو گرہ میں باندھ لیا جائے۔محبت کیا ہے؟ یہی نہ کہ نہایات سے گزرا جائے۔

تشریح محبت کیا ہے؟ مقامات کو اپنی گرہ میں باندھ لینا اور نہایات سے گزر جانا یعنی محبت کا کوئی مقام نہیں اور کوئی انتہا نہیں ہوتی۔

محبت ذوقِ انجامے ندارد

طلوعِ صبحِ او شامے ندارد

ترجمہ:۔محبت انجام کا ذوق نہیں رکھتی۔اس کی صبح کا طلوع کوئی شام نہیں رکھتا۔

تشریح محبت کو انجام کی کوئی فکر نہیں ہوتی اس لئے محبت کا کیا انجام ہو یہ اس کی پرواہ نہیں کرتی محبت کی صبح کی شام نہیں ہے، کیونکہ اس کا انجام نہیں اور نہ ہی اس کی انتہا۔

براہش چوں خرد پیچ و خمے ہست

جہانے در فروغِ یکدمے ہست

ترجمہ:۔اس (محبت) کے راستے میں عقل کی طرح پیچ وخم ہیں۔اس کے ایک دم کے فروغ میں ایک جہان ہوتا ہے۔

تشریح اگر چہ محبت کے راستے بھی عقل کی طرح ہی پُر پیچ اور دشوار گزار ہیں مگر اس کا جہان ایسی چمک دمک رکھتا ہے جو ایک دم ظاہر ہوتی ہے۔

ہزاراں عالم افتد در رہِ ما

بپایاں کے رسد جولانگہِ ما

ترجمہ:۔ ہزاروں جہان ہمارے راستے میں پڑتے ہیں۔ ہمارے سفر کا جہاں کیسے طے ہوسکتا ہے؟

تشریح ہمارے راستے میں ہزاروں جہان پڑتے ہیں اس لیے نہ تو ہماری کوشش ختم ہو سکتی ہے اور نہ ہی ہمارا سفر طے ہوسکتا ہے۔

مسافر! جاوداں زی جاوداں میر

جہانے را کہ پیش آید فراگیر

ترجمہ:۔اے مسافر! تو ہمیشہ جی اور ہمیشہ مر۔! جو جہان بھی سامنے آئے اس کی تسخیر کر لے۔

تشریح لہٰذا اے مسافر تجھے ہمیشہ جینا ہوگا اور ہمیشہ مرنا ہوگا اور جو جہان بھی تیرے راستے میں تیرے سامنے آئے اُسے تسخیر کر لے اور آگے گزر جا۔ کیونکہ اگلا جہان بھی تیرے تابع ہونے کا منتظر ہے۔(مراد یہ کہ ایک جہان میں مرنا دوسرے جہان میں زندگی ہے)

بہ بحرش گم شدن انجامِ ما نیست

اگر او را تو درگیری فنا نیست

ترجمہ:۔ ہمارا انجام یہ نہیں کہ ہم اس کے سمندر میں گم ہو جائیں۔ اگر تو سمندر کو خود میں لے لے تو یہ فنا نہیں ہے۔

تشریح مالک کائنات کے سمندر میں گم ہو جانا ہمارا انجام نہیں ہے اس لیے تو اس سمندر کو اپنا لے اور اپنے لئے فنا کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دے۔

خودی اندر خودی گنجد محال است! خودی را عینِ خود بودن کمال است!

ترجمہ:۔خودی کا خودی میں سمانا محال ہے۔خودی کا کمال اپنے عین (ظاہر) ہونے میں ہے۔

تشریح خودی کا خودی میں سما جانا محال ہے اس کا اپنے آپ بننا ہی اس کا کمال ہے یعنی کوئی دوسری شے خودی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی خودی کو پیدا کر سکتی ہے۔خودی خود ہی ہے۔

✿✿✿

سوال (5)

کہ من باشم مرا از 'من' خبر کن چہ معنی دارد 'اندر خود سفر کن؟'

ترجمہ:۔ (اے شیخ!) میں کون ہوں؟ مجھے ''من'' سے باخبر کر۔اس جملہ کے کیا معنی ہیں: (اندر خود سفر کن) ''اپنے اندر سفر کر۔''؟

تشریح میں کون ہوں؟ مجھے ''میں'' سے باخبر کر، اپنے اندر سفر کرنے کے کیا معنی ہیں۔ میں اپنے بارے میں جاننے کے لیے بے تاب ہوں!

جواب

خودی تعویذ حفظِ کائنات است
نخستیں پرتوِ ذاتش حیات است

ترجمہ:۔خودی کائنات کی حفاظت کا تعویذ ہے، خودی کی ذات کا پہلا عکس زندگی ہے۔

تشریح خودی وہ تعویز ہے جو کائنات کی حفاظت کے لیے ہے خودی کا پہلا عکس زندگی ہے اور زندگی کی موجودگی کائنات کے تحفظ کی ضمانت ہے کیونکہ کائنات زندگی کے لیے ہے اور زندگی انسان سے اور انسان خودی سے ہے۔

حیات از خوابِ خوش بیدار گردد
درونش چوں یکی بسیار گردد

ترجمہ:۔زندگی میٹھی نیند سے جاگی۔اس کے اندر کی اکائی بسیار کی شکل میں آگئی (خدائے واحد نے کائنات کی تخلیق کی، یوں کائنات رب تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن گئی۔)

تشریح جب زندگی کے اندر وحدت نے کثرت کی شکل اختیار کی تو زندگی اپنی میٹھی اور گہری نیند سے بیدار ہوئی۔کائنات اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہے۔

نہ او را بے نمودِ ما کشودے
نہ ما را بے کشودِ او نمودے

ترجمہ:۔ نہ ہماری نمود کے بغیر اس کا کشود ہوسکتا ہے اور نہ اس کی کشود کے بغیر ہماری نمود ہوسکتی ہے۔

تشریح جس طرح ہماری نمو کے بغیر اُس کی صفات کا اظہار نہیں ہوسکتا اُسی طرح اس کے اظہار کے بغیر ہماری نمو ممکن نہیں لہٰذا مالک کائنات نے اسے اسی طرح ترتیب دیا۔

ضمیرش بحرِ ناپیدا کنارے
دلِ ہر قطرہ موج بیقرارے

ترجمہ:۔ اس کا ضمیر ایک بے کنار سمندر ہے۔ سمندر کے ہر قطرے کا دل ایک بے قرار موج ہے۔

تشریح لہٰذا خودی کا ضمیر ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں اور اس سمندر کا کمال یہ ہے کہ اس کے ہر قطرے کے دل میں ایک بے قرار موج ہے اور یہی بے قراری اس کی زندگی ہے۔

سرو برگِ شکیبائی ندارد
بجز افراد پیدائی ندارد

ترجمہ:۔ (خودی) صبر وقرار نہیں رکھتی (ہر وقت ظہور چاہتی ہے۔) خودی افراد کے بغیر ظاہر نہیں ہو سکتی۔

تشریح خودی میں صبر وقرار نہیں یہ ہر وقت اپنے کو ظاہر کے لیے بے چین رہتی ہے البتہ خودی کا اظہار افراد کے علاوہ اور کسی شے میں نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ خودی زندگی ہے اور زندگی انسان سے عبارت۔

حیات آتش خودی ہا چوں شرر ہا
چو انجم ثابت و اندر سفر ہا

ترجمہ:۔ زندگی آگ ہے، (اور انسانوں کی) خودی شراروں کی طرح ہے۔ وہ ستاروں کی طرح ساکن ہے اور سفروں میں بھی ہے۔

تشریح زندگی آگ ہے اور انسانوں کی خودی شرارے لہٰذا زندگی اور خودی ایک ہی چیز کے دو پہلو ہیں۔ یہ شرارے کبھی تو ستاروں کی طرح ساکن ہوتے ہیں اور کبھی سفر میں۔ مراد یہ کہ خودی کی تبدیلی سے انسان کی تبدیلی بندھی ہوئی ہے۔

ز خود نارفتہ بیروں غیربین است
میانِ انجمن خلوت نشین است

ترجمہ:۔ زندگی اپنے مقام سے گزرے بغیر دوسروں کو دیکھ رہی ہے۔ انجمن میں ہوتے ہوئے بھی خلوت نشین ہے۔

تشریح زندگی اپنے مقام پر رہتے ہوئے دوسروں کو دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ کیونکہ اس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اس لیے یہ انجمن میں ہوتے ہوئے بھی اپنی مرکزیت کے حوالے سے اپنی تنہائی میں رہتی ہے۔

یکے بنگر بخود و پیچدن او
ز خاکِ پے سپر بالیدنِ او

ترجمہ:۔ خود سے اس (حیات) کا ایک بار لپٹنا تو دیکھ۔ پاؤں میں مسلی ہوئی مٹی سے اس کا باہر آنا تو دیکھ۔

تشریح اے شخص ذرا اس زندگی کا اپنے آپ سے لپٹنے کا انداز تو دیکھ یہ زندگی کس طرح مسلی ہوئی خاک سے اُبھرتی ہے اور نشو ونما پاتی ہے کہ یہ تیرے سوچنے سمجھنے اور زندگی کے ساتھ مربوط رہنے کے لیے ضروری ہے۔

نہاں از دیدہ ہا در ہاے و ہوے
دمادم جستجوے رنگ و بوے

ترجمہ:۔ اگرچہ وہ (حیات) ہماری آنکھوں سے چھپی ہوئی ہے، لیکن رنگ و بو کی مسلسل جستجو اس میں موجود ہے۔

تشریح اگرچہ ہم زندگی کو ویسے نہیں دیکھ سکتے جس طرح ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں لیکن زندگی اپنا کام بڑے احسن انداز میں سرانجام دیتی جارہی ہے اور مسلسل رنگ و بو کی تلاش میں لگی رہتی ہے یعنی جہد مسلسل کی عادی ہے۔

ز سوزِ اندروں در جست و خیز است
بآئینے کہ با خود در ستیز است

ترجمہ:۔ اندرونی جلن کے سبب ہمیشہ جستجو اور عمل میں مگن رہتی ہے۔ یوں وہ خود سے ہی مصروف

جنگ رہتی ہے۔

تشریح زندگی چونکہ آگ ہے اس لیے اپنے اندر کی جلن کے سبب اسے تلاش اور عمل میں ہر لمحہ، ہر پل مگن رہنا ہوتا ہے اور اس کی یہی مسلسل کوشش اس کی لگاتار مصروفیت کا سبب ہے اور یوں وہ خود سے برسرِ پیکار رہتی ہے۔

جہاں را از ستیزِ او نظامے
کفِ خاک از ستیز آئینہ فامے

ترجمہ:۔اس (زندگی) کی جنگ کی بدولت ہی تو جہان کا نظام قائم ہے۔ مٹھی بھر خاک (انسان) اس کی جنگ کی بدولت ہی تو آئینہ فام ہو جاتی ہے۔

تشریح زندگی کی مسلسل جدوجہد ہی کی وجہ سے اس جہات کا نظام قائم ہے اور اپنی اپنی رفتار سے چل رہا ہے۔ یہ زندگی اپنے کرشمے سے مٹھی بھر خاک یعنی انسان کی خاک میں آئینے کی طرح چمک پیدا کر دیتی ہے۔

نریزد جز خودی از پرتوِ او
نخیزد جز گہر اندر زوِ او!

ترجمہ:۔حیات کے پرَتو سے خودی کے سوا کچھ نہیں ٹپکتا۔ اس کے دریا سے موتی کے سوا کچھ نہیں ابھرتا۔

تشریح زندگی آگ اور خودی شعلے تو ظاہر ہے کہ زندگی کا پرتو خودی ہوئی لہٰذا زندگی سے خودی ہی ٹپکتی ہے اور خودی قیمتی موتی ہے جو زندگی کے دریا ہی سے ابھرتا ہے۔

ودی را پیکرِ خاکی حجاب است
طلوعِ او مثالِ آفتاب است

ترجمہ:۔جسم خاکی تو خودی کے لیے حجاب ہے۔ اس کا طلوع سورج کی مثل ہوتا ہے۔

تشریح یہ مٹی کا بنا ہوا جسم تو خودی کے لیے ایک پردے کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ انسان کے بدن سے ایسے طلوع ہوتی ہے جیسے سورج افق سے نکلتا ہے۔

درونِ سینۂ ما خاورِ او
فروغِ خاکِ ما از جوہرِ او

ترجمہ:۔ اس کا سورج ہمارے سینے میں جلوہ گر ہے۔ ہماری خاک کا فروغ اس جوہر کی طفیل سے ہے۔

تشریح خودی کا سورج ہمارے سینے کو اپنے جلوؤں سے روشن کیے ہوئے ہے اور ہماری خاک کی تب و تاب اسی خودی کے جوہر سے ہے یعنی ہمیں خودی نے ہی چمک دمک عطا کی ہوئی ہے۔

تو می گوئی مرا از 'من' خبر کن
چہ معنی دارد 'اندر خود سفر کن'؟

ترجمہ:۔ تو مجھ سے کہتا ہے کہ مجھے "من" سے خبر کر۔ "اپنے اندر سفر کرنے" کا کیا معنی ہے۔؟

تشریح تو مجھ سے یہ کہتا ہے کہ مجھے میرے بارے میں بتاؤ، ذرا غور تو کر کہ اپنے اندر سفر کرنے کا کیا مطلب ہے تو اپنے آپ ہی کو تو جان رہا ہے۔

ترا گفتم کہ ربطِ جان و تن چیست
سفر در خود کن و بنگر کہ 'من' چیست

ترجمہ:۔ جان اور تن کے رابطہ کے متعلق میں تجھے بتا چکا۔ اپنے اندر سفر کر اور دیکھ کہ "من" کیا ہے؟

تشریح میں تجھے پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ جسم اور جان کا ربط کیا ہے اب میری بات کو سامنے رکھ اور اس کے حوالے سے اپنے اندر سفر کر اور جان لے کہ "میں" کیا ہے۔ مراد یہ کہ اپنے اندر سفر کر اور اپنے آپ کو پہچاننے کی کوشش کر۔

سفر در خویش؟ زادن بے اب و مام
ثریا را گرفتن از لبِ بام

ترجمہ:۔ "سفر در خویش" ماں باپ کے بغیر پیدا ہونا (اپنی خودی اور روحانیت کو زندہ رکھنا) ہے۔ ثریا ستاروں کے جھرمٹ کو آسمان کی چھت سے پکڑ لینا (سفر در خویش) ہے۔

تشریح اپنے اندر سفر کرنا اور خود کو دریافت کرنا، ماں باپ کے بغیر از سرِ نو پیدا ہونے کے مترادف ہے اور یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے آسمان کی چھت سے ثریا (ستاروں کا جھرمٹ) کو پکڑ لینا۔ یعنی یہ عمل تجھے اس قدر بلندیوں تک لے جا سکتا ہے کہ انتہائی بلندی پر چمکنے والے ستاروں کا جھرمٹ بھی تیری دسترس میں ہوگا۔ اپنے آپ کو دریافت کرنا ہی خودی ہے۔

ابد بردن بیک دم اضطرابے
تماشا بے شعاعِ آفتابے

ترجمہ:۔ ہمیشہ کے لیے اضطراب کو ایک لحہ میں لے جانا، آفتاب کی شعاع کے بغیر تماشا کرنا (سفر در خویش ہے)

تشریح ایک پل کے اضطراب سے ہیشگی حاصل کر لے اور سورج کی روشنی کی بجائے اپنے اندر کی روشنی سے نظارہ کر یعنی اپنے آپ کو معرفت کے اُس مقام پر لے جا کہ تجھ کو کبھی نہ ختم ہونے والی روشنی حاصل ہو جائے۔

ستر دن نقش ہر امید و بیمے
زدن چاکے بدریا چوں کلیمے

ترجمہ:۔ ہر امید اور خوف کے نقش کو چھپا دینا، دریا کو سیدنا موسیٰ کلیم اللہ کی طرح پھاڑ دینا (ہی سفر درخویش ہے۔)

تشریح ہر اُمید اور خوف کے نقش کو مٹا دینا یعنی اُمید وخوف سے ماورا ہو جانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دریا اور پیچھے فرعون کا لشکر لیکن اُن پر ذرا بھی اس کی گھبراہٹ طاری نہ ہوئی اور اُنہوں نے اپنے عصا سے دریا کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور اُس میں سے راستہ بنالیا یہی اپنے اندر کا سفر ہے۔

شکستن ایں طلسمِ بحر و بر را
ز انگشتے شگافیدن قمر را

ترجمہ:۔ خشکی اور تری کے طلسم کو توڑ دینا، انگلی سے چاند میں شگاف ڈال دینا (ہی تو سفر درخویش ہے)

(ز انگشتے شگافیدن قمر را، سے مراد ہے رسول اللہ ﷺ کا اپنی انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کرنا۔)

تشریح خشکی اور تری کے طلسم کو توڑ دینا یعنی اس خشکی اور تری کی تقسیم سے ماورا ہو جانا اور انگلی سے چاند کو دو ٹکڑے کر دینا اپنے اندر ہی کا سفر ہے۔ اشارہ ہے حضور اکرم ﷺ کے اُس واقعہ کی طرف جب آپ ؐ نے اپنی انگشتِ مبارک کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا تھا۔

چناں باز آمدن از لامکانش
درونِ سینہ او در کفِ جہانش

ترجمہ:۔ لامکاں سے واپس آنا یوں کہ سینہ میں تو وہ (معرفت الٰہی) ہو اور ہتھیلی پر جہان ہو۔
(رسول اللہ ﷺ کے واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے۔)

تشریح لامکاں سے یعنی حضور ﷺ جب معراج کی شب بارگاہِ الٰہی سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے سینہ مبارک میں تو معرفت الٰہی تھی اور ہتھیلی مبارک پر سارا جہان تھا۔

ولے ایں راز را گفتن محال است
کہ دیدن شیشہ و گفتن سفال است

ترجمہ:۔ لیکن اس راز کا کہنا مشکل ہے، شیشے کو دیکھنا اور کہنا کہ یہ تو سفال (ٹھیکرا) ہے۔

تشریح لیکن اس راز کو سمجھنا اور کہنا مشکل ہے۔ یہ اسی طرح ہے کہ دیکھنا یعنی دید شیشہ ہے اور بیان کرنا ٹھیکرا ہے یعنی اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔

چہ گویم از 'من' واز تو ش وتابش
کند انّا عَرَضنا بے نقابش

ترجمہ:۔ میں ''من'' اور اس کی طاقت اور تجلی کے بارے میں کیا کہوں؟ اس کو آیت قرآنی انا عرضنا بے نقاب کرتی ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 72 کی طرف اشارہ ہے: إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (72) ''ہم نے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر امانت پیش فرمائی، انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے۔ آدمی نے اس کو اٹھالیا۔'')

تشریح کیونکہ میں اس کی قدرت اور تجلی کے بارے میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں کہ اُس کی قدرت اور تجلی کے احاطے سے بہت ماورا ہے بس اسے آیت قرآنی ہی بیان کر سکتی ہے (امانت کا بوجھ جو کوئی اور نہ اُٹھا سکا، انسان نے اُٹھایا)۔

فلک را لرزہ برتن از فرِ او
زمان و ہم مکاں اندر برِ او

ترجمہ:۔ آسمان پر بھی ''من'' کی شوکت سے لرزہ طاری ہے۔ زمان بھی اور مکان بھی اس کے پہلو میں ہیں۔

تشریح یہ انسان ہی ہے کہ جس کی شان وشوکت سے آسمان پر بھی کپکپی طاری ہے کیا زمان اور کیا مکان دونوں ہی اس کی گرفت میں ہیں۔

نشیمن را دلِ آدم نہاد است
نصیبِ مشتِ خاکے او فتاد است

ترجمہ:۔ آدم کا دل آشیانۂ من کے لیے بنیاد بنا۔ یہ ''دل'' صرف مٹھی بھر خاک (انسان) کو نصیب ہوا ہے۔

تشریح خودی نے آدم کے دل کو اپنے نشیمن کے لیے چن لیا اور یوں اسے پانا صرف مٹھی بھر خاک (انسان) کے نصیب میں ہوا۔

جدا از غیر وہم وابستۂ غیر
گم اندر خویش و ہم پیوستۂ غیر

ترجمہ:۔ دل غیر اللہ سے جدا بھی ہے اور وابستہ بھی۔ یہ خود میں گم بھی ہے اور غیر سے پیوستہ بھی۔

تشریح دل کا عجیب معاملہ ہے یہ غیر اللہ کو مانتا بھی ہے اور نہیں بھی اس طرح اس کی وابستگی اللہ اور غیر اللہ دونوں کے ساتھ ہے۔ لہٰذا جب یہ اپنے آپ میں گم ہوتا ہے تو اللہ سبحان و تعالیٰ کی تجلی سے فیض یاب ہوتا ہے اور یہ اپنے آپ سے باہر ہوتا ہے تو غیر اسے اچکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خیال اندر کفِ خاکے چسان است؟
کہ سیرش بے مکان و بے زمان است!

ترجمہ:۔ خیال جو مٹھی بھر خاک (آدمی) میں ہے وہ کیا ہے؟ اس کی سیر زمان و مکان کی قیود کے بغیر ہے۔

تشریح جو خیال انسان کے ذہن میں آتا ہے وہ کیا ہے؟ خیال نہ تو کسی زمانے کا پابند ہے اور نہ ہی کسی مقام و جگہ کا۔

بزندان است و آزاد است! ایں چیست؟
کمند و صید و صیاد است! ایں چیست؟

ترجمہ:۔ وہ زندان میں قید بھی ہے اور آزاد بھی۔ یہ کیا ہے؟ وہ کمند (پھندا) بھی ہے، شکار بھی اور شکاری بھی۔

ہے۔ یہ کیا ہے؟

تشریح یہ آخر ہے کیا شے جو قید خانے میں قید بھی ہے اور آزاد بھی، شکار بھی خود ہے اور شکار کرنے والا پھندا بھی خود ہے اور آپ ہی شکار بھی ہے۔ عجیب صورت حال ہے۔

چراغے درمیانِ سینۂ تست
چہ نور است ایں کہ در آیینۂ تست؟

ترجمہ:۔ تیرے سینے کے درمیان (دل کی صورت میں) ایک چراغ ہے۔ یہ کیسا نور ہے جو تیرے آئینے میں جلوہ گر ہے۔؟

تشریح دیکھ اور غور کر، تیرے سینے کے درمیان میں تیرے دل کی صورت میں ایک چراغ ہے۔ جو روشن ہے غور کر کہ یہ کیسا نور ہے جو تجھے دکھائی دے رہا ہے۔ یہی خودی ہے۔

مشو غافل کہ تو او را امینی چہ نادانی کہ سوے خود نہ بینی!

ترجمہ:۔ تو اس کا امین ہے، لہٰذا اس سے غافل نہ ہونا۔ یہ کیسی نادانی ہے کہ تو اپنی طرف نہیں دیکھتا۔

تشریح اے آدم تو اس کا امین ہے یہ خود ہی تیرے پاس امانت ہے۔ لہٰذا تو کبھی بھی اس سے غافل نہ ہونا کیونکہ تیری غفلت کے نتیجے میں امانت میں خیانت ہوسکتی ہے اپنی نادانی کو چھوڑ اور اِدھر اُدھر دیکھنے کی بجائے اپنی طرف دیکھ کہ جو کچھ بھی ہے تجھ میں ہی موجود ہے تجھ سے باہر کچھ نہیں۔

سوال (6)

چہ جزو است آنکہ او از کل فزون است؟ طریقِ جُستنِ آں جزو چون است؟

ترجمہ:۔ کُل سے بڑھ جانے والا جز کونسا ہے؟ اس جز کو تلاش کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

تشریح وہ جز کیا ہے جو کل (کائنات) سے بڑھ جانے والا ہے اور اس جز کی تلاش کیسے کی جاسکتی ہے؟

جواب

خودی ز اندازہ ہاے ما فزون است
خودی زاں کل کہ تو بینی فزون است

ترجمہ:۔ خودی تو ہمارے اندازوں سے بڑھ کر ہے۔ خودی تو اس کل (کائنات) سے بھی بڑی ہے جسے تو دیکھتا ہے (انسان کے اندر سمایا ہوا جہاں، عالمِ اکبر ہے۔)

تشریح خودی ہمارے اندازوں سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے بلکہ خودی تو اس کل کائنات سے بھی کہیں زیادہ بڑی ہے جسے جو تیری آنکھوں کے سامنے ہے یعنی خودی انسان کے اندر کا جہاں ہے اور یہ اندر کا جہاں باہر کے جہاں سے بہت بڑا ہے۔

ز گردوں بار بار افتد کہ خیزد
بہ بحرِ روزگار افتد کہ خیزد

ترجمہ:۔ خودی بار بار آسمان سے گرتی ہے تاکہ پھر اُبھرے۔ یہ زمانے کے سمندر میں گرتی ہے تاکہ پھر سے اُبھرے۔

تشریح خودی آسمانی چیز ہونے کی وجہ سے یہ بار بار آسمان سے گرتی ہے تاکہ پھر اٹھے اسے زمانے کے سمندر میں گرنا اچھا لگتا ہے کیونکہ یہ اُس میں گر کر پھر سے اُبھرتی ہے۔

جز او در زیرِ گردوں خود نگر کیست؟
بہ بے بالی چناں پرواز گر کیست؟

ترجمہ:۔ کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسی چیز ہے جو خود پر نظر رکھے ہوئے ہو؟ اگر چہ وہ باز و نہیں رکھتی لیکن اس جیسا پرواز کرنے والا اور کون ہے؟

تشریح آسمان کے نیچے اس خودی کے علاوہ کوئی ایسی چیز موجود نہیں جو اپنے آپ پر نظر رکھے اور نہ ہی بال و پر کے بغیر کوئی دوسری شے اس کی طرح بلند پرواز کر سکتی ہے۔ یہ ملکہ خودی ہی کو حاصل ہے۔

بہ ظلمت ماندہ و نورے در آغوش!
بروں از جنّت و حورے در آغوش!

ترجمہ:۔ خودی اگرچہ ظلمت (انسان کے جسم) میں رہتی ہے، لیکن اپنی آغوش میں نور رکھتی ہے۔ وہ خود تو جنت سے باہر ہے لیکن اپنے پہلو میں حور رکھتی ہے۔

تشریح خودی اگرچہ انسان کے جسم کے اندر رہتی ہے اور وہاں اندھیرا ہوتا ہے لیکن اسے اندھیرے کی کچھ پرواہ نہیں کیونکہ اس کی اپنی گود میں نور بھرا ہوا ہے، خودی جنت سے باہر رہ کر بھی اپنے پہلو میں جنت کی حور رکھتی ہے۔

بآں نطقے دل آویزے کہ دارد
ز قعرِ زندگی گوہر بر آرد

ترجمہ:۔ وہ جو دل لبھانے والی قوتِ گویائی رکھتی ہے، اس سے وہ زندگی کی گہرائی سے موتی نکال لاتی ہے۔

تشریح اس کے پاس دل لبھانے والی قوتِ گویائی (بولنے کی طاقت) ہے اس سے وہ زندگی کی گہرائی میں اُتر جاتی ہے اور زندگی کے سمندر سے قیمتی موتی نکال لاتی ہے۔

ضمیرِ زندگانی جاودانی است
بچشمِ ظاہرش بینی، زمانی است

ترجمہ:۔ زندگی کا ضمیر ہمیشہ رہنے والا ہے، اگر تو ظاہری آنکھ سے دیکھے گا تو یہ زمانی (عارضی) ہے۔

تشریح اگر ظاہری آنکھ سے دیکھا جائے تو یہ عارضی دکھائی دیتا ہے لیکن زندگی کا ضمیر ہمیشہ رہنے والا ہے۔

بتقدیرش مقامِ ہست و بود است
نمودِ خویش و حفظِ ایں نمود است

ترجمہ:۔ اس کی تقدیر مقامِ ہست و بود (ماضی اور مستقبل) ہے۔ اس کا مقام اپنی نمود ہے اور پھر نمود کی محافظت۔

تشریح اس کا مقام ہست و بود یعنی دنیا میں رکھا جانا ہی اس کی تقدیر ہے۔ اسی سے اس کی نمود ہے اور اس کی صلاحیتوں کا سامنے آنا ہے اس کے علاوہ یہ اپنی صلاحیتوں کی حفاظت کی

بھی خود ہی ذمہ دار ہے۔

چہ می پرسی چہ گون است و چہ گوں نیست
کہ تقدیر از نہاد او برون نیست

ترجمہ:۔ تو کیا پوچھتا ہے کہ وہ کس طرح کی ہے اور کس طرح کی نہیں ہے۔ اس کی تقدیر اس کی سرشت سے الگ نہیں ہے۔

تشریح تو کیا پوچھتا ہے اور میں تجھے کیا بتاؤں کہ وہ کس طرح کی ہے اور کس طرح کی نہیں ہے بس اتنا سمجھ لے کہ تقدیر اس کی سرشت سے باہر نہیں ہے۔ اس لیے وہ آپ ہی اپنی تقدیر ہے۔

چہ گویم از چگون و بے چگونش
بروں مجبور و مختار اندرونش

ترجمہ:۔ میں اس کی ماہیت کے بارے میں کیا بتاؤں کہ وہ کیسی ہے اور کیسی نہیں ہے۔ وہ خارج میں مجبور اور اندر سے مختار ہے۔

تشریح میں اس کی حقیقت اور اس کے اصل جوہر کے بارے میں کیا بتاؤں کہ وہ کیسی ہے اور کیسی نہیں ہے بس یہ سمجھ لے کہ وہ باہر سے تو مجبور دکھائی دیتی ہے لیکن اندر سے اُسے ہر اختیار حاصل ہے۔

چنیں فرمودۂ سلطانِ بدرؐ است
کہ ایمان درمیانِ جبر و قدر است

ترجمہ:۔ بدر کے سلطان (رسول اللہ ﷺ) کا فرمان ہے: ایمان جبر اور قدر کے درمیان ہے۔ (انسان نہ تو مجبور محض ہے اور نہ ہی مکمل طور پر بااختیار۔)

تشریح غزوہ بدر کے سلطان محمد مصطفےٰ ﷺ کا یہی فرمان ہے کہ ایمان جبر اور قدر کے درمیان ہے ۔یعنی انسان نہ تو کُلی طور پر مختار ہے اور نہ ہی کُلی طور پر مجبور۔

تو ہر مخلوق را مجبور گوئی
اسیرِ بندِ نزد و دور گوئی

ترجمہ:۔ کیا تو ہر مخلوق کو مجبورِ محض کہتا ہے؟ کیا مخلوق کو دور و نزدیک کا قیدی کہتا ہے؟

تشریح کیا تو ہر مخلوق کو صرف مجبور ہی تصور کرتا ہے اس لیے کہ وہ دور اور نزدیک کی اسیر ہے اور زماں و مکاں کی حدود میں ہے۔

ولے جاں از دمِ جاں آفرین است
بچندیں جلوہ ہا خلوت نشین است

ترجمہ:۔ لیکن جان تو جان پیدا کرنے والے کے نفخ (پھونکنے) سے ہے (سورۃ الحجر، آیت نمبر 29 میں ارشاد ہوتا ہے: فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي "پس جب میں آدم کو بنالوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں۔") اتنے جلووں کے باوجود یہ جان خلوت نشین ہے۔

تشریح لیکن روح تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی پیدا کردہ ہے اور اس کے پھونکنے سے جان ہے لہٰذا اپنے اتنے جلووں اور مظاہر کے باوجود یہ جانِ خلوت نشین ہے۔

ز جبرِ او حدیثے درمیاں نیست
کہ جاں بے فطرتِ آزاد جاں نیست

ترجمہ:۔ (جبر پر گفتگو کرتے ہوئے) روح کے جبر کی بات درمیان میں نہیں ہوتی، کیونکہ جان آزاد فطرت کے بغیر جان نہیں ہے۔

تشریح اس لیے یہ طے ہے کہ روح کبھی مجبور نہیں ہو سکتی بلکہ اس کی مجبوری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اس کی فطرت میں آزادی ہے اگر یہ اپنی فطرت کے اعتبار سے آزاد نہیں رہ سکتی تو پھر یہ روح ہی نہیں کوئی اور چیز ہو سکتی ہے۔

شبخوں بر جہانِ کیف و کم زد ز مجبوری بمختاری قدم زد

ترجمہ:۔ اس نے کیف و کم (کیسا اور کتنا) کے جہان پر شبخون مارا۔ یوں خودی نے مجبوری سے مختاری کی جانب قدم رکھا (خودی مجبوری سے اختیار کی طرف درجہ بدرجہ سفر جاری رکھتی ہے۔)

تشریح خودی نے کیسا اور کتنا کے جہان پر شبخون مارا اور اسے فتح کرلیا اس طرح اس نے مجبوری سے مختاری کی طرف سفر طے کرنا شروع کیا اور اس کا یہ سفر جاری و ساری ہے

چو از خود گردِ مجبوری فشاند

جہانِ خویش را چوں ناقہ راند

ترجمہ:۔ جب وہ (خودی) خود سے مجبوری کی گَرد جھاڑ دیتی ہے تو اپنے جہان کی اونٹنی کو خود ہانکتی ہے۔

تشریح جب خودی اپنے سے مجبوری کی گرد جھاڑ دیتی ہے تو اختیارات حاصل کر لیتی ہے اور اپنے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے جہان کی اونٹنی کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لیتی ہے اور اسے خود ہانکتی ہے۔

نگردد آسماں بے رخصتِ او
نہ تابد اخترے بے شفقتِ او

ترجمہ:۔ بغیر اس کی اجازت کے تو آسمان بھی نہیں گھومتا۔ بغیر اس کی نوازش کے تو ستارہ بھی نہیں چمکتا۔

تشریح خودی کی طاقت اور اختیارات کا اندازہ لگانا ناممکن ہے اختیارات کا یہ عالم ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر آسمان بھی گردش کرنے سے عاجز ہے اور اگر یہ اپنی نوازشات روک لے تو ستارے بھی چمک سے محروم ہو جائیں۔

کند بے پردہ روزے مضمرش را
بچشمِ خویش بیند جوہرش را

ترجمہ:۔ خودی ہی تو ہے جو آسمان کے پوشیدہ دن کو بے پردہ کرتی ہے۔ خودی ہی تو ہے جو اپنی آنکھوں سے جہاں کے جوہر دیکھ لیتی ہے۔

تشریح یہی ہے جو آسمان کے چھپے ہوئے دِن کو ظاہر کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے خودی ہی اپنی آنکھوں سے کائنات کے جوہر دیکھ لینے کی قدرت رکھتی ہے۔

قطارِ نوریاں در رہگذار است
پے دیدار او در انتظار است

ترجمہ:۔ اس کی راہ گزر میں فرشتوں کی قطاریں ہیں۔ وہ اس کے دیدار کے انتظار میں ہیں۔

تشریح اسی لیے تو اس کے راستے میں فرشتوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں جو اس کا دیدار کرنے کے لیے بے چین ہیں۔

شراب افرشتہ از تاکش بگیرد عیارِ خویش از خاکش بگیرد

ترجمہ:۔ فرشتہ بھی خودی کے انگور کی بیل سے شراب لیتا ہے۔ یوں وہ اپنا معیار اس کی مٹی سے جانچتا ہے۔

تشریح یہاں تک کہ فرشتہ بھی اس کی خودی کے انگور کی بیل سے شراب حاصل کرتا ہے اور اس کی خاک کو اپنے لیے معیار تسلیم کرتا ہے۔ یعنی انسان کی خودی اور اس کے رتبے کا احترام کرتا ہے۔

چہ پرسی از طریقِ جستجویش
فرو آرد مقامِ ہاے و ہویش

ترجمہ:۔ تو اس کی جستجو کے طریقے کے بارے میں کیا سوال کرتا ہے؟ وہ اس کے ہائے وہو کے مقام کو اپنے اندر لے لیتا ہے۔

تشریح تو اس کی تلاش کے طریقوں کے بارے میں سوال کرنے کے بجائے عشق و مستی کو اپنا پھر تو خود اسے معلوم کر سکے گا کہ خودی کیا ہے اور اس کا مقام کیا ہے؟

شب و روزے کہ داری برابد زن
فغانِ صبحگاہے بر خرد زن

ترجمہ:۔ دن اور رات جو تو رکھتا ہے، اسے لازوال (اَبدی) کر لے، تو اپنی صبح کی فریاد کو عقل کے تابع کر لے۔

تشریح تجھے چاہیے کہ اپنے رات اور دِن کو لازوال کر لے اور اپنی صبح کی فریاد سے اپنی عقل کی تربیت کر لے اور یہ اُسی صورت میں ممکن ہے جب تو عشق و مستی کے مقام تک جا پہنچے۔

خرد را از حواس آید متاعے
فغان از عشق می گیرد شعاعے

ترجمہ:۔ عقل حواس سے دولت حاصل کرتی ہے، فغاں عشق سے روشنی حاصل کرتی ہے۔

تشریح عقل ظاہری حواس سے اپنے لئے سامان پیدا کرتی ہے اور عشق کی فریاد اور آہ وزاری سے روشنی حاصل کرتی ہے۔

خرد جزُ را فغاں کُل را بگیرد

خرد میرد فغاں ہرگز نمیرد

ترجمہ:۔ عقل جز کو قابو کرتی ہے اور فغاں کل (کائنات) کو۔ عقل مر جاتی ہے، فغاں ہرگز نہیں مرتی۔

تشریح لہٰذا عقل جز کو تو اپنے قابو میں لے آتی ہے لیکن کُل اُس کے دائرہ اختیار سے باہر ہے کُل صرف اور صرف فغاں یعنی آہ فریاد کے احاطے میں آتا ہے اس لئے عقل مر جاتی ہے اور فغاں ہرگز نہیں مرتی۔

خرد بہرِ ابد ظرفے ندارد
نفس چوں سوزنِ ساعت شمارد

ترجمہ:۔ عقل ابد کو اپنے میں سمونے کا ظرف نہیں رکھتی، عقل سانس کو گھڑی کی سوئی کی مانند شمار کرتی ہے۔

تشریح عقل میں اتنا ظرف نہیں کہ یہ ابد کو اپنے اندر سمو سکے۔ یہ ایک ایک کر کے سانس کو گھڑی کی سوئی کی طرح گنتی رہتی ہے اور جُز پر اپنی گرفت کے ثبوت مہیا کرنے میں لگی رہتی ہے۔

ترا شد روز ہا شب ہا سحر ہا
نگیرد شعلہ و چیند شرر ہا

ترجمہ:۔ خرد اپنے دن، اپنی راتیں اور اپنی صبحیں خود پیدا کرتی ہے۔ وہ شعلہ کو نہیں لیتی، اور شرارے چنتی ہے۔

تشریح اس لئے عقل شعلے کو گرفت میں نہیں لیتی جو کُل کی علامت ہے شرارے چُنتی ہے جو جزو کی علامت ہیں اور یوں ایک ایک کر کے اپنے دِن، رات اور صبح کو پیدا کرتی رہتی ہے۔

فغانِ عاشقاں انجامِ کارے است نہاں در یک دمِ او روزگارے است

ترجمہ:۔ بالآخر عاشقوں کی آہ و فغاں انجام تک پہنچنے والی ہے۔ عشق کے ایک دم میں زمانہ پوشیدہ ہوتا ہے۔

تشریح عاشقوں کی آہ و فریاد اپنے مقام کو حاصل کرنے والی ہے کہ اسی فریاد کے ایک لمحے میں سارا زمانہ چھپا ہوا ہے۔

خودی تا ممکناتش وا نماید
گرہ از اندرونِ خود کشاید

ترجمہ:۔ خودی اپنے اند کی گرہیں کھولتی ہے تا کہ اپنے ممکنات کو پا سکے۔

تشریح خودی اپنے اندر کی گرہیں کھولتی ہے اور یہی اس کا مقصد ہوتا ہے کہ یہ اپنے ممکنات کو پا سکے اور اُس کا اظہار کر سکے۔

ازاں نورے کہ دا بیند نداری
تو او را فانی و آنی شماری

ترجمہ:۔ جس نور سے صاف صاف دیکھا جا سکتا ہے، وہ نور تو نہیں رکھتا، اسی لیے تو اس (خودی) کو وقتی اور فانی شمار کرتا ہے۔

تشریح جو نور خودی کے پاس ہے اور جس نور سے خودی دیکھتی ہے وہ نور تیرے پاس نہیں ہے اسی لئے تو خودی کو وقتی اور فانی شمار کئے بیٹھا ہے۔ حالانکہ خودی ابدی ہے۔

ازاں مرگے کہ می آید چہ باک است
خودی چوں پختہ شد از مرگ پاک است

ترجمہ:۔ آنے والی موت سے کیا ڈرنا، خودی جب پختہ ہو جاتی ہے تو وہ موت سے پاک ہو جاتی ہے۔

تشریح آنے والی موت سے کیسا خوف، خودی کو مضبوط بنا کیونکہ جب خودی پختہ ہو جاتی ہے تو موت اُسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی بلکہ وہ موت سے پاک ہو جاتی ہے۔

ز مرگِ دیگرے لرزد دلِ من
دلِ من جانِ من آب و گلِ من

ترجمہ:۔ ایک دوسری طرح کی موت سے میرا دل لرزتا ہے۔ وہ موت کہ جس سے میرا دل، میری جان اور میرا آب وگل (جسم خاکی) لرزتا ہے۔

تشریح البتہ ایک دوسری طرح کی موت سے میرا دل کانپتا ہے صرف دل ہی نہیں میری جان اور جسم بھی اس سے لرزتا ہے۔

ترجمہ:۔ یہاں کوئی نہیں جانتا کہ ہم کیا ہیں ۔ہم تو چاند اور تاروں کی نظروں میں بھی نہیں آتے ۔

تشریح اس باطنی سفر میں کوئی نہیں جانتا کہ ہم کہاں ہیں ۔لہٰذا ہمیں چاند ستاروں کی نظریں بھی نہیں دیکھ سکتیں اور نہ ہی اس سفر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔

مجو پایاں کہ پایانے نداری
بپایاں تا رسی جانے نداری

ترجمہ:۔ سفر کی حد تلاش نہ کر، کیونکہ تو خود بے حد ہے، جب تک تو حد کو پہنچے گا تو خود نہیں ہوگا۔

تشریح اسی سفر میں اپنی انتہا تلاش کرنے کی کوشش نہ کر اس لئے کہ تیری اپنی کوئی انتہا نہیں اور جب تک تو حد کو پہنچے گا تُو تو نہیں رہے گا۔

نہ ما را پختہ پنداری کہ خامیم
بہر منزل تمام و نا تمامیم

ترجمہ:۔ ہم ناقص ہیں تو ہمیں پختہ نہ سمجھ۔ ہر منزل پر ہم تمام اور نا تمام ہیں ۔

تشریح ہم ابھی نا پختہ ہیں ہمیں پختہ نہ سمجھا جائے اور اپنے ناقص ہونے کی وجہ سے ہر منزل پر ہم تمام ہونے کے باوجود نا تمام ہیں ۔ ہر منزل ہمارے راستے میں ہے اور ہمارا سفر ابھی باقی ہے۔

بپایاں نارسیدن زندگانی است
سفر ما را حیاتِ جاودانی است

ترجمہ:۔ حد کو نہ پہنچنا ہی زندگی ہے۔ سفر ہمارے لئے ہمیشہ کی زندگی ہے۔

تشریح منزل کو پالینا زندگی نہیں بلکہ انتہا تک نہ پہنچنا ہی اصل زندگی ہے اور یہی سفر جو ہم اپنی تلاش کے لیے اپنے اندر کر رہے ہیں یہی ہمارے لئے ہمیشہ کی زندگی ہے یعنی ہمیں چلتے ہی رہنا ہے۔

ز ماہی تا بمہ جولاں گہِ ما
مکان و ہم زماں گردِ رہِ ما

ترجمہ:۔ ہماری جدوجہد کا میدان مچھلی (تحت الثریٰ) سے لے کر چاند تک کا تمام میدان ہے، زمان اور مکان بھی دونوں ہمارے راستے کی گرد ہیں ۔

تشریح چونکہ چلنا ہی ہماری زندگی ہے اس لئے ہماری اس جدو جہد ماہی سے ماہ تک یعنی تحت الثری سے چاند تک سارا کا سارا میدان ہماری ہی کوششوں کے لیے ہے یہی نہیں ہم تو زمان و مکان سے بھی گزر جانے والے ہیں اور یہ بھی ہمارے رستے کی گرد ہیں۔

بخود پیچیم و بے تابِ نمودیم
کہ ما موجیم و از قعرِ وجودیم

ترجمہ:۔ ہم خود کے ساتھ پیچ و تاب کھاتے ہیں اور نمود کی تاب کے بغیر ہیں، کیونکہ ہم موج ہیں اور وجود کے سمندر کی گہرائی سے ہیں۔

تشریح ہم وجود کے سمندر کی گہرائی سے اٹھی ہوئی بے قرار موج ہیں۔ اور اپنی ذات کے اظہار کے لیے بے تاب ہیں اسی لئے اپنے اندر پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔

دمادم خویش را اندر کمیں باش
گریزاں از گماں سوے یقیں باش

ترجمہ:۔ ہر وقت خود کو شکار کرنے کے لیے گھات میں رہ۔ گماں سے یقین کی طرف بھاگ۔

تشریح اے شخص میری بات پر غور کر اور اس پر عمل کر ہر وقت اپنے آپ کو شکار کرنے کے لیے گھات لگائے رکھ یعنی اپنی حفاظت کر اور اپنے آپ کو گماں سے بچا اور یقین کی طرف آ۔

تب و تابِ محبت را فنا نیست
یقین و دید را نیز انتہا نیست

ترجمہ:۔ محبت کی تڑپ اور حرارت کو فنا نہیں ہے۔ محبت کے یقین اور دید کی انتہا نہیں ہے۔

تشریح جس طرح محبت کی تڑپ اور حرارت کو فنا نہیں اسی طرح محبت کے یقین اور جمال کے دید کی بھی کوئی انتہا نہیں ہے۔

کمالِ زندگی دیدارِ ذات است
طریقش رَستن از بندِ جہات است

ترجمہ:۔ ذات کا دیدار ہی تو زندگی کا کمال ہے۔ اس کا طریقہ، جہات (طرفوں) کے زنجیروں سے آزاد ہونا ہے۔

تشریح اسی لئے ذات باری تعالیٰ کا دیدار نصیب ہونا ہی زندگی کا اصل کمال ہے اس کا طریقہ ہر

قسم کی مکانی زنجیروں سے آزاد ہونا ہے۔

چناں با ذاتِ حق خلوت گزینی
ترا او بیند و او را تو بینی

ترجمہ:۔ تو ذاتِ حق کی خلوت میں اس طرح بیٹھے کہ تجھے وہ اور تو اسے دیکھے۔

تشریح تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی خلوت گاہ میں اپنے اللہ کے حضور اس طرح حاضر ہو کہ تیرا رب تجھے دیکھے اور تُو اپنے رب کے حسن و جمال کا نظارہ کرے۔

منوّر شو ز نورِ "مَن یَّرَانِی"
مژہ برہم مزن تو خود نمانی

ترجمہ:۔ خود کو نورِ "من یرانی" سے منور کر۔ نگاہ کو اُلٹ پلٹ نہ کر، یوں تو خود نہیں رہے گا۔

تشریح اپنے آپ کو محمد ﷺ کے نور سے منور کر جنہوں نے "من یرانی" فرمایا تھا بس اپنی نظر کو اُن پر سے مت ہٹا ورنہ تو خود باقی نہیں رہے گا۔

بخود محکم گذر اندر حضورش
مشو ناپید اندر بحرِ نورش

ترجمہ:۔ اس کی حضوری میں خود کو مضبوط کر کے جا۔ اس کے نور کے سمندر میں ناپید نہ ہو جا۔

تشریح اللہ تعالیٰ کی حضوری میں اپنے آپ کو مضبوط رکھ یعنی حضوری میں جمارہ اور اُس کے نور کے بے کراں سمندر میں اپنے آپ کو کھو جانے سے بچا۔

نصیبِ ذرّہ کن آں اضطرابے
کہ تابد در حریمِ آفتابے

ترجمہ:۔ ذرّہ کے نصیب کو مضطرب کرتا کہ تو سورج کے گھر میں (سورج بن کر) چمکے۔

تشریح میری دُعا ہے کہ تیری ذات کے ذرے کو ایسا اضطراب عطا ہو کہ تو سورج کے گھر میں بھی سورج کی طرح روشن رہے۔

چناں در جلوہ گاہِ می سوز
عیاں خود را نہاں او را بر افروز

ترجمہ:۔ یار کی جلوہ گاہ میں اس طرح جل کہ خود کو ظاہر اور اس کو پوشیدگی میں چمکا۔

تشریح محبوبِ حقیقی کی جلوہ گاہ میں اپنے آپ کو اس طرح جلا کہ ظاہر میں تو چمک اٹھے اور تیرے باطن میں وہ یعنی محبوبِ حقیقی کا نور جگمگا اٹھے۔

کسے کو 'دید' عالم را امام است من و تو ناتمامیم او تمام است!

ترجمہ:۔ جس نے اس کو دیکھا وہی تو دنیا کا امام ہے۔ میں اور تو سب ناقص ہیں، صرف وہ کامل ہے۔

تشریح بس جس نے اللہ تعالیٰ کا جمال دیکھ لیا وہی دنیا کا امام ہے۔ ہم سب کے سب ناتمام اور ناقص ہیں صرف اور صرف وہی ایک مکمل اور کامل ہے۔

اگر او را نیابی در طلب خیز
اگر یابی بدامانش در آویز

ترجمہ:۔ اگر تو اس مردِ کامل (زیارت کرنے والے) کو نہیں پاتا تو اس کی طلب میں اٹھ۔ اگر تو اسے پالے تو اس کے دامن سے چمٹ جا۔

تشریح اگر تو اُس مردِ کامل کو نہیں پاتا تو اُٹھ اور اُس کی تلاش کر اور اگر تو اپنی تلاش میں کامیابی حاصل کر لے تو اُس مردِ کامل کے دامن سے وابستہ ہو جا۔

فقیہ و شیخ و ملاؔ را مدہ دست
مرو مانندِ ماہی غافل از شست

ترجمہ:۔ فقیہ، شیخ اور ملاؔ کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے۔ مچھلی کی طرح اپنی شست (جال) سے غافل نہ ہو۔

تشریح دیکھ اپنے ہاتھ کو کسی فقیہ، شیخ یا مُلا کے ہاتھ میں نہ دے یہ سب تجھے پھانسنے کے لیے اپنا جال بچھائے ہوئے ہیں مچھلی کی طرح اس جال سے غافل نہ ہو اور ان سے اپنے آپ کو دور رکھ۔

بکارِ ملک و دیں او مرد راہے است
کہ ما کوریم و او صاحب نگاہے است

ترجمہ:۔ ملک اور دین کے کاموں میں وہ مرد راہ ہوتا ہے، کیونکہ ہم اندھے ہیں اور وہ نگاہ والا ہے۔

تشریح بس اپنے آپ کو مردِ کامل سے وابستہ کر لے کیونکہ دین و دنیا کے کاموں میں وہی بچی رہنمائی کرتا ہے کیونکہ اُسی کے پاس نگاہ ہے ہم سب لوگ تو اندھے ہیں۔

مثالِ آفتابِ صبحگاہے
دہد از ہر بنِ مویش نگاہے

ترجمہ:۔ صبح کے وقت طلوع ہونے والے سورج کی طرح اس کے ہر بال کی جڑ سے نگاہ پیدا ہوتی ہے۔

تشریح مردِ کامل وہ صاحب نگاہ ہے جس کے ہر بال کی جڑ سے نگاہ پیدا ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح سورج کے ہر پہلو سے روشنی کی کرنیں پیدا ہوتی ہیں اور ہر طرف اُجالا پھیلا دیتی ہیں۔

فرنگ آئینِ جمہوری نہاد ست
رسن از گردنِ دیوے کشاد است

ترجمہ:۔ مغربیوں نے جمہوری آئین کی بنیاد رکھی ہے۔ اس نے قوی ہیکل دیو (شیطانی قانون) کے گلے سے رسی کھول دی ہے۔

تشریح یورپی لوگ جو مغرب میں آباد ہیں انہوں نے جمہوری آئین کی بنیاد رکھ کر ایک بہت بڑے دیو کے گلے سے رسی کھول کر اُسے آزاد کر دیا ہے وہ دیو جو شیطانی رسم و رواج کا علمبردار ہے اور غیر اخلاقی قدروں کا قدردان ہے۔

نوا بے زخمہ و سازے ندارد
ابے طیارہ پروازے ندارد

ترجمہ:۔ مغربیوں کی نوا بغیر مضراب کے ہے اور وہ ساز سے محروم ہے۔ ان کی پرواز صرف اور صرف ہوائی جہاز کے ذریعے ہی ہے۔

تشریح مغربیوں کے پاس ساز و مضراب کے علاوہ کوئی آواز نہیں اور نہ ہی وہ ہوائی جہاز کے بغیر پرواز کر سکتا ہے۔ یعنی وہ ان خوبیوں سے محروم ہیں جو دل کو آواز اور فکر کو پرواز سے آشنا کرتی ہیں۔

ز باغش کشتِ ویرانے نکوتر

ز شہرِ او بیابانے نکو تر

ترجمہ:۔ ویران کھیتی مغربیوں کے باغ سے بہتر ہے۔ بیابان مغربیوں کے گنجان شہر سے زیادہ اچھا ہے۔

تشریح اس لیے وہ ویران کھیتی جس سے کام نہ لیا جا سکتا ہو وہ مغربیوں کے باغ سے کہیں بہتر ہے اور ہمارے بیابان مغربیوں کے گنجان آباد شہروں سے کہیں زیادہ اچھے ہیں کہ وہاں زندگی زندگی نہیں اور یہاں زندگی زندگی ہے۔

چو رہزن کاروانے در تگ و تاز
شکمہا بہرِ نانے در تگ و تاز

ترجمہ:۔ قافلہ خود چور کی طرح دوڑ دھوپ کر رہا ہے (لوٹ مار کر رہا ہے۔) سب پیٹ کو روٹی سے بھرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

تشریح اُن کے کارواں خود لوٹ مار کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور اپنے اپنے پیٹ روٹی سے بھرنے کی کوشش میں لوٹ مار کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں انسانی اقدار پامل کی جا رہی ہیں۔

رواں خوابیدہ و تن بیدار گردید
ہنر با دین و دانش خوار گردید

ترجمہ:۔ روح سوگئی اور جسم بیدار ہو گئے۔ ہنر، دین اور دانش خوار ہو گئے۔

تشریح روح جو اصل ہے اور زندگی ہے وہ سوگئی یعنی اقدار دم توڑ گئیں اور جسم بیدار ہو گئے یعنی اخلاقیات برباد ہو گئیں، شرم و حیا سوتی رہی اور اس طرح ہنرمندی، سوجھ بوجھ اور دین کے پاس دار کی عزت بالکل نہ ہونے کے برابر رہ گئی اور وہ ضروریات زندگی پوری کرنے کے لیے خوار ہو گئے۔

خرد جز کافری کافر گری نیست
فن افرنگ جز مردم دری نیست

ترجمہ:۔ عقل کافری اور کافر بنانے کے سوا اور کچھ نہیں۔ مغربیوں کا فن بجز آدمیوں کو پھاڑنے کے اور کچھ نہیں۔

تشریح فرنگیوں کا عقل کا پرچار دوسروں پر دھونس جمانا ہے لہٰذا اُن کی عقل کافری ہے اور وہ دوسروں کو کافر بنانے کے علاوہ اور کچھ کرنے کی اہل نہیں اسی طرح اُن کا فن بھی محض آدمیوں کو چیرنا پھاڑنا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔

گروہے را گروہے در کمین است
خدایش یار اگر کارش چنیں است

ترجمہ:۔ (مغربیوں کے اثر کے سبب) ایک گروہ دوسرے گروہ کی گھات میں لگا ہوا ہے۔ اگر مغربیوں کا یہی کاروبار ہے تو پھر لوگوں کا اللہ ہی محافظ ہے۔

تشریح مغربی اثرات کی وجہ سے ایک گروہ دوسرے گروہ کی گھات میں لگا ہوا ہے اور اسے نقصان پہنچانے کے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے کی فکر میں ہے اگر یہ سلسلہ یونہی رہا تو پھر لوگوں کا اللہ ہی حافظ ہے پھر ان کی بہتری کی اُمید نہیں کی جا سکتی۔

ز من دہ اہلِ مغرب را پیامے
کہ جمہور است تیغ بے نیامے

ترجمہ:۔ اہلِ مغرب کو میری طرف سے یہ ایک پیام دو کہ جمہوریت ننگی تلوار ہے۔

تشریح میری طرف سے اہلِ مغرب کے لیے یہ پیغام ہے کہ جمہوریت ایک ننگی تلوار ہے۔ جو کسی بھی وقت کسی کا بھی گلا کاٹ سکتی ہے۔

چہ شمشیرے کہ جانہا می ستاند
تمیزِ مسلم و کافر نداند

ترجمہ:۔ یہ کیسی تلوار ہے جو جانیں مارتی ہے، یہ تلوار کافر اور مسلمان کی تمیز نہیں رکھتی (نظامِ جمہوریت سراسر ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ نظامِ جمہوریت جسم نہیں روح کو قتل کرتا ہے۔)

تشریح کسی کی بھی جان لے سکتی ہے اس تلوار کو کافر اور مسلمان کی پہچان نہیں جمہوریت ایسی تلوار ہے یعنی اگر مغربیت مشرقیت کے لیے تباہی کا سامان پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہے تو وہ خود بھی تباہ ہوگی مسلمان کے پاس واپس آنے کے لیے راستہ موجود ہے اور اس کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہے لیکن غیر مسلم کے لیے نہ تو واپسی کا راستہ ہے اور نہ ہی کوئی دروازہ جس کے پیچھے اُسے پناہ مل سکے لہٰذا اُس کی دنیا و آخرت میں تباہی و بربادی یقینی

ہے۔

نہ ماند در غلافِ خود زمانے برد جانِ خود و جانِ جہانے

ترجمہ:۔ ایک لحہ کے لیے بھی جمہوریت کی تلوار اپنی نیام میں نہیں رہتی۔ تلوارِ جمہوریت اپنی اور جہان کی جان لے جاتی ہے۔

تشریح یہ سمجھ لینا بہت ضروری ہے کہ جمہوریت کی تلوار ایک لمحے کے لیے بھی اپنی نیام میں نہیں رہتی لہٰذا جمہوریت جہان کی جان سے بھی کھیلتی ہے اور اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی ہے اس لئے اس سے خیر کی توقع فضول ہے اور اپنے آپ کو دھوکا دینے کے مترادف ہے۔

✿✿✿

سوال (8)

کدامی نکتہ را نطق است انا الحق چہ گوئی ھرزہ بود آں رمزِ مطلق

ترجمہ:۔ 'انا الحق' کس رمز کا بیان ہے۔ تو کیا کہتا ہے کہ وہ رمز مطلق ہرزہ (فضول) تھی۔؟

تشریح ''انا الحق'' میں کیا نکتہ چھپا ہوا ہے تیرا کیا کہنا ہے کہ وہ نکتہ مہمل اور بے معنی ہے۔

جواب

من از رمزِ انا الحق باز گویم
دگر با ہند و ایراں راز گویم

ترجمہ:۔ ''انا الحق'' کی رمز میں پھر سے بیان کرنے لگا ہوں۔ ایران اور ہندوستان والوں سے دوبارہ اس کا راز بیان کرنے لگا ہوں۔

تشریح دیکھو غور کرو میں ایک بار پھر ''انا الحق'' کے نکتے کو بیان کرنے لگا ہوں ایران اور ہندوستان والوں کے سامنے دوبارہ اس راز سے پردہ اُٹھانے لگا ہوں تا کہ وہ اس نکتے کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

معنے در حلقۂ دیر ایں سخن گفت
''حیات از خود فریبے خورد و 'من' گفت

ترجمہ: ۔اپنے مندر کے حلقہ میں ایک شراب کشید کرنے والے نے یہ بات کہی کہ حیات نے فریب کھایا اور ''من'' کہا (ورنہ ''من'' کوئی شے نہیں۔)

تشریح ایک بُت پوجنے والے پجاری نے جو اپنے بت خانے کے اندر شراب بھی تیار کیا کرتا تھا ایک بات کہی کہ زندگی اپنے آپ سے دھوکا کھا گئی کہ اس نے ''میں'' کہہ دیا جب کہ ''میں'' کوئی شے ہے ہی نہیں۔

خدا خفت و وجود ما ز خوابش وجود ما نمودِ ما ز خوابش

ترجمہ:۔ خودی سوگئی اور ہمارا وجود اس کا خواب ہے۔ ہمارا وجود اور ہماری نمود اس کا خواب (فانی) ہے۔

تشریح خودی سوگئی، ہمارا وجود اور ہماری نمود اسی خودی کا خواب ہے۔

مقامِ تحت و فوق و چار سو خواب
سکون و سیر و شوق و جستجو خواب

ترجمہ:۔ مقامِ تحت وفوق (نیچے اور اوپر) اور چاروں اطراف سب کچھ خواب ہے۔ سکون، سیر، شوق اور جستجو یہ سب کچھ بھی خواب ہے۔

تشریح ہر جگہ ہر مقام خواب ہے، رکنا، چلنا، آرزو اور تلاش سب خواب ہیں کیونکہ یہ سب چیزیں ہمارے وجود اور غور سے جڑی ہوئی ہیں اس لئے جب تک خودی سو رہی ہے ہم اُس کا خواب ہیں اور یہ سب چیزیں بھی خواب ہیں۔

دل بیدار و عقلِ نکتہ بیں خواب
گمان و فکر و تصدیق و یقیں خواب

ترجمہ:۔ دل بیدار ہے اور باریک باتوں کو دیکھنے والی عقل سراسر خواب ہے۔ گمان، فکر، تصدیق اور یقین خواب ہے۔

تشریح جاگتا ہوا دل ہو کہ عقل جو باریک سے باریک باتوں کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہے یہ سب خواب ہے، گمان ہو کہ فکر، تصدیق ہو کہ یقین سب کا سب خواب ہے۔

ترا ایں چشمِ بیدارے بخواب است ترا
گفتار و کردارے بخواب است

ترجمہ:۔ تیری یہ بیدار آنکھ، حالتِ خواب میں ہے۔ تیری گفتگو، تیرا کردار، سب کچھ خواب ہے۔

تشریح تیری یہ جاگتی ہوئی آنکھ بھی نیند میں ڈوبی ہوئی ہے۔ تیری گفتگو اور تیرا کردار یعنی جو کچھ تو کر رہا ہے۔ سب کچھ خواب ہے۔

چو او بیدار گردد دیگرے نیست متاعِ شوق را سوداگرے نیست''

ترجمہ:۔ جب خودی بیدار ہو جائے گی اس کے سوا جو کچھ ہے، سب فنا ہو جائے گا۔ تب متاعِ شوق کا کوئی سوداگر نہیں ہوگا۔

تشریح سن! خودی کے بیدار ہوتے ہی یہ سب ٹوٹ جائیں گے اور خودی کے سوا کچھ بھی باقی نہ ہوگا سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ اُس وقت متاعِ شوق کا کوئی خریدا نہ ہوگا۔

فروغِ دانشِ ما از قیاس است
قیاسِ ما ز تقدیرِ حواس است

ترجمہ:۔ ہماری فکر و دانش کی ترقی قیاس کی بدولت ہے۔ ہمارا قیاس حواس کی تقدیر کی بدولت ہے۔

تشریح ہماری فکر اور عقل قیاس کے بل بوتے پر آگے بڑھتی ہے اور ہمارا قیاس ہمارے حواسِ خمسہ کی وجہ سے ہے کہ ہم جو کچھ محسوس کرتے ہیں اُسی سے اندازے لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔

چو حس دیگر شد ایں عالم دگر شد
سکون و سیر و کیف و کم دگر شد

ترجمہ:۔ جب حس کوئی اور ہوگی تو جہان بھی کوئی اور ہی ہوگا۔ سکون، حرکت، کیفیت اور کمیت کوئی اور ہوگی۔

تشریح لہٰذا اگر حس کوئی اور ہوگی تو یقیناً جہان بھی کوئی اور ہی ہوگا اور اُس جہان کے لوازمات بھی الگ ہی ہوں گے یعنی حس بدلنے سے دنیا ہی بدل جاتی ہے اور اُس دنیا کے اپنے انداز اپنی کمی بیشی اور حرکت و سکون اپنے ہوں گے۔

توان گفتن جہانِ رنگ و بو نیست
زمین و آسمان و کاخ و کو نیست

ترجمہ:۔ پھر کہا جا سکتا ہے کہ جہانِ رنگ و بو نہیں ہوگا۔ یہ زمین، آسمان، محل اور کوچے نہیں ہوں گے۔

تشریح اس لیے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جہان رنگ و بو نہیں ہوگا یہ زمین و آسمان اور یہ گلی کوچے ومحلات وغیرہ نہیں ہوں گے کیونکہ یہ سب اسی کائنات کا حصہ ہیں جو موجود ہے۔

توان گفتن کہ خوابے یا فسونے است
حجابِ چہرۂ آں بے چگونے است

ترجمہ:۔ پھر کہا جا سکتا ہے کہ جہان خواب یا فسون ہے۔ یہ اس چہرے کا حجاب ہے، جس چہرے کی مثل کوئی نہیں۔

تشریح پھر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جہان ایک خواب ہے ایک جادو ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب رب کائنات کی ذات پاک کے چہرے کا نقاب ہے۔

تواں گفتن ہمہ نیرنگِ ہوش است
فریبِ پردہ ہائے چشم و گوش است

ترجمہ:۔ پھر کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب ہوش کی شعبدہ بازی ہے۔ یہ سب کچھ آنکھ اور کان کے پردوں کا فریب ہے۔

تشریح اور پھر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب جو کچھ سامنے نظر آ رہا ہے ہوش کا جادو ہے اور ہمارا دیکھنا سننا ہماری آنکھ اور کان کے پردوں کا فریب ہے۔

خودی از کائناتِ رنگ و بو نیست
حواسِ ما میانِ ما و او نیست

ترجمہ:۔ خودی کا تعلق رنگ و بو کے جہان سے نہیں ہے۔ ہمارے حواس ہمارے اور اس (رب تعالیٰ) کے درمیان حائل نہیں ہیں۔

تشریح ہاں مگر خودی وہ شے ہے جس کا تعلق اس رنگ و بو کی دنیا سے نہیں اور نہ ہی ہمارے اور اس کے درمیان حواس کا تعلق ہے۔

نگہ را در حریمش نیست راہے
کنی خود را تماشا بے نگاہے

ترجمہ:۔ نگاہ کو خودی کے حریم میں کوئی راہ نہیں ملتی۔ وہ خود اپنا تماشا بھی نگاہ کے بغیر کرتی ہے۔

تشریح خودی کی حدود میں نگاہ کا گزر نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ خودی خود کو بھی نگاہ کے بغیر دیکھتی ہے اس لیے وہ کسی ظاہری نگاہ کو اپنا نظارہ کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

حسابِ روزش از دور فلک نیست بخود بینی ظن و تخمین و شک نیست

ترجمہ:۔ خودی کے دنوں کا حساب آسمان کی گردش کے سبب نہیں۔ اس کی خود بینی (اپنا تماشا کرنا) گمان، اندازہ اور شک کی بنا پر نہیں ہے۔

تشریح خودی کا حساب کتاب آسمان کی گردش سے نہیں اور نہ ہی اُس کے تحت ہے۔ کیونکہ اس کا اپنے آپ کو جانچنا اور پرکھنا گمان، اندازے اور شک کی بنا پر نہیں ہوتا لہٰذا خودی ان چیزوں سے پاک ہے یعنی اس میں شک وشبے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

اگر کوئی کہ 'من' وہم و گمان است
نمودش چوں نمودِ این و آن است

ترجمہ:۔ اگر تو یہ کہے کہ ''من'' وہم و گمان ہے، اس کی نمود، این وآن (اِس اور اُس) کی مانند ہے۔

تشریح اگر تو یہ کہے کہ ''میں'' وہم و گمان ہے اور اس کا ظاہر ہونا بھی اس اور اُس کے ظاہر ہونے کی طرح ہے۔

بگو با من کہ دارائے گماں کیست؟
یکے در خود نگر آں بے نشاں کیست؟

ترجمہ:۔ تو مجھ سے کہہ کہ وہ گمان رکھنے والی کیا ہے؟ ایک مرتبہ خود میں نظر کر اور دیکھ کہ وہ بے نشان کون ہے؟ (وہی تو تیرا من اور تیری خودی ہے)

تشریح تو پھر مجھے بتا کہ وہ وہم و گمان رکھنے والا کون ہے۔ ایک بار اپنے اندر نظر ڈال اور دیکھ کر بتا کہ وہ بے نشان کون ہے جس کے اندر گمان پیدا ہو رہا ہے کیا وہی ''میں'' جو تو ہے اور تیری خودی نہیں ہے۔

جہاں پیدا و محتاجِ دلیلے!
نمی آید بفکرِ جبرئیلے

ترجمہ:۔ جہان ظاہر ہے اور دلیل کا محتاج ہے۔ یہ جبرئیل فرشتے کی فکر میں بھی نہیں آتا۔

تشریح جہان ظاہر ہے لیکن پھر بھی اُس کے لیے کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی دلیل کی ضرورت پڑ جاتی ہے اور دلیل ایسی چیز ہے جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی فکر میں بھی نہیں سماتی۔

خودی پنہاں ز حجت بے نیاز است!
یکے اندیش و دریاب ایں چہ راز است!

ترجمہ:۔ خودی پنہاں ہے اور دلیل سے مستغنی ہے۔ ایک مرتبہ غور کر اور دریافت کر لے کہ یہ راز آخر کیا ہے۔؟

تشریح یہ خودی کا کمال ہے کہ خودی چھپی ہونے کے باوجود کسی دلیل کی محتاج نہیں ذرا سوچ اور غور کر اور سمجھ کہ آخر یہ راز کیا ہے؟

خودی را حق بداں باطل مپندار
خودی را کشتِ بے حاصل مپندار

ترجمہ:۔ خودی کو حق جان، باطل نہ سمجھ۔ خودی کو پیداوار سے محروم کھیتی نہ سمجھ۔

تشریح خودی حق ہے اس لیے اسے حق جان، اسے باطل گمان نہ کر کہ خودی پیداوار سے محروم کھیتی نہیں۔

خودی چوں پختہ گردد لازوال است
فراقِ عاشقاں عینِ وصال است!

ترجمہ:۔ خودی پختہ ہو کر لازوال ہو جاتی ہے۔ عاشقوں کا فراق عینِ وصال ہوتا ہے۔

تشریح اس لئے خودی جب پختہ ہو جاتی ہے تو لازوال ہو جاتی ہے اور ہمیشہ باقی رہتی ہے عاشقوں کا فراق (جدا رہنا) عین وصال (ملنا) ہوتا ہے کہ اس دوری سے عشق پختہ ہوتا ہے اور ہمہ وقت محبوب حق کی طلب بڑھ جاتی ہے اور یہی وہ لذت اور تڑپ ہے جس سے دستبردار نہیں ہوا جا سکتا۔

شرر را تیز بالے می تواں داد
تپیدِ لایزالے می تواں داد

ترجمہ:۔ چنگاری کو تیز بال و پر دیئے جاسکتے ہیں۔ اسے ختم نہ ہونے والی تڑپ عطا کی جاسکتی ہے۔

تشریح چنگاری کو اڑنے کے لیے تیز سے تیز بال و پر دیئے جاسکتے ہیں اور اسے ہمیشہ کی چمک بھی عطا ہوسکتی ہے۔

دوامِ حق جزاے کارِ او نیست
کہ او را ایں دوام از جستجو نیست

ترجمہ:۔ خدا کا دوام (اَزلی واَبدی ہونا) اس کے کاموں کا نتیجہ نہیں، کیونکہ اس کو یہ دوام جستجو سے حاصل نہیں ہوا۔

تشریح اللہ تعالیٰ کا ازلی وابدی ہونا اُس کی اپنی کوششوں کا نتیجہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ ہمیشگی تلاش کرنے سے حاصل نہیں ہوئی بلکہ وہ ازخود ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔

دوام آں بہ کہ جانِ مستعارے
شود از عشق و مستی پایدارے!

ترجمہ:۔ وہ دوام بہتر ہے کہ جس میں مستعار (اُدھار لی گئی) جان عشق اور مستی کی وجہ سے پائیدار ہو جائے۔

تشریح ہمارا دوام اس لئے بہتر ہے کہ ہماری جان اللہ تعالیٰ سے ادھار لی گئی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے عشق اور اُس عشق کی مستی کے ذریعے سے پائیدار ہے۔

وجودِ کوہسار و دشت و در ہیچ!
جہاں فانی، خودی باقی، دگر ہیچ!

ترجمہ:۔ پہاڑی سلسلے، جنگل اور آبادی کا وجود کچھ نہیں۔ جہان فانی ہے، خودی باقی ہے، اور کچھ نہیں۔

تشریح پہاڑی سلسلے، جنگل اور یہ آبادیاں یہ سب فنا ہو جانے والے جہان کا حصہ ہیں لہٰذا یہ بھی جہان کے ساتھ ہی فنا ہو جانے والی ہیں صرف خودی باقی رہے گی، خودی کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہنے والا۔

دگر از شنکر و منصور کم گوے!
خدا را ہم براہِ خویشتن جوے

ترجمہ:۔ پھر شنکر اور منصور کے بارے میں گفتگو نہ کر۔ خدا کو اپنے راستہ سے تلاش کر۔

تشریح اس لیے تو اب شنکر اور منصور کی بات نہ کر اور اللہ تعالیٰ کو اپنے ذریعے سے تلاش کر۔

بخود گم بہرِ تحقیقِ خودی شو انا الحق گوے و صدّیقِ خودی شو

ترجمہ:۔ خودی کی تحقیق کیلئے خود میں گم ہو جا۔ انا الحق کہہ اور خودی کی تصدیق کرنے والا بن جا۔

تشریح خودی کی تحقیق کرنے کے لیے اپنے اندر گم ہو جا، اور ''انا الحق'' کہہ کر خودی کی تصدیق کرنے والا بن جا، یہی وہ راز ہے جو انا الحق میں پوشیدہ ہے۔

سوال (9)

کہ شد بر سِرِّ وحدت واقف آخر؟ شناسائے چہ آمد عارف آخر؟

ترجمہ:۔ آخر کون وحدت کے اسرار سے واقف ہوا ہے؟ آخر عارف نے کس سے شناسائی کی ہے۔؟

تشریح آخر وہ کون ہے جو وحدت کے راز سے واقف ہوا ہے؟ آخر یہ کون ہے جسے عارف کہا جاتا ہے اور عارف کس کا شناسا ہوتا ہے۔

جواب

تہِ گردوں مقامِ دلپذیر است
ولیکن مہر و ماہش زود میر است

ترجمہ:۔ آسمان کے نیچے مقامِ دلپذیر (دلکش جہان) ہے، لیکن اس کا سورج اور چاند جلد زوال پذیر ہو جاتا ہے۔

تشریح آسمان کے نیچے یہ زمین اور اس کے دلکش نظارے ہیں یہ دنیا خوبصورت ہے لیکن اس کے چاند سورج جلدی غروب ہو جاتے ہیں۔

بدوشِ شام نعش آفتابے
کواکب را کفن از ماہتابے

ترجمہ:۔ شام کے کندھوں پر سورج کی نعش ہوتی ہے۔ستاروں کے کفن کا سامان چاند مہیا کرتا ہے (جب چاند نکلتا ہے تو ستاروں کی روشنی مدہم ہو جاتی ہے۔)

تشریح شام کے کاندھوں پر سورج کی لاش ہوتی ہے اور ستاروں کے کفن کے لیے چاند اپنی چاندنی کی چادر مہیا کرتا ہے۔

پرد کہسار چوں ریگِ روانے
دگرگوں می شود دریا بآنے

ترجمہ:۔ پہاڑ ریت کی طرح اُڑتے ہیں۔لحہ بھر میں دریا کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔

تشریح پہاڑ ریت کے ذروں کی طرح اُڑتے ہیں اور ایک ہی پل میں دریا بھی بدل جاتے ہیں۔ یعنی پانی، ہوا، مٹی سب میں تبدیلیاں واقع ہو جاتی ہیں۔

گلاں را در کمیں بادِ خزاں است
متاعِ کارواں از بیمِ جان است

ترجمہ:۔گلاب کے پھولوں کی گھات میں خزاں کی ہوا بیٹھی ہے۔جان کا خوف ہی تو قافلے کی پونجی ہے۔

تشریح جو گلاب کے پھول بہار کے سنگھار کرتے ہیں اُنہیں دبوچنے کے لیے خزاں گھات لگائے بیٹھی ہے بس جان کا خوف ہی ہے جو اس قافلے کی پونجی ہے یعنی ہر ایک کو موت کا خوف لگا ہوا ہے اور وہ اپنے دل میں موت کا دھڑکا لئے بیٹھا ہے۔

ز شبنم لالہ را گوہر نماند
دمے ماند دمے دیگر نماند

ترجمہ:۔شبنم کا موتی گلِ لالہ پر نہیں ٹھہرتا۔شبنم کا موتی ایک لحہ گلِ لالہ پر ہوتا ہے، دوسرے لمحے نہیں ہوتا۔

تشریح لالے کے سرخ پھول پر شبنم کا موتی نہیں رہتا، ایک لحہ ہوتا ہے اور دوسرے لمحے نہیں ہوتا۔

نوا نشنیدہ در چنگے بمیرد
شرر ناجستہ در سنگے بمیرد

ترجمہ:۔ سنائی نہ دینے والی آواز رباب کے ساز ہی میں مرجاتی ہے۔ظاہر نہ ہونے والی چنگاری پتھر کے اندر ہی مرجاتی ہے۔

تشریح ساز کی آواز جو کانوں میں رس گھولتی ہے اپنے ساز ہی میں دم توڑ دیتی ہے اور جلا دینے والی چنگاری ظاہر ہونے سے پہلے اپنے پتھر کے اندر مرجاتی ہے۔

مپرس از من ز عالمگیریٔ مرگ! من و تو از نفس زنجیریٔ مرگ!

ترجمہ:۔موت کی عالمگیری (سارے جہاں پر حاوی ہونے) کے بارے میں مجھ سے مت پوچھ۔میرا اور تیرا سانس موت کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے۔

تشریح لہٰذا موت سارے جہاں پر حاوی ہے میں اس کے بارے میں اور کیا بتاؤں میں بھی اور تُو بھی دونوں ہی اپنے سانس کی وجہ سے موت کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں سو کسی کا بھی موت سے بچنا ناممکن ہے۔

❂❂❂

غزل

فنا را بادۂ ہر جام کردند
چہ بیدردانہ او را عام کردند

ترجمہ:۔(تقدیر نے) فنا کو ہر جام کی شراب کردیا ہے۔(تقدیر نے) اس شراب کو کس بے دردی سے عام کردیا ہے۔

تشریح تقدیر نے کیسا کام کیا کہ فنا کو ہر ایک جام کی شراب بنا دیا یعنی موت کا ذائقہ ہر ایک نے چکھنا ہے۔ یہ جام ہر ایک کو پینا ہے آہ! تقدیر کس قدر بے درد اور بے رحم ہے کہ اس نے فنا کے اس جام کو ہر ایک کے لیے عام کردیا۔لہٰذا ہر ایک کو فنا ہونا ہی ہوگا۔

تماشا گاہِ مرگِ ناگہاں را
جہانِ ماہ و انجم نام کردند

ترجمہ:۔ (تقدیر نے) ناگہاں موت کی تماشا گاہ (دنیا) کو چاند اور ستاروں کے جہان کا نام دے (دلکش بنا) دیا ہے۔

تشریح تقدیر نے کسی دن اس اچانک فنا ہو جانے والی دنیا کو دلکش بنانے کے لیے چاند ستاروں کے جہان کا نام دے دیا۔ تا کہ لوگ اس کی دلکشی میں لگے رہیں اور فنا کے خوف سے اپنے اوپر بے بسی کی چادر نہ اوڑھے رکھیں۔

اگر یک ذرّہ اش خوے رم آموخت
بافسونِ نگاہے رام کردند

ترجمہ:۔ اگر اس جہان کے ایک ذرّہ نے بھی جہان سے دوری کی خصلت کو اپنا لیا تو تقدیر نے اپنی نگاہ کے جادو سے اسے گرفتار کر لیا۔

تشریح اگر اس جہان کے کسی ایک ذرے نے بھی موت سے بھاگنے کی کوشش کی ہے اور اس جہان سے دُور ہونے کا سوچا ہے تو تقدیر کی نگاہ نے اُسے اپنے جادو سے فوراً گرفتار کر لیا ہے لہٰذا اس جہان سے بھاگنے کا بھی کوئی راستہ موجود نہیں۔

قرار از ما چہ می جوئی کہ مارا
اسیرِ گردشِ ایام کردند

ترجمہ:۔ تو ہم سے قرار کی تلاش کیوں کرتا ہے؟ کیونکہ (تقدیر نے) ہمیں تو ایام کی گردشِ کا قیدی بنا دیا ہے۔

تشریح ہم سے قرار کی توقع فضول ہے ہمیں تو گردش ایام کا قیدی بنا دیا گیا ہے اس لئے جو شے ہمارے پاس موجود ہی نہیں کسی دوسرے کو کیسے دے سکتے ہیں۔

خودی در سینۂ چاکے نگہدار ازیں کوکب چراغِ شام کردند

ترجمہ:۔ خودی کے چاک ہوئے سینے کی محافظت کر۔ اس ستارے کو شام کا چراغ بنایا گیا ہے۔

تشریح تیرے چاک سینے میں جو خودی ہے اس کی حفاظت کر کہ اس ستارے کو شام کا چراغ بنایا گیا ہے جو تجھے روشنی دے گا اور اندھیرے میں راستہ دکھائے گا۔

جہاں یکسر مقامِ آفلین است
دریں غربت سرا عرفاں ہمین است

ترجمہ:۔ جہان سراسر مٹ جانے والا ہے۔اس غربت سرا میں ہمہ وقت معرفت رکھے۔

تشریح یہ جہان ایک سرائے ہے مسافر آتے ہیں کچھ دیر کے لیے یہاں قیام کرتے ہیں چلے جاتے ہیں اوراس میں عرفان کی بات یہ ہے کہ یہ جہان سراسر مٹ جانے والا ہے۔

دلِ ما در تلاشِ باطلے نیست
نصیبِ ما غمِ بے حاصلے نیست

ترجمہ:۔ ہمارا دل کسی باطل کی تلاش میں نہیں ہے۔ ہمارے نصیب میں لا حاصل غم نہیں ہے۔

تشریح نہ ہمارا دل کسی باطل کی تلاش میں ہے اور نہ ہی ہمارا غم بغیر کسی مقصد کے ہے۔

نگہ دارند اینجا آرزو را
سرورِ ذوق و شوقِ جستجو را

ترجمہ:۔اس جگہ آرزو کو نگاہ میں رکھتے ہیں۔اس جگہ سرور اور جستجو کے ذوق وشوق کو نگاہ میں رکھتے ہیں۔

تشریح یہ وہ جگہ ہے جہاں اپنی آرزو اور تلاش کے ذوق وشوق کا دھیان رکھا جاتا ہے یعنی ان کی حفاظت کی جاتی ہے۔

خودی را لازوالے می تواں کرد
فراقے را وصالے می تواں کرد

ترجمہ:۔ خودی کو لازوال بنایا جاسکتا ہے۔فراق کو وصال بنایا جاسکتا ہے۔

تشریح خودی کو لازوال بنا کیونکہ ایسا کیا جاسکتا ہے اور اس طرح محبوب حقیقی سے فراق کو وصال میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

چراغے از دمِ گرمے تواں سوخت سوزن چاک گردوں میتواں دوخت

ترجمہ:۔ گرم سانس سے چراغ جلایا جاسکتا ہے۔سوئی سے آسمان کے چاک کو سیا جاسکتا ہے۔

تشریح سانسوں کی حرارت سے خودی کا چراغ جلایا جاسکتا ہے یعنی انسان اپنی خودی کی پختگی کی بدولت اپنی صلاحیتوں میں اس قدر اضافہ کرسکتا ہے کہ معمولاتِ زندگی اُس کے تابع ہو جائیں۔ یہاں تک کہ وہ اس قدر بلندی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے کہ سوئی کے ساتھ آسمان کے چاک کو بھی سی لے۔

خدائے زندہ بے ذوقِ سخن نیست
تجلّی ہائے او بے انجمن نیست

ترجمہ:۔ خدائے حی لایموت سخن کے ذوق کے بغیر نہیں ہے (وہ انسانوں سے ہم کلام ہوتا ہے) اس کی تجلیات انجمن کے بغیر نہیں ہیں۔

تشریح اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیش ہے اور وہ اپنے ذوقِ سخن کے تحت انسانوں سے ہم کلام ہوتا ہے اُس کی تجلیات انجمن کے بغیر نہیں یعنی انسان اپنے رب کی تجلیاں دیکھنے والا اور اُس سے لطف حاصل کرنے والا ہے۔

کہ برقِ جلوۂ او بر جگر زد؟
کہ خورد آں بادہ و ساغر بسر زد؟

ترجمہ:۔ کس نے اس کے جلوے کی بجلی کو جگر پر گرایا؟ کس نے وہ شراب پی اور پیالے کو سر پر مارا؟ (کس نے اس کی محبت کی شراب پی کر پیالہ توڑ دیا اور کسی اور کی محبت کی شراب نہ پی؟)

تشریح وہ کون ہے جس کو یہ توفیق ہے کہ وہ ذات باری تعالیٰ کے جلوے کی بجلی اپنے جگر پر گراتا ہے اور برداشت کرتا ہے (وہ صرف اور صرف انسان ہے) اور اسی نے اپنے محبوب حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ کے عشق کی شراب پی اور پیالے کو اپنے سر پر مار کر اس نے توڑ دیا تا کہ اللہ تعالیٰ کے عشق کی شراب پینے کے بعد کبھی کسی غیر اللہ کی شراب پینے کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔ نہ پیالہ ہوگا نہ شراب پی جائے گی۔

عیارِ حسن و خوبی از دلِ کیست؟
مہ او در طوافِ منزلِ کیست؟

ترجمہ:۔ حسن اور خوبی کا معیار کس کا دل ہے؟ اس کا چاند کس کی منزل کے طواف میں ہے۔؟

تشریح وہ کون ہے جس کا دل حسن اور خوبی کا معیار ٹھہرا ہے اور اُس کا چاند کس کی منزل کے طواف میں لگا رہتا ہے۔

اَلَستُ، از خلوتِ نازے کہ برخاست؟
بلیٰ، از پردۂ سازے کہ برخاست؟

ترجمہ:۔ کس کے ناز کی خلوت سے اَلستُ بربکم (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟) کا سوال بلند ہوا؟ کس کے ساز کے پردے سے بلیٰ (ہاں ہاں! یقیناً آپ ہی ہمارے رب ہیں) کا جواب بلند ہوا۔؟

تشریح اور کس کی خلوت ناز سے یہ سوال بلند ہوا ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں'' اور کسی کے ساز کے پردے سے یہ جواب بلند ہوا ''ہاں ہاں یقیناً آپ ہی ہمارے رب ہیں۔''

چہ آتش عشق در خاکے برا فروخت!
ہزاراں پردہ یک آوازِ ما سوخت

ترجمہ:۔ یہ کیسی آگ ہے جو عشق نے خاک (انسان) میں روشن کر ڈالی ہے؟ ہماری ایک آواز (قالو بلیٰ، انہوں نے کہا: یقیناً آپ ہی ہمارے رب ہیں۔) نے (خدا اور مخلوق کے درمیان) ہزاروں پردے جلا دیئے ہیں (تا کہ انسان اللہ تعالیٰ کے جلوے کو دیکھ سکے)

تشریح یہ عشق ہی کی آگ کا کمال ہے کہ اُس نے ہماری خاک میں ایسی چنگاری بھر دی کہ ہماری خاک روشن ہوگئی اور ہماری اس ایک آواز نے ہمارے رب اور ہمارے درمیان پڑے ہوئے ہزاروں پردے جلا دیئے یقیناً آپ ہی ہمارے رب ہیں اور ہمیں اس وسیلے سے اپنے محبوب حقیقی کے جلوؤں سے لطف اندوز ہونے کے مواقع ملے۔

اگر مائیم، گرداں جامِ ساقی است
بزمش گرمیٔ ہنگامہ باقی است!

ترجمہ:۔ اگر ہمارا وجود ہے تو ساقی کا جام گردش میں ہے۔ اگر ہمارا وجود ہے تو اس کی بزم میں ہنگامہ باقی ہے۔

تشریح اگر ہمارا وجود ہے تو ساقی کا جام ضرور گردش کرتا ہوا ہم تک پہنچے گا۔ اگر ہمارا وجود ہے تو اس کی بزم یعنی اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس دنیا میں ہنگامے موجود ہیں۔ یعنی انسان ہی اس دنیا کی رونق ہے اور اللہ اپنے کسی بندے سے غافل نہیں۔

مرا دل سوخت بر تنہائی او
کنم سامانِ بزم آرائی او

ترجمہ:۔ میرا دل اس کے تنہا ہونے پر جلا۔ میں اس کیلئے بزم سجانے کا کام کر رہا ہوں (لوگوں کو اللہ

تعالیٰ کی معرفت کا طریقہ بتا رہا ہوں۔)

تشریح میں اپنے محبوب حقیقی کی تنہائی برداشت نہیں کر سکتا تھا کیونکہ میرا دل اُس کے تنہا ہونے پر پریشان ہوتا تھا جلتا تھا اور تکلیف محسوس کرتا ہے لہٰذا میں نے اپنے محبوب حقیقی کے لیے محفل سجانا شروع کر دی تا کہ اُس کی تنہائی ختم ہو جائے۔ میرا طریقہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب حاصل کرنے کا طریقہ ہے۔

مثالِ دانہ می کارم خودی را برائے او نگہدارم خودی را

ترجمہ:۔ میں خودی کو دانہ کی طرح بو رہا ہوں۔ میں اس کیلئے خودی کی حفاظت کر رہا ہوں۔

تشریح میں خودی کو بیج کی طرح کاشت کر رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کے لیے اس کی حفاظت کر رہا ہوں تا کہ میری خودی پختہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

(اقبال)

✿✿✿

maablib.org

خاتمہ

تو شمشیری ز کامِ خود بروں آ
روں آ از نیامِ خود بروں آ

ترجمہ:۔(اے مومن!) تو شمشیرِ حق ہے، خود اپنی نیام سے باہر آ۔ ہاں باہر آ، اپنی نیام سے باہر آ۔

تشریح اے مومن! تو حق کی سربلندی کے لیے جہاد کرنے والی تلوار ہے تجھے باطل قوتوں کو مٹانا ہے اس لیے اپنے آپ کو نیام سے باہر نکال، ہاں ہاں باہر آ اپنی نیام سے باہر آ، کہ تیری معمولی سی غفلت بھی تیرے حق میں بہتر نہیں۔

نقاب از ممکناتِ خویش برگیر
مہ و خورشید و انجم را بہ برگیر

ترجمہ:۔اپنی ممکنات سے نقاب اٹھا دے۔ چاند، سورج اور ستاروں کو پہلو میں لے۔

تشریح اپنے وجود اور اپنے ہونے سے نقاب اٹھا دے اور یہ تب ہو سکتا ہے جب تو اپنی صلاحیتوں سے بھرپور کام لے اور خود کو اپنے عمل اور جدوجہد سے اُس مقام پر لے جائے کہ چاند، سورج اور ستارے تیرے تابع ہو جائیں یعنی اپنے ہونے کی دلیل دے اور اپنے آپ کو اشرف المخلوقات ثابت کر۔

شبِ خود روشن از نورِ یقیں کن
یدِ بیضا بروں از آستیں کن

ترجمہ:۔اپنی راتوں کو نورِ یقین سے منور کر لے۔ (سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی طرح) روشن ہاتھ اپنی آستین سے باہر نکال (نورِ ایمان سے جہان کو منور کر دے۔)

تشریح اپنی راتوں کو ایمان کے نور سے منور کر لے اور اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیتیں تجھے عطا فرما دی ہیں اور ذمے داریاں تجھے سونپی گئی ہیں اُن کو پورا کر۔ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے دین کی سربلندی کے لیے جُت جا سارے جہان کو دین کی روشنی سے منور کر دے۔

کسے کو دیدہ را بر دل کشود است
شرارے کشت و پروینے درود است

ترجمہ:۔ وہ کہ جس نے اپنی آنکھیں دل پر کھولی ہیں (غیر اللہ سے اپنے دل کی حفاظت کی ہے) اس نے پروین (بلند ترین ستاروں) کے جھرمٹ کی کھیتی کے شراروں کو کاٹا ہے۔

تشریح وہ جس نے اپنے دل کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کی محبت کو جگہ نہیں بنانے دی اور اپنے دل پر ہر وقت نگاہ رکھی اُس کی حفاظت کی اُسے غیر اللہ کی محبت سے بچایا اُس کا مقام اوجِ ثریا (آسمانوں کی انتہائی بلندی پر سات ستاروں کا جھرمٹ) سے بھی کہیں بلند ہے۔ یعنی اُس نے ستاروں کے جھرمٹ کی کھیتی کے شراروں کو کاٹ کر بلند ترین مقام حاصل کر لیا ہے۔

شرارے جستۂ گیر از درونم
کہ من مانندِ رومی گرم خونم

ترجمہ:۔ مجھ سے تیزی کے ساتھ گرتے ہوئے شراروں کو ہوشیاری سے پکڑ لے، کیونکہ میں مولانا رومؒ کی طرح گرم خون والا ہوں۔

تشریح یہاں اقبال اپنے استادِ محترم مولانا رومؒ کے محاسن اور علمی فضیلت کی اپنے ظرف کی وسعت کی بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو کچھ میں نے حاصل کیا جو مولانا روم کا فیضان ہے۔ وہ شراروں کے روپ میں میرے بھرے ہوئے وجود سے تیزی کے ساتھ گر رہا ہے

لہٰذا اُن کو پکڑنے والے ہوشیاری سے کام لیں اور اُن سے زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

وگرنہ آتش از تہذیبِ نو گیر

برونِ خود بیفروز اندروں میر!

ترجمہ:۔ وگرنہ نئی تہذیب سے آگ لے لے، یوں اپنا ظاہر روشن کرلے اور اندر سے مرجا ((یا تو میرے شراروں کو محفوظ رکھ، جو کہ اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہیں یا پھر ظاہر کو چمکانے اور روح کو قتل کرنے والی مغربی تہذیب کی آگ سے اپنے ظاہر کو روشن اور باطن کو ظلمتوں سے پُر کرلے۔)

تشریح اگر تو جانتے بوجھتے ہوئے بھی مجھ سے (یہاں اقبال خود کو اسلامی اقدار کے طور پر پیش کررہے ہیں) کچھ حاصل نہیں کرنا چاہتا اور میرے افکار سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا تو تیری مرضی جا اور نئی تہذیب (مغربیت) سے آگ حاصل کر اور اپنے ظاہر کو روشن کرلے اور باطن کو جلا کر مار دے۔ یعنی دنیا کی خاطر اپنے اصل کو ہلاک کردے اور انسان ہونے کے شرف سے دستبردار ہوجا!!

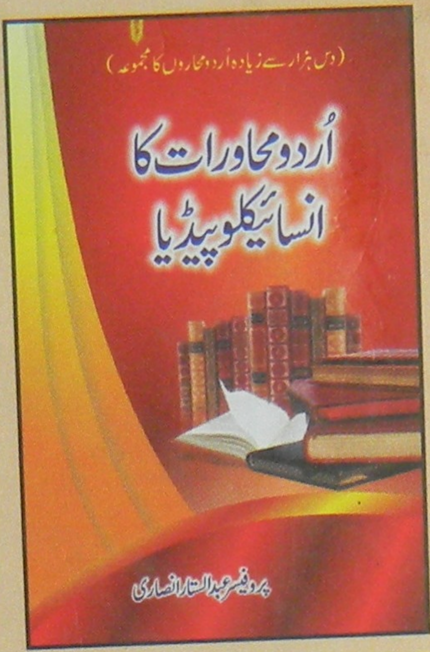

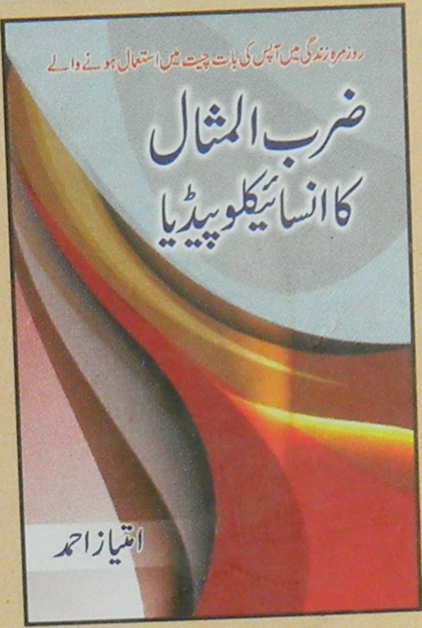

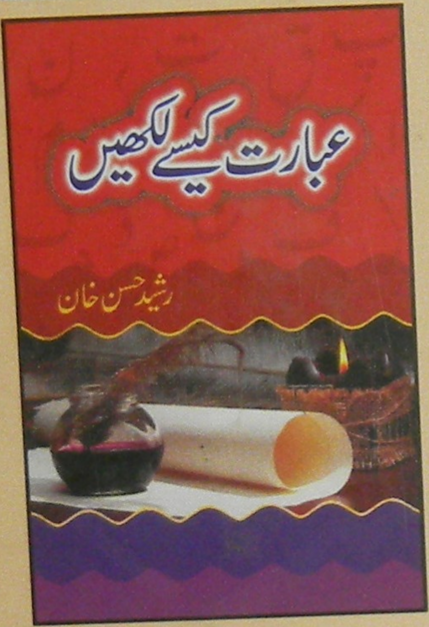

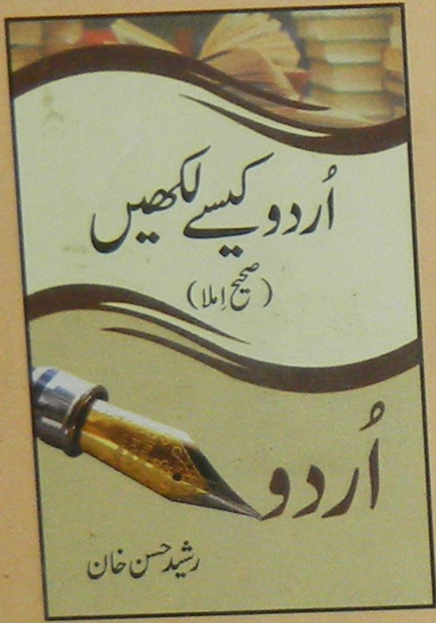

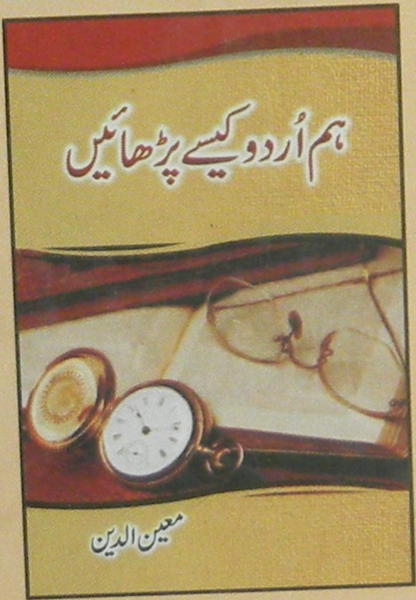

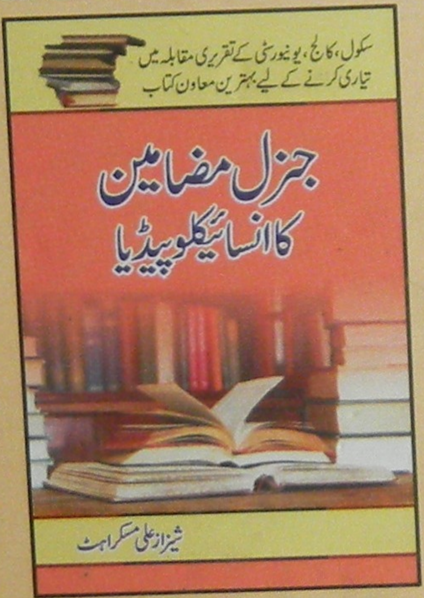

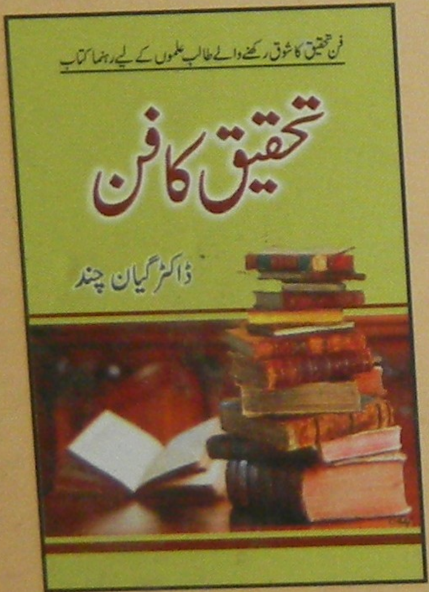

عبداللہ اکیڈمی
الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور